تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل

قطبی کی عربی شرح

حاشیہ قطبی

حافظ عبد الرشید مہروی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم غوثیہ مہریہ

چوک شاہ عباس ملتان

٧٨٦
٩٢

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حاشیۃ القطبی

مرتب

فقیر عبد الرشید مدرس
مدرسہ غوثیہ ہدایت القرآن
ممتاز آباد
ملتان



بسم اللہ الرحمن الرحیم،

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ و واصحابہ اجمعین، اما بعد، صاحب قطبی کے مختصر حالات۔

نام، ابوعبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی، یہ رَئے کی طرف منسوب ہے جہاں آپ رہتے تھے، رَئے کو آجکل تہران کہتے ہیں جو ایران کا دار الحکومت ہے، تعلیم و مسلک وغیرہ، شیخ جمال الدین اور دیگر مشاہیر وقت سے علم حاصل کیا، آپ کے فقہی مسلک کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے آپ کو حنفی شمار کیا اور بعض دیگر نے شافعی، نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب "مجالس المومنین" میں آپ کو مسلکا شیعہ لکھا، تاج الدین سبکی نے آپ کو شافعی شمار کیا اور آپ کا طبقات الشافعیہ میں تذکرہ کیا، منطق، فلسفہ تفسیر و بیان میں عالم متبحر تھے، ۷۶۶ھ میں وفات پائی، تصانیف، آپ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے چند یہ ہیں، شرح[1] مطالع الانوار، اس کا اصلی نام لوامع الاسرار ہے، شرح[2] رسالہ شمسیہ یعنی قطبی، رسالہ[3] قطبیہ، حاشیہ[4] کشاف، محاکمات[5]، امام فخر الدین رازی نے اشارات کی شرح میں شیخ بوعلی سینا پر اعتراضات کیئے تھے، نصیر الدین طوسی نے اپنی شرح اشارات میں ان کے جوابات دیئے، علامہ قطب الدین رازی نے دونوں کے اعتراضات وجوابات سامنے رکھکر موخر الذکر کتاب (محاکمات) لکھی، یہ کتاب فلسفہ میں ہے،

قطبی کے بارے میں، اس کا اصل نام تحریر القواعد المنطقیۃ فی شرح الرسالۃ

الشمسیۃ ہے لیکن مصنف (قطب الدین) کے نام سے مشہور ہوگئی اور قطبی کہی جانے لگی، قطبی رسالہ شمسیہ (جسکو عمر بن علی کاتبی متوفی ۶۷۴ھ نے لکھا) کی شرح ہے، علامہ کاتبی نصیر الدین طوسی کے شاگرد تھے، قطبی علم منطق میں عدیم النظیر کتاب ہے، اور مقبول عام ہے اسپر بڑے بڑے ماہرین نے شروح و حواشی لکھے جن میں سے چند درج ذیل ہیں، میر قطبی[۱]، یہ قطبی کا شاندار حاشیہ[۱] ہے جسکو سید شریف علی بن محمد نے لکھا، حاشیہ عصام الدین[۲]، جسکو علامہ عصام الدین اسفرائنی نے تالیف کیا، حاشیہ عبد الحکیم[۳]، جسکو علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہم اللہ نے تصنیف فرمایا، یہ تینوں مطبوعہ ہیں،

شرح خطبہ قطبی، ان ابہی درر تنتظم ببنان البیان، **ترجمہ**، بے شک بہت خوبصورت موتی جو پروئے جاتے ہیں بیان کے پوروں کے ساتھ،

ترکیب ابہی درر مرکب اضافی ہے ان کا اسم ہے تنتظم، صیغہ واحد مونث غائب مضارع مجہول ہے ہی ضمیر اسمیں پوشیدہ اس کا نائب فاعل ہے اور اس کا مرجع درر ہے یہ صفت ہے درر کی، باء جار متعلق تنتظم بنان البیان مرکب اضافی باء کا مجرور ہے، بنان کی بیان کی طرف اضافت لامی ہے، **التشریح** اَبْہٰی اسم تفضیل ہے بَہَا، سے بمعنی خوبصورت ہونا، دُرَرٌ دُرَّۃٌ کی جمع ہے بمعنی موتی، تُنْتَظَمُ نَظْمٌ سے ہے بمعنی پرونا، بَنَانٌ بَنَانَۃٌ کی جمع ہے بمعنی انگلی کا پورا، البَیَانُ بَانَ یَبِیْنُ کا مصدر ہے بمعنی ظاہر ہونا، بیان اس فصیح کلام کو کہتے ہیں جو ما فی الضمیر کو ظاہر کرے، واذہر زہر تنتشر فی اردان الاذہان، **ترجمہ** اور زیادہ

روشن پھول جو بکھیرے جاتے ہیں ذہنوں کی آستینوں میں، **ترکیب** ازہر کا عطف البہی پر ہے لہذا یہ بھی منصوب ہوگا، زہر ازہر کا مضاف الیہ ہے تنتشر زہر کی صفت ہے، یہ مضارع مجہول ہے ھی ضمیر درو مستتر راجع بسوئے زہر اس کا نائب فاعل، فی جار متعلق تنتشر الردان الاذہان مرکب اضافی، فی کا مجرور، **تشریح**، أزہر اسم تفضیل ہے بمعنی زیادہ روشن، زَہَر (بفتح الہاء) یا زَہْر (بسکون الہاء) اسم جنس ہے بمعنی پھول، اور بعض کے بقول یہ زُہَر ہے جمع ہے زَہْرَة کی بمعنی سفیدی، لیکن مشہور و مسموع من المشائخ اول یعنی زَہَر یا زَہْر ہے، تَنْتَشِرُ نَشْر سے ہے بمعنی بکھیرنا، پھیلانا، أرْدَان رُدْن کی جمع ہے بمعنی سر آستین، الأذہَان ذِہْن کی جمع ہے بمعنی ذہن، قوت، حمد مبدع انطق الموجودات بآیات وجوب وجوده، **ترجمہ** پیدا کرنے والے کی تعریف جس نے قوت گویائی دی موجودات کو اپنے ضروری والازمی وجود کی نشانیوں کے ساتھ، **ترکیب** حمد مبدع مرکب اضافی ہے ان البہی والے ان کی خبر ہے، انطق واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہو ضمیر درو مستتر راجع بسوئے مبدع اس کا فاعل، الموجودات، یہ مفعول بہ ہے انطق کا لیکن جمع مونث سالم ہونے کی وجہ سے اس کا نصب جر کے ساتھ ہے، باء جار سببیہ متعلق انطق آیات مضاف ہے وجوب کیطرف وہ مضاف ہے وجود کیطرف وہ ہ ضمیر کیطرف مضاف ہے ہ مبدع کی طرف راجع ہے **تشریح**، مُبْدِع اِبْدَاع سے ہے بمعنی کسی چیز کو نیا بغیر مثال کے پیدا کرنا، **فائدہ** اِحْدَاث، تَکْوِین، اِبْدَاع میں فرق) اِحداث مطلق

پیدا کرنا، تکوین، تدریج کے ساتھ پیدا کرنا، ابداع، بغیر مثال کے پیدا کرنا، ——
اَنْطَقَ اِنْطاق سے ہے بمعنی بولنے والا کرنا، قوت گویائی دینا، بلوانا، اَلْموجودات موجود
کی جمع ہے اس سے مراد مجردات (فرشتے) آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے ہیں۔
آیات آیۃ کی جمع ہے بمعنی علامت، نشانی، وُجوب مصدر ہے بمعنی ثابت ہونا، ضروری
ہونا، وُجود یہ بھی —— مصدر ہے بمعنی موجود ہونا، وُجوب وجودہ یہ جملہ (وجودہ واجب)
کا مضمون ہے، وجوب وجود سے مراد یہ ہے کہ وجود ضروری ہو یعنی ذات سے وجود کا جدا ہونا محال
ہو، واجب الوجود کی تعریف، ہو الذی یکون وجودہ من ذاتہ ولا یحتاج الی شئی اصلا،
آیات کی وجوب کیطرف اضافت دال کی ہے مدلول کی طرف، یعنی وہ علامات جو اس کے
واجب الوجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں آیات سے برہانی اور خطابی قیاسوں کے مادے
مراد ہیں، اَنْطَقَ کا مفعول ثانی بواسطہ حرف جر مقدر ہے وہ بالوحدانیۃ یا بالتسبیح ہے تقدیر
عبارت یہ ہے انطق الموجودات بالوحدانیۃ او بالتسبیح بسبب علامات تدل علی انہ
واجب الوجود، یعنی اللہ رب العزۃ نے موجودات کو اپنی تسبیح و وحدانیت کا ناطق وقائل
بنایا بسبب ان علامات کے جو اس کے واجب الوجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں، واضح رہے
کہ حمد مبدع میں حمد سے معنی مصدری (تعریف کرنا) مراد نہیں بلکہ محمود بہ یعنی وہ الفاظ
جو موصوف کیطرف بقصد تعظیم منسوب ہونے والی صفات پر دلالت کرتے ہیں، مراد ہے، مطلب
بہترین کلمات جو بیان کیئے جاتے ہیں وہ ہیں جو اللہ کی اوصاف جمیلہ پر دلالت کریں، اور
بہترین علمی وادراکی صورتیں جن کا ادراک کیا جاتا ہے اللہ کا شکر ہے وہ اللہ جس نے
موجودات کو اپنی تسبیح پڑھنے کی قوت دی اپنی وحدانیت کے اقرار کی توفیق دی اس لیئے کہ

انہیں وہ دلائل دکھائے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ واجب الوجود ہے تمام تعریفوں کے

لائق ہے وحدہ لاشریک ہے، وشکر منعم اغرق المخلوقات فی بحار افضاله

وجوده، ترجمہ، اور شکر احسان کرنے والے کا جس نے غرق کر دیا مخلوقوں کو

اپنی سخاوت واحسان کے دریاؤں میں، ترکیب، اغرق صیغہ واحد مذکر غائب

ماضی معلوم ہو ضمیر درو مستتر راجع بسوئے منعم اس کا فاعل، اور یہ اغرق منعم کی صفت

ہے المخلوقات دبکسر التاء، مفعول بہ اغرق، فی جار متعلق اغرق. بحار مضاف

مجرور فی، افضاله مرکب اضافی. بحار کا مضاف الیہ ۃ کا مرجع منعم ہے جوده کا عطف

افضاله پر ہے اس کی ضمیر بھی منعم کیطرف راجع ہے. بحار کی افضال کی طرف اضافت

مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف ہے یعنی وہ احسان جسکو دریاؤں کے ساتھ

مشابہت ہے پھیلاؤ میں، شکر منعم میں شکر مرفوع ہے اور اس کا عطف

حمد مبدع پر ہے، تشریح،، شکر لغت میں فعل ینبئ عن تعظیم

المنعم لکونہ منعما یعنی ایسا کام جو محسن کی تعظیم کو ظاہر کرے بوجہ اس کے محسن ہونے

کے، کو کہتے ہیں، شکر کی اصطلاحی تعریف، بندے کا اللہ تعالے کے انعامات

کو انہیں چیزوں میں خرچ کرنا جنکے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں مثلا اعضاء (جنکی

تخلیق نیک کام کرنے کیلئے ہے) کو نیک کام کرنے کیلئے استعمال کرنا، فائدہ

لف ونشر مرتب کے طور پر حمد مبدع کا ابھی درر کے ساتھ تعلق ہے اور شکر

منعم کا ازہر زہر کے ساتھ تعلق ہے، سوال، شکر منعم کا حمل ازہر زہر پر ناجائز ہے

کیونکہ معنی ہوتا ہے روشن تر پھول شکر یعنی بندے کا خرچ کرنا آہ ہے اور یہ معنی

درست نہیں ہے، جواب ذکر سے مراد علمی اور ادراکی صورتیں ہیں خواہ وہ صورتیں لفظی ہوں یا معنوی، اور شکر سے شکر لغوی مراد ہے نہ کہ اصطلاحی، مُنْعِم اسم فاعل ہے اِنْعام سے بمعنی احسان کرنا، اَغْرَق اِغْرَاق سے ہے بمعنی غرق کرنا، المخلوقات مَخْلُوْقَۃ کی جمع ہے بمعنی پیدا کیئے ہوئے، مخلوقات سے مراد وہی ہے جو موجودات سے مراد ہے، اغرق المخلوقات کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نعمتیں تمام مخلوق کو شامل ہیں اور مخلوقات میں سے ہر فرد پر اس کی نعمت ہے، بِحَار بَحْر کی جمع ہے بمعنی دریا، اِفْضَال باب افعال کا مصدر ہے بمعنی احسان کرنا، مراد حاصل بالمصدر[1] یعنی احسان ہے، جُوْد مصدر ہے بمعنی سخاوت کرنا، یہاں حاصل بالمصدر یعنی سخاوت مراد ہے، اِفْضال و جُوْد میں فرق، افضال کسی پر احسان کرنا بشرطیکہ جس پر احسان کیا گیا ہے اس نے پہلے سوال کیا ہو اور وہ اس احسان کا مستحق بھی ہو، جود مناسب چیز کا فائدہ دینا کسی مقصد و عوض کے بغیر اور جس پر جود کیا ہے وہ اس جود کا مستحق بھی نہ ہو اور اس نے سوال بھی نہ کیا ہو، تلألأ فی ظلم اللیالی انوار حکمتہ الباھرۃ، ترجمہ روشن ہو گئے تاریک راتوں میں اس کی غالب حکمتوں کے انوار، ترکیب تلألأ بروزن تَدَحْرَجَ فعل ماضی معلوم، فی جار متعلق تلألأ ظلم اللیالی مرکب اضافی مجرور فی، انوار مضاف، فاعل تلألأ، حکمتہ مرکب

---

(۱) حاصل بالمصدر کی تعریف، الہیئۃ القارۃ المترتبۃ علی المصدر، فالحد بالمعنی المصدری ستودن والحاصل بالمصدر سپاس وستائش، حاشیہ عبد الغفور لاری ص۲،

اضافی انوار کا مضاف الیہ، حکمتہ کی ضمیر کا مرجع منعم ہے البَاهِرة صفت حکمتہ،

تشریح، تَلَأْلَأَ بروزن تَدَحْرَجَ روشن ہونا، ظُلَمْ ظُلْمَۃٌ کی جمع ہے، معنی
تاریکی، اللیالی لَیْلٌ کی جمع ہے معنی رات، ظلم کی اللیالی کیطرف اضافت صفت
کی ہے موصوف کیطرف یعنی اللیالی المظلمۃ، اَنْوَار جمع نُور معنی روشنی، حِکْمَۃ
حَکُمَ کا مصدر ہے، معنی، کام و بات کو پختہ کرنا، یہاں حاصل بالمصدر یعنی دانائی مراد
ہے، اَلْبَاہِرَۃ بَہَرَ سے ہے معنی غالب ہونا، مطلب مخلوقات پر خدا کے جو مخفی احسانات
ہیں مثلاً اس کے مضبوط کام وہ مخفی احسانات مخلوق کے علماء پر ان کے علم کے مطابق
ظاہر ہوگئے، یا انوار کی حکمت کیطرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف، اور راتوں
کی تاریکی سے مراد کفر ہے، اور انوار حکمت سے مراد علوم شرعیہ ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ کفر کی
تاریکی میں علوم شرعیہ ظاہر و واضح ہیں، واستنار علی صفحات الایام آثار سلطنتہ
القاھرۃ، ترجمہ اور روشن ہوگئیں دنوں پر اس کی غالب بادشاہی کی نشانیاں،

ترکیب، یہ تلألأ پر معطوف ہے، علی جار متعلق استنار صفحات الایام مرکب اضافی
(اضافت لامیہ) مجرور علی، آثار مضاف فاعل استنار، سلطنتہ مرکب اضافی مجرور
آثار، ۂ راجع بسوئے منعم، القاہرۃ صفت سلطنتہ، تشریح، اِسْتَنَارَ، روشن ہونا
صَفَحَات صَفْحَۃٌ کی جمع ہے، معنی، چہرہ، اَلْاَیَّام جمع یَوْمٌ، دن، آثار جمع اَثَر معنی
نشانی، علامت، سَلْطَنَۃٌ مصدر ہے سَلْطَنَ کا معنی، بادشاہی آثار کی سلطنتہ
کی طرف اضافت مسبب کی ہے سبب کی طرف، یعنی وہ علامات جن کا سبب بادشاہی ہے
ہے، القاہرہ قَہْر سے ہے معنی غالب ہونا، مطلب، اللہ رب العزت کی غالب وقاہر

بادشاہی کی علامات (تدبیر واعلی انتظامات) جو عالم میں ظاہر کی گئیں وہ ہر ایک پر اس کے علم کے مطابق ظاہر ہوگئیں، اس فقرے اور ماقبل والے فقرہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی پوشیدہ نعمتیں ظاہر ہوگئیں اور اس کی ظاہر نعمتیں بھی واضح ہیں، اور محتاج بیان نہیں، نحمدہ علی مااولنا من آلاء ازہرت ریاضہا، ترجمہ تعریف کرتے ہیں ہم اسکی اسپر جو عطا کیں اس نے ہم کو نعمتیں جو شگفتہ ہوگئے ان کے باغات ترکیب، نحمد فعل با فاعل ہ مفعول بہ راجع بسوئے منعم علی جار متعلق نحمد ما موصولہ اس کا عائد مقدر ہے اور وہی مفعول ثانی ہے اولی کا، یعنی ما اولا نا ایاہ، اولی کا فاعل اسمیں ضمیر ہے راجع بسوئے منعم، نا اس کا مفعول اول ہے، من بیانیہ (ما کا بیان ہے) متعلق الکائن یا الکائنۃ صفت ما موصولہ، آلاء مفرد منصرف صحیح مجرور من، ریاضہا مرکب اضافی فاعل ازہرت ہا راجع بسوئے آلاء، تشریح، اولی ایلاء سے ہے بمعنی عطا کرنا، آلاء الی (بروزن رضا) کی جمع ہے، بمعنی نعمت، ازہرت شگفتہ ہونا پھول دار ہونا، ریاض روض کی جمع ہے، باغ، مطلب ہم خداوند قدوس کی اسپر تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو کامل نعمتیں عطا کیں، ونشکرہ علی ما اعطانا من نعماء اترعت حیاضہا، ترجمہ اور شکر کرتے ہیں ہم اس کا اسپر جو عطا کیں اس نے ہمیں نعمتیں جن سے حوض بھر دیئے گئے، ترکیب، اس کا عطف نحمدہ پر ہے ما موصولہ ہے اس کا عائد مقدر ہے اور وہی عائد اعطی کا مفعول ثانی ہے اترعت ماضی مجہول کے صیغہ پر حیاضہا اس کا نائب فاعل، ہا کا مرجع نعماء ہے

تشریح نَعماء اسم جمع ہے نعمت، یہ منصرف ہے، اقسام اعراب میں مفرد منصرف صحیح ہے، نعماء و آلاء میں فرق، نعماء باطنی نعمتیں، آلاء ظاہری نعمتیں، عند البعض دونوں مترادف ہیں، مطلب ہم اس پر خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو وافر و بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں، ونسئلہ ان یفیض علینا من زلال ھدایتہ، ترجمہ اور سوال کرتے ہیں ہم اس سے یہ کہ بہائے ہم پر اپنی ہدایت کے صاف پانی سے، ترکیب، یہ نشکر پر معطوف ہے، ان یفیض نسئل کا مفعول ثانی ہے، علینا اور من زلال دونوں یفیض کے متعلق ہیں، یفیض کا مفعول مقدر ہے تقدیر عبارت ہے یفیض علینا شیئا من زلال آہ، اور بعض نے کہا زلال یفیض کا مفعول ہے اور من زائدہ ہے لیکن اول اولی ہے نسئلہ، یفیض، ھدایتہ کی ضمائر منعم کی طرف راجع ہیں، تشریح یفیض افاضۃ سے ہے، بہانا، زلال وہ میٹھا و صاف پانی جو بآسانی گلے سے اتر جائے، ھدایت یہاں بمعنی ایصال الی المطلوب کے ہے، زلال کی ھدایۃ کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کی طرف یعنی وہ ہدایت جو میٹھے پانی کی طرح صاف و اعلی ہے مطلب ہم اللہ رب العزت سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اعلی وارفع ھدایت عطا کرے، ویوفقنا للعروج الی معارج عنایتہ ترجمہ اور یہ کہ توفیق دے ہم کو واسطے چڑھنے کے اپنی مہربانی کی سیڑھیوں کی طرف، ترکیب یہ یفیض پر معطوف ہے، للعروج یوفقنا کے متعلق ہے، الی معارج عروج کے متعلق ہے، عنایتہ مرکب اضافی معارج کا مضاف الیہ ہے ہ کا مرجع منعم ہے، تشریح توفیق لغت میں مطلوب کے اسباب

کا حاصل ہونا، عُرُوْج عَرَجَ کا مصدر ہے، چڑھنا، مَعَارِج مِعْرَاج کی جمع ہے سیڑھی، عِنَایَۃ مصدر ہے، مہربانی کرنا، وان یخصص رسولہ محمدا اشرف البریات بافضل الصلوات، ترجمہ اور یہ کہ خاص کرے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تمام مخلوقوں سے افضل ہیں، افضل درودوں کے ساتھ، ترکیب اس کا عطف یوفقنا پر ہے رسولہ یخصص کا مفعول بہ ہے محمدا رسولہ سے عطف بیان ہے اشرف البریات محمدا کی صفت ہے، بافضل یخصص کے متعلق ہے، تشریح، یخصص تخصیص سے ہے خاص کرنا، رَسُوْل، بھیجا ہوا، فائدہ علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے شرح بخاری ص ۱۴/۱۲ پر فرمایا رَسُوْل صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی مرسل، اس میں واحد، جمع، مذکر، مؤنث تمام برابر ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا انا رسول رب العلمین، محمد تحمید سے ہے تاج العروس شرح قاموس ص ۳۹/۸ پر ہے والتحمید حمدک اللہ عزوجل مرۃ بعد اخری، وفی التہذیب التحمید کثرۃ حمد اللہ سبحانہ بالمحامد الحسنۃ وہو ابلغ من الحمد، ومنہ ای من التحمید محمد کانہ حمد مرۃ بعد مرۃ اخری، مذکور کتاب کے ص ۴۱/۸ پر ہے والمحمد الذی کثرت خصالہ المحمودۃ، فائدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل محمد نامی سات آدمی تھے، اور احمد نامی کوئی نہ تھا، بقول بعض حضرت خضر علیہ السلام کا نام احمد تھا۔ تاج العروس شرح قاموس، اَفْضَل، بزرگ، الصلوات صَلوۃ کی جمع ہے، درود، رحمت، البَرِیَّات بَرِیَّۃ کی جمع ہے، مخلوق، وآلہ المنتجبین واصحابہ المنتخبین۔

باکمل التحیات، ترجمہ (اور خاص کرے) آپ کی پسندیدہ اولاد کو اور آپ کے برگزیدہ ساتھیوں کو ساتھ کامل ترین تحفوں کے، تشریح، آلؐ اولاد، یہاں آل سے مراد مطلق امت ہے اس صورت میں اصحابہ کا اس پر عطف خاص کا ہوگا عام پر، یہ بھی جائز ہے کہ آل سے مراد بنو ھاشم و بنو عبد المطلب ہوں یا صرف بنو عبد المطلب مراد ہوں، المنتجبین اسم مفعول ہے انتجاب سے چننا، پسند کرنا، اَصْحَاب، صَاحِبْ کی جمع ہے، صاحب کا معنی ہے ساتھی، المنتخبین، اسم مفعول ہے انتخاب سے، برگزیدہ ہونا اَکْمَلْ اسم تفضیل ہے کمال سے، زیادہ کامل، افضل، التحیات تَحِیَّۃ کی جمع ہے، تحفہ، مراد تعظیمات و تسلیمات ہے، وبعد فقد طال الحاح المشتغلین عَلَیَّ والمترددین الیّ، ترجمہ اور بعد حمد وصلوۃ کے پس بے شک لمبا ہوگیا مطالبہ مجھ پر (سننے پڑھنے میں) مشغول ہونے والوں کا، اور میری طرف (استفادہ کیلئے) آنے جانے والوں کا، تشریح، طَالَ طُوْل سے ہے، لمبا ہونا، اِلْحَاح مصدر ہے باب افعال کا، مبالغہ کرنا کسی چیز کی طلب میں اصرار کرنا، المشتغلین مُشْتَغِل کی جمع ہے مشغول ہونا، المترددین مُتَرَدِّدْ کی جمع ہے، آنا جانا، مشتغلین و مترددین سے مراد شارح علیہ الرحمۃ کے تلامیذ ہیں، ان اشرح لھم الرسالۃ الشمسیۃ ترجمہ، یہ کہ شرح لکھوں میں ان کے لیے رسالہ شمسیہ کی، یہ الحاح کا مفعول بہ ہے، ھم ضمیر کا مرجع مشتغلین و مترددین ہیں، تشریح اشرح شرح سے

ماخوذ ہے، معنی کھولنا، واضح کرنا، الرسالۃ اصل میں رسالہ اس کلام کو کہتے ہیں جو غیر کیطرف بھیجی گئی ہو، اصطلاحی تعریف یہ ہے الکلام المشتمل علی قواعد علمیۃ، الشمسیۃ منسوب ہے شمس الدین کی طرف اور یہ شمس الدین مصنف (عمر بن علی کاتبی) کا لقب ہے، سید شریف نے اپنی شرح میں کہا کہ شمس الدین اس وزیر کا لقب ہے جس کے لئے مصنف نے رسالہ لکھا، وابین فیہ القواعد المنطقیۃ

ترجمہ اور بیان کروں میں اس (شرح) میں منطقی قوانین کو،،،

تشریح، اُبَیِّنُ، تَبْیِین سے ہے، بیان کرنا، ظاہر کرنا، القواعد قاعدۃ کی جمع ہے عرف میں قاعدہ کی تعریف یہ ہے، حکم کلی (ای حکم علی کلی) یشتمل علی احکام جمیع جزئیات موضوعہ،،، المنطقیۃ، منطق کیطرف منسوب ہے، علما منهم بانهم سألوا عريفا ماهرا، ترجمہ، بوجہ ان کے جاننے کے کہ انہوں نے سوال کیا بہت بہت پہچاننے والے سے ذہین سے، ترکیب علما الحاج کا مفعول لہ ہے، منهم علما کی صفت ہے ای علما صادرا من انفسهم، تشریح، عَرِّيف مبالغہ کا صیغہ ہے، معنی ہے بہت پہچاننے والا، ماہر، حاذق، ذہین، سمجھدار، ب واستمطروا سحابا هامرا، ترجمہ اور بارش مانگی انہوں نے بہنے والے بادل سے، اس کا عطف سألوا پر ہے، تشریح، اِسْتَمْطَرَ، بارش طلب کرنا، سَحَاب بادل، هَامِر، بہت برسنے اور بہنے والا،،،

عریف، ماہر، سحاب، حامر سے مراد شارح ہے اپنے آپ کو ان صفات کے ساتھ متصف کرنا تحدیث نعمت کے طور پر ہے، ولم ازل ادافع قوما منہم بعد قوم، ترجمہ اور ہمیشہ رہا میں دفع کرتا ایک قوم کو ان میں سے بعد قوم کے، منہم قوما کی صفت ہے، بعد قوم ادافع کا مفعول فیہ ہے تشریح ادافع کا اصل میں معنی ہے ایک دوسرے کو دفع کرنا لیکن یہاں پر یہ مجرد (اَدْفَعُ) کے معنی (دفع کرنا) میں ہے، مطلب میرے پاس طلباء کے کئی گروہ شرح لکھنے کا مطالبہ لیکر آتے اور میں ہر گروہ کو ٹالتا رہتا،

واسوف الامر من یوم الی یوم، ترجمہ اور موخر کرتا میں کام (شرح لکھنا) کو ایکدن سے دوسرے دن کیطرف، اس کا عطف ادافع پر ہے تشریح اسوف تسویف سے ہے، موخر کرنا، دیر کرنا، الامر کام، حال، شان، اس وقت اس کی جمع اُمُوْر آئے گی، اس کا معنی حکم بھی ہے اسوقت اس کی جمع اَوَامر آئے گی، یہاں الامر سے مراد تحریر شرح ہے، مطلب میں شرح لکھنے کے مطالبے کو آئے دن ٹالتا رہتا کہ کل یہ کام شروع کریں گے، پھر دوسرے دن کہتا کل یہ کام شروع کریں گے، لاشتغال بال قد استولی علیہ سلطانہ، ترجمہ بوجہ مشغول ہونے میرے دل کے اس حال میں کہ غالب آگئی مجھپر دلیل اس اشتغال کی، یہ اسوف کی علت ہے بال پر تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے یعنی بالی، تشریح، اشتغال، مشغول ہونا، استولی ب استیلاء سے ہے، غالب ہونا، سلطان دلیل، سلطان اشتغال سے مراد

اشتغال کے اسباب ہیں، مطلب میرے ان سے مطالبہ کو ٹھکرانے اور ان کی خواہش کی تکمیل کرنے میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ میرا دل ایسا مشغول و مصروف تھا کہ میں اس مشغولیت سے روکنے پر قادر نہ تھا، واختلال حال قد تبین لدی برہانہ

ترجمہ اور بوجہ خراب ہو جانے میرے حال کے تحقیق ظاہر ہوگئی میرے نزدیک دلیل اس خرابی کی، اس کا عطف اشتغال پر ہے تشریح اختلال، خلل پڑنا خراب ہونا، برہان واضح دلیل یہاں مراد سبب ہے، حال پر تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے یعنی حالی، مطلب میں ان کا مطالبہ پورا اس لئے نہیں کرتا تھا کہ میرا حال خراب تھا اور اس خرابی کے اسباب واضح تھے، ولعمری بان العلم فی ھذا العصر قد خبت نارہ، ترجمہ، مجھے اپنے علم کی قسم کہ علم اس زمانے میں بجھ گئی ہے آگ اس کی، ترکیب واو قسمیہ ہے لام مفتوحہ تاکید کیلئے ہے، بان میں باء زائدہ ہے ان العلم آہ جواب قسم ہے، فی ھذا العصر جار مجرور خبت کے متعلق ہے، فائدہ حرف جر جو زائد ہو وہ کسی کے متعلق نہیں ہوا کرتا، تشریح عصر، زمانہ، خبت بجھنا، نار آگ، نار علم سے مراد وہ تڑپ ہے جو طلباء کے دلوں سے شوق علم کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے، مطلب اس زمانہ (شارح کا زمانہ) میں علم کی تڑپ طلباء کے دلوں میں موجود نہیں ہے اس لئے میں تصنیف شرح سے کنارہ کشی کرتا ہوں، سوال قسم تو صرف خدا کے نام کے ساتھ اٹھانا جائز ہے شارح نے علم کی قسم کیوں اٹھائی، حدیث پاک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حلف بغیر اللہ تعالی فقد اشرک

ترمذی ص ۲۸/۱۷، جواب ۱ عبارتِ شارح میں مضاف مقدر ہے اور
اصل عبارت یوں ہے لِوَاہِبِ علمی (علم عطا کرنے والے کی قسم) جواب ۲
یہ اگرچہ صورۃً قسم ہے لیکن اس سے مراد غیر اللہ کے ساتھ قسم کھانا نہیں ہے
کیونکہ عرب والے جبکہ اپنی کلام کو مضبوط کرنا چاہیں تو وہ اسکو بصورت قسم بیان
کرتے ہیں لہذا یہاں قسم سے مراد تاکید و ترویج کلام ہے نہ کہ قسم لغیر اللہ تعالیٰ،
ماخوذ از خرپوتی شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۱۳۳، وولت الادبار
الصارہ، ترجمہ، اور پھیر دیا پیٹھوں کو اس علم کے مددگاروں نے، یہ غبت پر
معطوف ہے، تشریح ولّت تولیۃ سے ہے، پیٹھ پھیرنا، اَدْبار، دُبُر کی
کی جمع ہے پشت، اَنْصار نَاصِر یا نَصِیْر کی جمع ہے، مددگار، انصار علم سے مراد
معلمین و اساتذہ ہیں، مطلب اساتذہ تعلیم و تدریس میں رغبت نہیں کرتے،
الا انہم کلما ازددت مطلا وتسویفا ازدادو حثا وتشویقا، ترجمہ مگر بے شک
وہ جب بھی زیادہ ہوتا میں دیر اور تاخیر کرنے میں زیادہ ہو جاتے برانگیختہ کرنے اور
شوق دلانے میں، ترکیب، الا انہم ادافع کا مفعول فیہ ہے تقدیر عبارت ہے
ادافع الاوقت رؤیتی انہم آہ یہ مستثنیٰ متصل ہے لم ازل سے تقدیر عبارت
ہے انی کنت ادافع واسوف فی جمیع الاوقات الاوقت علمی حثہم و
تشویقہم زاد الی الغایۃ بسبب ازدیاد مطلی وتسویفی الی الکمال فانی فی ہذا
الوقت لم اجد آہ، سید شریف نے اپنی شرح میں فرمایا یہ ایک وہم کا
جواب ہے کلام سابق سے وہم ہوتا تھا کہ شارح نے جب تصنیف شرح میں

تاخیر کی اور طلباء کے گروہوں کو ناکام واپس لوٹادیا تو شاید مشتغلین و متردین نے اپنی خواہش (شرح رسالہ کی تالیف) کو ترک کردیا ہوگا تو الا انہم سے شارح نے اس وہم کو دور کیا، اس فقرے اور آئندہ فقرے میں جمع مذکر کی تمام ضمائر مشتغلین و متردین کی طرف راجع ہیں، اذدت شرط ہے اور ازدادوا کلما کی جزا ہے اور پھر یہ جملہ شرطیہ انہم والے ان کی خبر ہے، مطلا، تسویفا، حثا، تشویقا یہ تمام تمیزیں ہیں، تشریح مَطَل دیر کرنا، اصل میں اس کا معنی ہے قرضدار کا قرضہ ادا کرنے میں دیر کرنا، تسویف تاخیر کرنا، ب حَثّ برانگیختہ کرنا، ابھارنا، تشویق، شوق دلانا، بعض نسخوں میں تشویف ہے اس کا معنی ہے جلدی کرنا، فلم اجد بدا من اسعافہم بما اقترحوا ترجمہ پس نہیں پایا میں نے کوئی حیلہ اور بھاگنا انکی حاجت پوری کرنے سے ساتھ حاصل کرنے اس چیز سے جو طلب کی انہوں نے، ترکیب فاء تعلیلیہ ہے اور الا انہم جو استثناء ہے اس کی علت ہے، یا فاء جزائیہ ہے اور شرط مقدر ہے یعنی اذا کان الامر کذلك فلم اجد آه، بما اقترحوا میں باء تصویریہ ہے اور اسعاف کی صورت بیان کررہی ہے، باء کے بعد مضاف مقدر ہے تقدیر عبارت ہے من قضاء حاجتہم المصور بتحصیل ما اقترحوا، ب بما اقترحوا اسعاف کے متعلق ہے، تشریح بُدّ چارہ، حیلہ، اِسعاف، حاجت پوری کرنا، اِقتراح بغیر غور و فکر کے کوئی چیز طلب کرنا، مطلب میرے پاس ایسا حیلہ و بہانہ نہ تھا جس کو میں ان کی خواہش پوری نہ کرنے کی بنیاد بناتا۔۔۔

ما اقترحوا سے مراد تصنیف شرح رسالہ ہے، والیصالہم الی غایۃ ما ب
التمسوا، ترجمہ اور ان کو پہنچا دینے سے اس کی انتہا تک جس کا انہوں نے
التماس کیا تھا، اس کا عطف استعفہم پر ہے مطلب میرے پاس انکوانکی
خواہش کے آخری مرتبے (قواعد منطقیہ کو بیان کرنا) تک نہ پہنچانے کا کوئی بہانہ
نہ تھا، فوجہت رکاب النظر الی مقاصد مسائلہا ترجمہ پس متوجہ کیا میں نے
فکر کی سواریوں کو اس کے مسائل کے مقاصد کیطرف، رکاب کی نظر کی طرف
اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف، یعنی وہ غور و فکر جسکو سواری کے ساتھ
مشابہت ہے مقصود تک پہنچانے میں، مقاصد کی مسائل کیطرف اضافت
بیانیہ ہے یعنی مقاصد سے مراد مسائل ہیں، مسائلہا کی ضمیر رسالہ کی طرف ہے
تشریح، وجہت توجیہ سے ہے، متوجہ کرنا، یہاں مراد پختہ ارادہ کرنا ہے، رکاب
اسم جمع ہے اس کے لفظوں سے واحد نہیں آتا، بعض نے کہا یہ رکوبۃ کی جمع ہے بعض نے
کہا راحلۃ کی جمع ہے من غیر لفظہ، معنی سواری، نظر نگاہ، فکر، مقاصد مقصد کی
جمع ہے، ارادہ کرنے کی جگہ، مسائل مسئلۃ کی جمع ہے، مسئلہ قضیہ کو اور قضیہ میں
جو نسبت ہوتی ہے اس کو کہا جاتا ہے، اسمیں تا نقلت کی ہے لغت میں اس کا معنی
سوال کرنا ہے اور یہ مصدر ہے، بعض نے مسئلہ کی یہ تعریف کی ہے ہی مطلوب
خبری یبرہن علیہ فی العلم، یہاں اگر مسائل سے مراد نسب ہوں تو مقاصد کی
مسائل کی طرف اضافت بیانیہ ہوگی، اور مسائل کی ہا ضمیر کی طرف اضافت مدلول
کی ہوگی دال کی طرف، اور اگر مسائل سے مراد قضایا ہوں تو پھر مقاصد کی مسائل کیطرف

اضافت مدلول کی ہوگی دال کیطرف، اور مسائل کی ضمیر کی طرف اضافت بیانیہ ہوگی، مقاصد سے مراد معانی ہیں، مطلب میں نے اپنی نظر اور اپنی سوچ رسالہ کی شرح اور اس کے مسائل کی وضاحت پر مرکوز کردی، وسحبت مطارف البیان فی مسالك دلائلھا، ترجمہ اور کھینچا میں نے بیان کی چادروں کو اس کے دلائل کے راستوں میں، تشریح سَحَبْتُ سَحْب سے ہے، کھینچنا، مَطَارِف ب مُطْرَف کی جمع ہے، چادر جسمیں لکیریں ہوں، البیان واضح کلام، مَسَالِك مَسْلَك کی جمع ہے، راستہ، دلائل دلیل کی جمع ہے لغت میں دلیل کا معنی ہے راہ دکھانے والا، اصطلاح حکماء میں دلیل کی تعریف یہ ہے ما یلزم من العلم به العلم لشئ آخر، مطارف کی بیان کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف یعنی وہ بیان جسکو حسن و وسعت میں چادر کے ساتھ مشابہت ہے، ت مسالك کی دلائل کی طرف اضافت بھی مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف، یعنی وہ دلائل جنکو راستوں کے ساتھ مشابہت ہے مقصود تک پہنچانے میں، مطلب میں نے واضح مقامات میں جہاں دلائل کی ضرورت تھی ان کو بیان کیا تاکہ دعاوی بلاتردد ثابت ہوں، وشرحتها شرحا كشف الاصداف عن وجوه فرائد فوائدها، ت ترجمہ اور میں نے اس رسالہ کی ایسی شرح لکھی کہ اس نے زائل کردیا پردوں کو اس کے فوائد کے یکتا موتیوں کے چہروں سے، تشریح كَشَفَ كَشْف سے ہے، زائل کرنا، ہٹانا الأَصْدَاف صَدَف کی جمع ہے موتی کا غلاف، سیپی، وُجُوہ وَجْه کی جمع ہے، چہرا،،، فَرَائِد فَرِیْدَة کی جمع ہے، بڑا موتی، فَوَائِد فَائِدَة کی جمع ہے، وہ جو لیا دیا جائے، ت

فوائد کی فوائد کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف، یعنی وہ فوائد جنکو نفع دینے

اور پاکیزہ ہونے میں موتیوں کے ساتھ مشابہت ہے مطلب رسالہ شمسیہ میں جتنے

عمدہ اور بہترین فوائد مخفی تھے ان سب کو اس شرح نے واضح کردیا، وناط اللآلی علی

معاقد قواعدہا ترجمہ اور لٹکا دیا اس نے موتیوں کو اس رسالہ کے قواعد کی گردنوں پر،

اس کا عطف کشف پر ہے تشریح نَاطَ نَوْط سے ہے لٹکانا، لآلی لُؤْلُؤٌ کی جمع ہے

موتی، مَعَاقِد مَعْقَد کی جمع ہے باندھنے کی جگہ یعنی گردن، وضممت الیہا من الابحاث

الشریفۃ ماخلت الکتب عنہا، ترجمہ اور ملایا میں نے ان قواعد کیطرف شریف

بحثوں سے ان کو جو خالی تھیں کتابیں ان سے، من الابحاث ماخلت والے ما کا

بیان مقدم ہے، تشریح ضَمَمْتُ ضَمّ سے ہے ملانا، لاحق کرنا، اَبْحَاث بَحْث کی جمع

ہے، معنی کھرچنا، غور و خوض کرنا، اصطلاح میں تعریف یہ ہے اثبات المحمولات للموضوعات

اس کلام کو مبحث کہتے ہیں جسمیں اثبات مذکور واقع ہو، یہاں بحث سے مراد یا تو

مصدری معنی ہے یا حاصل بالمصدر یا اصول و قواعد یا مسائل دقیقہ ہیں، شریفہ سے بلند

درجے اور بلند شان والی ابحاث مراد ہیں، نُکَت نُکْتَۃٌ کی جمع ہے وہ باریکی جسکو

دقت نظر کے ساتھ نکالا گیا ہو، لطیفہ پاکیزہ، خَلَتْ خُلُوٌّ سے ہے خالی ہونا، ت

کُتُب کِتَاب کی جمع ہے کِتَاب مصدر ہے بمعنی مفعول (مکتوب) کے، ولابدّ منہ

ترجمہ حالانکہ وہ ضروری ہیں، واو حالیہ ہے مِنْہُ کی ضمیر ماخلت کی طرف راجع ہے، ت

تشریح بُدّ مصدر ہے جس کا معنی ہے چارہ، لابدّ سا کا معنی ہے ضروری، لازمی، اور یہ

(ولابد منہ) ایک وہم کا جواب ہے وہم رسالہ کی ابحاث کے ساتھ شارح نے جن

ابحاث وفوائد کا اضافہ کیا اگرچہ وہ شریف ابحاث ہیں لیکن ان کی کوئی زیادہ حاجت نہ تھی، شارح نے ولابد سے اس وہم کا جواب دیا کہ ان کی بہت حاجت تھی وہ ضروری تھے، بعبارات رائقۃ تسابق معانیہا الاذہان، ترجمہ ساتھ صاف صاف عبارتوں سے جو سبقت کرتے ہیں ان کے معانی ذہنوں کیطرف، ترکیب یہ ضممت کے متعلق ہے، رائقۃ عبارات کی صفت اول ہے تسابق صفت ثانی ہے الاذہان منصوب بنزع الخافض ہے یعنی الی الاذہان، اور تسابق کا مفعول بہ ضمیر مقدر ہے تقدیر عبارت یوں ہے تسابق معانیہا ایاہا الی الاذہان، اور یہ ضمیر عبارات کی طرف راجع ہے، تشریح، عبارات عبارۃ کی جمع ہے، عبارۃ عَبَّرَ کا اسم مصدر ہے بمعنی تعبیر کرنا، پھر اس (عبارۃ) کو اس معنی کیطرف نقل کیا گیا وہ الفاظ جن سے ساتھ معانی کو تعبیر کیا جائے لہذا یہاں عبارات سے مراد الفاظ دالہ بر معانی ہونگے، رائقۃ رَوْق سے ہے صاف ہونا، تسابق مسابقۃ سے ہے، دوڑنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا، اذہان ذہن کی جمع ہے، ذہن کی تعریف، قوۃ معدۃ لاکتساب العلوم، مطلب میں نے ان فوائد شریفہ کو ایسی عبارات اور الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جن کے معانی ذہن میں جلدی آتے ہیں، یعنی ان عبارات کے معانی ظاہر و واضح ہیں، وتقریرات شائقۃ یعجب استماعہا الاذان، ترجمہ اور ساتھ شوق پیدا کرنے والی تقریروں کے جو تعجب میں ڈالتا ہے ان کا سننا کانوں کو، اس کا عطف عبارات پر ہے تشریح، تقریرات تقریر کی جمع ہے تقریر مصدر بمعنی مفعول (مقررات) کے ہے یعنی وہ عبارات جنکی دلالت اپنے معانی پر واضح وظاہر ہے، شائقۃ شَوْق سے ہے، شوق دلانا، شوق پیدا کرنا، یُعجب اِعجاب

سے ہے، تعجب میں ڈالنا، پسند آنا، اِسْتِمَاعٌ سننا، آذَانٌ اُذُن کی جمع ہے، کان، ف

وسميته بتحرير القواعد المنطقية في شرح الرسالة الشمسية، ترجمہ

اور نام رکھا میں نے اس شرح کا تحریر القواعد المنطقیۃ فی شرح الرسالۃ الشمسیۃ

(صاف بیان قواعد منطقیہ کا رسالہ شمسیہ کی شرح میں) ترکیب فی شرح

تحریر کے متعلق ہے علم رکھنے سے قبل کی حالت کا اعتبار کرکے، اس لئے کہ بعد از علم

تحریر اسم جامد ہے کوئی اس کے متعلق نہیں ہو سکتا، تشریح، تَحْرِیْر، اصل میں اس کا

معنی ہے کسی کو غلامی سے آزاد کرانا، یہاں مراد ہے قواعد کو اغلاق اور معنوی پیچیدگی

سے صاف کرنا، قَوَاعِد قَاعِدَۃٌ کی جمع ہے، قانون، ضابطہ، اَلْمَنْطِقِیَّۃ، منطق کی طرف

منسوب ہے، وہ قواعد جنکو علم منطق سے تعلق ہے یعنی منطق کے قوانین، وخدمت

بہ عَالِیْ حَضْرَۃِ مَنْ خصہ اللہ تعالی بالنفس القدسیۃ والریاسۃ الانسیۃ

ترجمہ اور خادم ہوگیا میں اس شرح کی وجہ سے اس شخص کی بلند ذات کا

جسکو خاص کیا اللہ تعالی نے پاک نفس کے ساتھ اور انسانی سرداری کے ساتھ،

مطلب میں نے اس شرح کے سبب اس آدمی کی خدمت کی جسکو اللہ تعالی

نے پاک جان اور انسانی سرداری عطا کی ہے کہ اسمیں یہ وصفیں پائی جاتی ہیں اور وہ

ان دو وصفوں سے جدا نہیں ہوتا یعنی مخصوص ممدوح ہے اور مخصوص بہ یہ دو

وصفیں ہیں، تشریح، خدمت خِدْمَۃ سے ہے خادم ہونا، عَالِیْ بلند، حضرۃ

حاء پر تینوں حرکات جائز ہیں، اصل میں اس کا معنی ہے حاضر ہونے کی جگہ، یہاں اس سے

مراد ذات ہے، خَصَّ، خاص کرنا، خاص ہونا، لازم و متعدی دونوں طرح آتا ہے، نَفْس

ذات، روح، القدسیۃ قُدُس کی طرف منسوب ہے، قدس کا معنی، پاک، پاک ہونا، نفس قدسیہ کی تعریف، وہ روح جو شیطانی وساوس سے پاک ہو، بعض نے کہا نفس قدسیہ اس کو کہا جاتا ہے جس پر معانی غیبیہ کا انکشاف ہو بغیر ترتیب مقدمات کے، الریاسۃ، سرداری، الانسیۃ اِنس کیطرف منسوب ہے یعنی انسانوں کا سردار، ترکیب باء باء سببیت کی ہے عالی خدمت کا مفعول ہے، حضرۃ عالی کا مضاف الیہ ہے اور من حضرۃ کا مضاف الیہ ہے، عالی کی حضرۃ کیطرف اضافت صفت کی ہے موصوف کی طرف، یعنی حضرۃ عالیۃ، حضرۃ کی من کیطرف اضافت بیانیہ ہے یعنی من خصہ حضرۃ کا بیان ہے، وجعلہ بحیث یتصاعد بتصاعد رتبتہ مراتب الدنیا والدین، ترجمہ اور کردیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا کہ اس کے مرتبہ کے بلند ہونے کے سبب دین اور دنیا کے مراتب بلند ہوتے ہیں، ترکیب اس کا عطف خصہ پر ہے۔ بحیث متلبسا کے متعلق ہو کر جعل کا مفعول ثانی ہے، اس کا مفعول اول ہ ضمیر ہے، ــ مطلب یہاں سے ممدوح کے نفس قدسیہ کے آثار کو بیان کر رہا ہے کہ اس کی روح کے پاک ہونے کے آثار و علامات کیا ہیں، تو فرمایا ممدوح کے مرتبہ کی بلندی سے اہل دین کے مراتب (اصلاح معاد، خدمت علماء، علماء کا دین کے ساتھ شغل، عبادت خدا) بلند ہو گئے کیونکہ اس کی روح پاک ہے اور وہ دینی کاموں میں خصوصی دلچسپی رکھتا ہے، اور اس کے مرتبہ کی بلندی سے اہل دنیا کے مراتب (اصلاح معاش راحت خلق) بھی بلند ہو گئے کیونکہ اس کی روح پاک ہے اور شیطانی کاموں سے ــ

وہ اجتناب کرتا ہے، تشریح، یتصاعد صُعُوْد سے ہے، اوپر چڑھنا، بلند ہونا، الدنیا اَدْنیٰ اسم تفضیل کا مؤنث ہے ادنی اگر دُنُوّ سے ہو تو دنیا کا معنی ہوگا بہت زیادہ قریب ہونے والی دنیا بھی آخرت اور فنا ہیئت کے قریب ہے، اور اگر دَنَاءَۃ سے ہو تو معنی ہوگا بہت زیادہ ذلیل ہونے والی، ــ

ویتطأطأ دون سرادقات دولتہ رقاب الملوک والسلاطین، ترجمہ اور گر جاتی ہیں اس کی بادشاہی کے خیموں کے سامنے بادشاہوں کی گردنیں، اس کا عطف یتصاعد پر ہے تشریح، یَتَطَأْطَأُ بروزن یَتَدَحْرَجُ، گرنا، جھکنا، دُوْن عِنْدَ کے معنی میں ہے یعنی سامنے، نزدیک، سُرَادِقَات سُرَادِق کی جمع ہے، وہ خیمہ جو گھر کے صحن کے وسط میں گاڑھا گیا ہو، دَوْلَۃ اس میں دال پر پیش بھی جائز ہے، دولت اس چیز کا نام ہے جو لوگوں کے درمیان باری باری آتی رہے کبھی کسی کے پاس کبھی کسی کے پاس، چلپی حاشیہ مطول صـ ۲۸ پر ہے والدولۃ اسم لمایتداول بین الناس یکون مرۃ لہذا ومرۃ لذاک رِقَاب رَقَبَۃ کی جمع ہے گردن، ملوک مَلِک کی جمع ہے بادشاہ، سَلَاطِیْن سُلْطَان کی جمع ہے بادشاہ، مطلب وہ ممدوح اتنا عظیم المرتبت ہے کہ بڑے بڑے متکبر بادشاہوں کی گردنیں (جو تکبر کیوجہ سے بلند ہوتی ہیں) اس کے خیمہ تک پہنچنے سے قبل جھک جاتی ہیں، یعنی خیمہ تک پہنچنے سے پہلے وہ اظہار عجز کرنے لگ جاتے ہیں، اس فقرے میں ممدوح کی انسانی سرداری کا بیان ہے، ــ

وہو المخدوم الاعظم دستور اعاظم الوزراء فی العالم، ترجمہ وہ ممدوح

لے سرادقات کی دولت کیطرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف یعنی وہ بادشاہی جسکو خیمہ کے ساتھ مشابہت ہے ماوی وملجا ہونے میں اور مصائب دور کرنے میں ۱۲-۱

بڑا سردار ہے، بڑے وزیروں کا وزیر ہے مخلوق میں، فی العالم الوزراء کی صفت ہے یعنی الوزراء الکائنین فی العالم، **تشریح**، مخدوم، خدمت کیا ہوا، سردار، اعظم، بڑا، دُسْتُوْر، اصل میں اس رجسٹرڈ کو کہتے ہیں جسمیں ملک کے قوانین محفوظ و جمع ہوں، یہاں وہ بڑا وزیر مراد ہے کہ لوگوں کے احوال میں جسکی تحریر کیطرف رجوع کیا جائے، اَعَاظِمُ اَعْظَم کی جمع ہے، بڑا، اس کی وزراء کی طرف اضافت صفت کی ہے موصوف کی طرف یعنی الوزراء الاعاظم، العالم اسم آلہ ہے، معنی، جاننے کا آلہ، جہان، یہاں عالم سے مراد مخلوق ہے، **مطلب** دنیا میں جتنے بڑے وزیر ہیں وہ سب سے بڑا ہے یعنی وہ وزیر اعظم ہے اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ممدوح بادشاہ نہیں، **فائدہ** عالم اسم آلہ کے صیغ کے ساتھ لاحق ہے اسم آلہ کے صرف وہ اوزان نہیں جو کتب صرف میں مشہور ہیں بلکہ اسم آلہ ان کے علاوہ اور اوزان پر بھی آتا ہے جو غیر مشہور ہیں جیسے فَعُوْلٌ مثلاً وَقُوْدٌ آگ جلانے کا آلہ، صاحب السیف والقلم،

ترجمہ تلوار والا اور قلم والا، **مطلب** ممدوح بہادر ہے لکھنا بھی جانتا ہے اور عالم ہے، سباق الغایات فی نصب رایات السعادات، **ترجمہ** بڑھنے والا ہے انتہاؤں کی طرف نیکبختیوں کے جھنڈے گاڑھنے میں، **تشریح** سبّاق مبالغہ کا صیغہ ہے، بہت سبقت کرنے والا، غایات غایۃ کی جمع ہے انتہاء، آخر، نَصْب گاڑھنا، رایات رَایَۃ کی جمع ہے جھنڈا، سعادات سعادۃ کی جمع ہے کامیابی، نیکبختی، **مطلب** یہ فقرہ عرب کے ایک قاعدہ سے ماخوذ ہے

عرب والے میدان کے آخر میں ایک جھنڈا گاڑھ دیتے تھے، دوڑ میں مقابلہ کرنے والوں میں جو پہلے اس جھنڈے کو لے لیتا وہ سابق اور کامیاب تصور کیا جاتا، اب اس فقرے کا مطلب یہ ہوگا کہ ممدوح بلندی و فضیلت میں ہمیشہ اپنے ہمعصروں پر غالب و فائق رہتا ہے، البالغ فی اشاعۃ العدل اقصیٰ الغایات،

ترجمہ پہنچنے والا ہے عدل کے پھیلانے میں انتہاؤں کی انتہا، اور انتہاؤں کے آخر کو، تشریح، البالغ پہنچنے والا، اشاعۃ پھیلانا، اقصیٰ دور، غایات غایۃ کی جمع ہے انتہا، دوری مطلب عدل جتنا پھیل سکتا تھا ممدوح نے اس کو اتنا پھیلایا، یعنی کماحقہ عدل و انصاف کرنے والا ہے، سوال غایت تو شئی کی انتہا، اور آخر کو کہتے ہیں پھر اس کی انتہاء کا کیا مطلب، جواب یہاں غایات سے مراد انواع ہیں، اور اقصی الغایات سے ان انواع کا فرد کامل مراد ہے، یعنی انتہاؤں سے جو اعلیٰ اور اکمل ہے اس تک ممدوح نے عدل کو پہنچایا، ف

ناظورۃ دیوان الوزارۃ، ترجمہ دیکھا ہوا دفتر وزارت کا، تشریح ناظورۃ مبالغے کا صیغہ ہے بمعنی منظور (بہت دیکھا ہوا) تا اس میں تاکید مبالغہ کیلئے ہے دِیْوان، وہ رجسٹر جسمیں ملکی قوانین یا فوج کے کوائف وغیرہ مرسوم ہوں یہاں دیوان وزارت سے اہل دیوان وزارت مراد ہے، دیوان وزارت سے مراد وہ رجسٹرڈ ہے جسمیں وزراء کے کوائف وغیرہ مرسوم ہوں، مطلب وہ اتنا بڑا ہے کہ وزراء اس کے حکم اور فرمان کی خاطر اس کیطرف دیکھتے اور اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں

عین اعیان الامارۃ، ترجمہ پسندیدہ امیروں میں سے پسندیدہ ہے،

تشریح، عَیْن پسندیدہ، اَعْیان جمع عَیْن، اِمارۃ امیر ہونا، اس کا مضاف مقدر ہے یعنی اہل الامارۃ، اللائح من غرتہ الغراء لوائح السعادۃ الابدیۃ، ترجمہ ظاہر ہے اس کے روشن چہرے سے دائمی نیک بختی کی علامات، تشریح، اللائح لَوْح سے ہے ظاہر ہونا غُرَّۃ اس کا اصلی معنی ہے گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی، یہاں چہرہ مراد ہے، الغراء غین کی زبر کے ساتھ اَغَرّ کی مؤنث ہے، معنی، سفید، روشن، لوائح لائحۃ کی جمع ہے، چمکدار، مراد علامات، سَعادات سَعادۃ کی جمع ہے نیک بختی، الابدیۃ اَبَد کی طرف منسوب ہے، ہمیشہ والی، الفائح من ہمتہ العلیا روائح العنایۃ السرمدیۃ، ترجمہ ظاہر ہیں اس کی بلند ہمت سے دائمی مہربانی کی خوشبوئیں، تشریح، الفائح ظاہر، ہمۃ پختہ ارادہ، عُلْیا مؤنث اَعْلٰی بلند، روائح رائحۃ کی جمع ہے، خوشبو، عِنَایۃ مہربانی، سَرْمَدِیۃ، سَرْمَد کی طرف منسوب ہے، ہمیشہ، ممہد قواعد الملۃ الربانیۃ، ترجمہ، پھیلانے والا ہے دین خدا کے قواعد کو، تشریح، ممہد تمہید سے ہے، پھیلانا، تیار کرنا، ملۃ لغت میں بمعنی کافی ہونا، اصطلاح میں احکام الٰہیہ کا وہ مجموعہ جو بواسطہ نبی کے لوگوں تک پہنچایا گیا ہو، ربانیہ رب والی، یہ رب کی طرف منسوب ہے بایں حیثیت کہ خدا تعالی نے لوگوں کو ان احکام کا حکم دیا، اس میں الف ونون خلاف قیاس زائد کیے گئے، مطلب ممدوح احکام الٰہیہ کو عام کرتا ہے یعنی مجتہد ہے احکام کا استخراج

کرتا ہے، مؤسس مبانی الدولۃ السلطانیۃ، **ترجمہ** بادشاہی وملکی ریاست کی بنیادوں کو
مضبوط کرنے والا ہے، **تشریح**، مؤسس تاسیس سے ہے پختہ کرنا، مضبوط
کرنا، مَبْنیٰ کی جمع ہے مَبَانِیْ، معنی بنیاد، الدولۃ ریاست، العالی عنان
الجلال رایات اقبالہ، **ترجمہ** بلند ہونے والے ہیں اس کے بخت کے جھنڈے
(اس کے غیر کی) عظمت کے بادل پر، عنان منصوب بنزع الخافض ہے یعنی بعنان
اور یہ باء علیٰ کے معنی میں ہے، الجلال پر الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے یعنی اس کا
مضاف الیہ مقدر ہے، تقدیر عبارت اس طرح ہے العالی رایات اقبالہ علی جلال
غیرہ، عالی کا فاعل رایات ہے، **تشریح** عالی عُلُوٌّ سے ہے، بلند ہونا، عنان
عین کی زیر و زبر دونوں جائز ہیں، بادل، الجلال وہ عظمت جو اپنے غیر کے ساتھ
قائم ہو، عنان کی الجلال کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کی طرف، یعنی وہ
عظمت جس کو احاطہ و پھیلاؤ میں بادل سے ساتھ مشابہت ہے **مطلب** اس کی
عظمت کی وجہ سے اس کے بخت کے جھنڈے اس کے غیر کی عظمت پر چھائے ہوئے
ہیں، التالی لسان الاقیال آیات جلالہ، **ترجمہ** پڑھنے والی ہے بادشاہوں
کی زبان اس کی عظمت کی نشانیاں، **تشریح**، التالی تلاوۃ سے ہے پڑھنا،
لِسَان زبان، الاَقْیَال، قَیْل کی جمع ہے اصل میں اس کا معنی ہے حِمْیَر (یمن کا قبیلہ)
کا بادشاہ، یہاں مطلق بادشاہ مراد ہے، دسوقی حاشیہ مختصر المعانی ص ۳۱/ج۱ ۔
آیات آیۃ کی جمع ہے معنی، واضح نشانی، آیت ہر اس ظاہر شیئ کو کہا جاتا ہے جو دوسری

ایسی شئی کو لازم ہو جو اس کی طرح لازم نہ ہو، مفردات اردو ص۴۳،

مطلب، بادشاہ ممدوح کی عظمت کے ترانے گاتے رہتے ہیں، ظل اللہ علی العالمین ترجمہ اللہ کا سایہ ہے جہانوں پر، علی العالمین الکائن سے متعلق ہوکر ظل کی صفت ہے یعنی ظل اللہ الکائن علی العلمین، تشریح ظلّ، سایہ، اس پر کاف مثلیہ مقدر ہے اور تقدیر عبارت ہے کالظل المخلوق له فی الاجسام، یعنی ممدوح اس سایہ کی طرح ہے جو اللہ تعالی نے مخلوق کے اندر اجسام کیلئے پیدا کیا ہے تو جس طرح اجسام کا سایہ گرمی سے بچاتا ہے اسی طرح ممدوح بھی شدائد و مشکلات سے ماوٰی و ملجا ہے، ملجأ الافاضل والعالمین، ترجمہ بزرگوں اور علماء کی جائے پناہ ہے، تشریح، مَلْجَأ ظرف مکان ہے جائے پناہ، ٹھکانہ، اَفَاضِل اَفْضَل، بزرگ، فضیلت والا، عَالِمِیْن عَالِمٌ کی جمع ہے، علم والا، جاننے والا، اس کا عطف افاضل پر از قبیل عطف الخاص علی العام ہے کیونکہ افضل کا معنی ہے صاحب فضیلت اور یہ عالم و غیر عالم دونوں پر بولا جاتا ہے، شرف الحق والدولة والدین، ترجمہ شرافت بخشنے والا حق اور بادشاہی اور دین کو، تشریح شَرَف بمعنی مُشَرِّف ہے یعنی شرافت و عزت دینے والا، حَقّ صفت مشبہ ہے، ثابت، یہاں حق سے مراد اسلام کے اعتقادات ہیں، دَوْلَة بادشاہی، دِیْن مصدر ہے دَانَ یَدِیْنُ کا لغت میں اس کا معنی ہے جزا دینا، یہاں مراد اسلامی احکام ہیں، مطلب وہ ممدوح اعتقادات اور احکام کو صحیح معنی میں پھیلانے والا ہے اور ملک کو استحکام کے راستہ پر چلاتا ہے اس لیے

وہ ان کو شرافت دینے والا ہے یعنی ان کی شرافت کا باعث و سبب ہے،،، ف

واضح رہے کہ ممدوح کو جو شرف حق و دین و دولت کہا گیا یہ مجازا ہے، درحقیقت

وہ اہل حق کا شرف ہے، رشید الاسلام مرشد المسلمین، ترجمہ مسلمانوں

میں سے کامیاب اور مسلمانوں کا راہ نما، یہ ممدوح کے باپ کا لقب ہے تشریح۔

رَشِیْد، کامیاب، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رشید اپنے مال کے محافظ کو۔

کہا جاتا ہے، امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک مال و دین دونوں کے محافظ کو رشید۔

کہا جاتا ہے، الاسلام کا مضاف مقدر ہے یعنی رشید اہل الاسلام، مُرْشِد، ۔

راہ دکھانے والا، مطلب ممدوح کا باپ مال و دین کی حفاظت میں تمام مسلمانوں

سے زیادہ کامل ہے، وہ مسلمانوں کا راہ نما ہے کہ ان کو اپنے افعال و اقوال کے ذریعے ب۔

سیدھا راستہ دکھاتا ہے، امیر احمد، یہ ممدوح کا نام ہے، اللہ لقبہ من ۔

عندہ شرفا، ترجمہ اللہ تعالے نے لقب دیا اس کو اپنی طرف سے شرف کا

(شرف الدین کا) شَرَفا مفعول مطلق ہے باعتبار حذف مضاف کے، یعنی لقبہ

تلقیب شرف، تشریح لَقَّبَ تَلْقِیْب سے ہے لقب دینا، مطلب

اللہ تعالی نے ممدوح کو اپنی طرف سے شرف الدین کا لقب عطا کیا، لقب

کی ایک جزء (الدین) کو مصرع میں حذف کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ

تعریف لقب کی جزء اول سے حاصل ہو جاتی ہے یعنی شرف سے، اللہ تعالی کے لقب

دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ ممدوح کو۔

اس لقب کے ساتھ پکاریں، لانہ شرفت دینے الصدی شیمہ، ف

ترجمہ اس لیئے کہ شرافت دی اور بلند کیا ھدایت سے دین کو اس کی عادات

نے، یہ لقبہ کے متعلق ہے اور اس کی علت ہے، لانہ کی ضمیر کا مرجع ممدوح ہے یا یہ

ضمیر شان ہے، تشریح، دین الھدی سے مراد وہ دین ہے جو لوگوں کے ھدایت یافتہ

ہونے کا سبب ہے، شِیَمٌ شِیْمَۃٌ کی جمع ہے عادت، خصلت، مطلب اللہ تعالیٰ

نے ممدوح کو شرف الدین کا لقب اس لیئے عطا کیا ہے کہ اس کی اچھی عادات نے اسلام

کو شرافت بخشی ہے اور بلند کیا ہے، ان الامارۃ باھت اذ بہ نسبت، ت

ترجمہ بے شک بادشاہی نے فخر کیا جب اس کے ساتھ منسوب ہوئی،،

تشریح بَاھَتْ مباھاۃ سے ہے، فخر کرنا، نُسِبَتْ نِسْبَۃ سے ہے، نسبت کرنا،

مطلب امارت (سرداری) کی نسبت جب ممدوح کی طرف ہوئی، یعنی جب

وہ سردار بنا تو اس نسبت پر خود امارت نے فخر کیا کہ مجھے ایک جلیل القدر شخصیت

کیطرف نسبت کا یعنی منسوب ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے، والحمد حمد لما اشتق

منہ سمہ، ترجمہ اور حمد محمود ہوگئی جب نکالا گیا اس حمد سے ممدوح کا نام، ت

تشریح حُمِّدَ تحمید سے ہے، تعریف کرنا، اشْتُق اشتقاق سے ہے، نکالنا، ت

سِمۃٌ اِسْم میں ایک لغت ہے، سِمۃٌ کا معنی، نام، مطلب لوگوں نے حمد کی

بہت تعریف کی جب اس سے ممدوح کا نام (احمد) مشتق ہوا، یعنی لوگ اس کی بہت تعریف

کرتے ہیں اور اس کی تعریف حمد کی تعریف ہے اس لیئے کہ اس کا نام حمد سے ماخوذ ہے،

لازال اعلام العدل فی ایام دولتہ عالیۃ، ترجمہ ہمیشہ رہیں عدل کے

جھنڈے اس کی بادشاہی کے دنوں میں بلند، یہاں سے ممدوح کیلئے دعا کر رہا ہے،
تشریح اَعْلَام عَلَم کی جمع ہے جھنڈا، اَیَّام یَوْم کی جمع ہے، دن، ایام
اصل میں اَیْوَام تھا بقاعدہ سَیّد ایام ہوا، اعلام العدل سے وہ اسباب
مراد ہیں جن کے ذریعے عدل کا حصول ہوتا ہے یعنی اس کے دور میں اللہ رب العزت
عدل و انصاف کے اسباب کو بلند رکھے، تاکہ عدل اسی طرح قائم رہے، د
وقیمۃ العلم من اثار تربیۃ غالیۃ، ترجمہ اور (ہمیشہ رہے) علم کی قیمت
اس کی پرورش کے آثار کیوجہ سے بھاری، اس کا عطف اعلام العدل پر ہے
تشریح، تَرْبِیَۃ مصدر ہے باب تفعیل کا، پالنا، غالیۃ غَلاء سے ہے
بھاری ہونا، مطلب اثار تربیت سے مراد ممدوح کی عطائیں اور لوگوں کو علماء
کی تعظیم کا حکم دینا ہے، یعنی وہ علماء کی خدمت کرتا ہے جس کی وجہ سے علم کا چرچہ ہے
خدا کرے اس کی یہ خدمت جاری رہے تاکہ علم کی رونق برقرار رہے، یعنی وہ عطیات اور
علماء کی عزت اس کی تربیت کے آثار و علامات ہیں، اور اسی کی وجہ سے علم کی قیمت
بھاری ہوگی کہ لوگ اس میں زیادہ مشغول ہونگے، وایادیہ علی اہل الحق فائضۃ، د
ترجمہ اور (ہمیشہ رہیں) اس کی نعمتیں اہل حق پر زیادہ، اس کا عطف بھی اعلام العدل
پر ہے، تشریح اَیَادِی اَیْدِی کی جمع ہے وہ یَدٌ کی جمع ہے، اصل میں ید کا معنی ہے ہاتھ
یہاں مجازاً نعمت مراد ہے، اہل الحق سے مراد علماء ہیں، فائضۃ فَیْضَان سے
سے ہے، بہنا مراد کثرت ہے، واعادیہ من بین الخلق غائضۃ، ترجمہ

اور (ہمیشہ رہیں) اس کے دشمن کم مخلوق کے درمیان سے، اس کا عطف بھی اعلائہ العدل پر ہے، مِنْ بین الخلق یا الکائنۃ کے متعلق ہوکر اَعادیہ کی صفت ہے، یا غائضۃ کے متعلق ہے **تشریح** اَعَادِی اَعْداء کی جمع ہے وہ عَدُوٌّ کی جمع ہے، معنی، دشمن غائضۃ غَاضَ یغیض سے ہے، کم ہونا، ختم ہونا، وہو الذی عم اہل الزمان باضافۃ العدل والاحسان، **ترجمہ** وہ ممدوح وہ ہے جس نے گھیر لیا زمانے والوں کو ساتھ بہانے عدل واحسان سے، **تشریح**، عَمَّ عُموم سے ہے، گھیرنا، شامل ہونا، **مطلب** ممدوح وہ ہے جس کی عطائیں اپنے زمانے والوں پر بارش کی طرح برستی ہیں، وخص من بینہم اہل العلم بفواضل متوالیۃ وفضائل غیر متناہیۃ، **ترجمہ** اور خاص کیا ان کے درمیان سے علماء کو ساتھ وافر عطاؤں کے اور ساتھ بے انتہاء عطاؤں کے، فَوَاضل فاضلۃ کی جمع ہے وہ عطاء جو غیر کی طرف متعدی اور متجاوز نہ ہو جیسے بہادری کہ یہ بہادر کے ساتھ قائم ہے اس سے غیر کی طرف متجاوز نہیں ہوتی، مُتوالیۃ تُوَالِی سے ہے لگاتار ہونا، فَضَائل فضیلۃ کی جمع ہے وہ عطا جو غیر کی طرف متجاوز ہو جیسے احسان کہ یہ محسن سے اس کے غیر کی طرف متجاوز ہوتا ہے، ورفع لاہل العلم مراتب الکمال، **ترجمہ** اور بلند کیا اس نے علماء کیلئے کمال کے مراتب کو، اس کا عطف خصّ پر ہے اور یہ اس کا بیان ہے **تشریح** رَفَعَ رَفْع سے ہے، بلند کرنا، مَرَاتب مرتبۃ کی جمع ہے، رتبہ، درجہ، کمال، وہ چیز جس کے ذریعے نوع اپنی ذات اور فعل میں مکمل ہو، **مطلب**،

علماء کیلئے جو درجات و مراتب ثابت تھے ممدوح نے ان کو بلند و ظاہر کیا، ف

یعنی وہ مراتب مخفی وغیر ظاہر تھے ممدوح نے ان کو پھیلا دیا، ونصب لارباب

الدین مناصب الاجلال، ترجمہ اور ظاہر کیا اس نے دین والوں کیلئے تعظیم

کے مراتب کو، تشریح نَصَب نَصْب سے ہے، کھڑا کرنا، اَرْبَاب رَبّ کی جمع

ہے، پالنے والا، یہاں صاحب کے معنی میں ہے، مَنَاصِب مَنْصِب کی جمع ہے، ف

مرتبہ، اِجْلَال تعظیم، مَنَاصب الاجلال سے مراد تعظیم کے اسباب ہیں، یعنی وہ

اسباب جو دین والوں کی تعظیم تک پہنچائیں، مطلب ممدوح نے دینداروں

کی تعظیم کے اسباب ظاہر کر دیئے یعنی لوگوں کو دینداروں کی تعظیم کا حکم دیا،

وخفض لاصحاب الفضل جناح الافضال، ترجمہ اور جھکا دیا اس نے

فضیلت والوں کیلئے احسان کا بازو، تشریح، خَفَض خَفْض سے ہے، نیچے کرنا،

جھکانا، جَنَاح بازو، پر، خَفَض جناح سے تواضع وعاجزی مراد ہے، مطلب

ممدوح سردار ہونے کے باوجود ارباب فضل کی تعظیم کرتا ہے اور ان پر احسان کرتا ہے،

حتی جلب الی جناب رفعتہ بضائع العلوم من کل مرمی سحیق،

ترجمہ یہاں تک کہ کھینچے گئے اس کی بلند دربار کی طرف علوم کے سرمائے ہر دور جگہ سے،

ترکیب حَتّی استینافیہ ہے اور جملہ پر داخل ہے حرف جر نہیں اس لئے کہ حتی جارہ

جملہ پر داخل نہیں ہوتا، اور عاطفہ بھی نہیں اس لئے کہ وہ بھی اسم پر داخل ہوتا ہے، بعض نے

کہا حَتّی غایت کیلئے ہے اور خَفَض سے متعلق ہے، تشریح جلب جَلْب سے

ہے، کھینچنا، جَنَاب اصل میں اس کا معنی ہے چوکھٹ، دہلیز، عرب کا طریقہ ہے کہ جب

وہ کسی عظیم المرتبت شخصیت کا نام لینا چاہیں تو اس کے نام کے ساتھ جناب کا لفظ لگاتے ہیں اشارہ اس طرف ہوتا ہے کہ یہ اتنا عظیم المرتبت آدمی ہے ہم اس کا نام لینے کے قابل نہیں بلکہ اس کی چوکھٹ کا نام لیتے ہیں، لمعات شرح مشکوۃ (ص ۴۷/ ج ۱) میں ہے والعرب اذا ارادوا ان یذکروا اسم احد من العظماء بالتعظیم والاحترام اضافوا الجناب الیہ کانہ لا یمکن ذکر اسمہ لعلو قدرہ الا اسم جنابہ وعتبتہ' رِفعَۃ بلندی، جناب رفعۃ سے مراد ممدوح کی ذات ہے یا بادشاہی کی جگہ، ب بَضَائع بِضَاعۃ کی جمع ہے، سرمایہ، سامان، بضائع کی العلوم کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کی طرف، یعنی وہ علوم جن کو سرمایوں کے ساتھ مشابہت ہے مرغوب ہونے میں، اضافت بیانیہ بھی ہو سکتی ہے، مَرْمیٰ اسم ظرف ہے، تیر پھینکنے کی جگہ، لیکن یہاں تیر پھینکنے کے معنی سے مجرد ہوکر صرف جگہ کے معنی میں مستعمل ہے، سَحِیْق، دور، **مطلب** چونکہ ممدوح نے علماء پر احسانات کیئے ان کے ساتھ اظہار عاجزی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام علوم اس کی سلطنت میں پھیل گئے اور پورے ملک میں اور اس کے دربار میں تمام علوم کی چہل پہل ہوگئی، ووجہ تلقاء مدین دولتہ مطایا الآمال من کل فج عمیق، **ترجمہ** اور متوجہ کیئے گئے اس کی بادشاہی کے شہروں کی طرف آرزوؤں کی سواریاں ہر دور راستہ سے، ب

تشریح تِلْقَاء، جانب، طرف، مَدْیَن اصل میں حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات، کی وہ بستی جہاں حضرت موسی علیہ السلام کو امن

حاصل ہوا یہاں اس سے مراد جمع دکھی شہر یعنی ملک و سلطنت ہے، اور اس کی دولۃ کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کیطرف یعنی وہ بادشاہی جسکو مدین بستی کے ساتھ مشابہت ہے بے خوفی کے حصول میں، یا مدین سے وہ شہر مراد ہے جسمیں ممدوح رہتا تھا، مَطَایا مَطِیَّۃ کی جمع ہے، سواری، آمال اَمَل کی جمع ہے، آرزو، مطایا کی آمال کی طرف اضافت مشبہ بہ کی ہے مشبہ کی طرف یعنی وہ آرزوئیں جنکو سواریوں کے ساتھ مشابہت ہے عطیات حاصل کرنے کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ہونے میں، فَجّ کھلا راستہ، عَمِیْق، گہرا راستہ، وہ راستہ جسپر بکثرت گذرا جائے، گویا وہ لوگوں کے زیادہ گذرنے کی وجہ سے گہرا ہوگیا، ت

اللھم کما ایدتہ لاعلاء کلمتک فابدہ ترجمہ اے اللہ جسطرح طاقت دی تونے اس کو واسطے بلند کرنے اپنے کلمہ کے پس ہمیشہ رکھ تو اس کو (یعنی اس اعلاء کلمہ پر اس کو ثابت قدم رکھ) ایدت تائید سے ہے، طاقت دینا، اعلاء بلند کرنا کلمۃ، اس سے مراد کلمہ توحید ہے یعنی وہ کلمہ جو ثبوت الوہیت پر دلالت کرتا ہے، یا کلمہ سے مراد اسلام ہے، کلمہ کو بلند کرنے سے مراد دشمنان خدا کے ساتھ لڑائی کرنا اور ان کو رسوا کرنا ہے، وکما نورت خلدہ لنظم مصالح خلقک فخلدہ، ترجمہ اور جسطرح روشن کیا تونے اس کے دل کو واسطے درست کرنے اپنی مخلوق کی مصلحتوں کے پس ہمیشہ رکھ اس (کے دل) کو، تشریح نورت تنویر سے ہے، روشن کرنا، خَلَد، دل، خلد تخلید سے ہے، ہمیشہ رکھنا، یہاں مراد مکث

طویل ہے، مطلب اے اللہ جسطرح تو نے ممدوح کے دل کو اپنی مخلوق کے انتظام کیلئے روشن کیا ہے اسی طرح اس دل کو طویل زمانہ زندہ رکھ تاکہ مخلوق آرام سے رہے،

فائدہ، کاف جارہ جب مَا کافہ پر داخل ہو تو وہ کاف تشبیہ کیلئے ہوتا ہے جیسے کما ایدتہ میں، لیکن مذکورہ کاف جملہ کی جملہ کے ساتھ تشبیہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کے بعد اِنَّ مکسورہ واقع ہوتا ہے، من قال آمین ابقی اللہ مہجتہ، ترجمہ جس نے کہا آمین باقی رکھے اللہ تعالی اس کی ذات کو، تشریح، آمین الف کی مد کے ساتھ (آمین) الف کی قصر کے ساتھ (اَمین) دونوں صورتوں میں اس کا وزن فعیل ہے بصورت مد اس لیئے کہ مد اشباع کیلئے ہے، اس کی میم مشدد نہیں بلکہ مخفف ہے، یہ مبنی علی الفتح ہے یعنی نون پر زبر ہے یہ اسم فعل ہے اِستَجِب (قبول کر) کے معنی میں، شیخ زادہ حاشیہ تفسیر بیضاوی، صـ۵۴ ، مُہجۃ، روح، یہاں زندگی یا ممدوح کی ذات مراد ہے، فان ھذا دعاء یشمل البشرا، ترجمہ اس لیئے کہ یہ ایسی دعاء ہے جو تمام لوگوں کو شامل ہے، ف فاء تعلیلیہ ہے اور یہ ابقی کی علت ہے، مطلب جو اس میری دعاء (جو سا بقا ممدوح کیلئے کی) پر آمین کہے خدا اس کو زندہ وسلامت رکھے اس لیئے کہ ممدوح کی سلامتی وبلندی سے تمام لوگوں کی سلامتی وبلندی وابستہ ہے، تو یہ دعاء اگرچہ لفظا بر صرف ممدوح کیلئے ہے لیکن یہی تمام لوگوں کی سلامتی وبلندی کی بھی دعاء ہے فان وقع فی حیز القبول فھو غایۃ المقصود ونہایۃ المامول، ترجمہ

پس اگر واقع ہو وہ شرح قبول کے مقام میں پس وہ (قبول کیا جانا) انتہائی مقصود اور آخری آرزو ہے، حَیِّز، وہ خلاء موہوم جسکو کسی چیز کے ساتھ پر اور مشغول کیا جائے، بمعنی مکان دیگر ابھی استعمال ہوتا ہے، مطلب میری آخری اور سب سے بڑی آرزو یہی ہے کہ ممدوح اس شرح کو اپنی دربار میں قبول کرلے، سوال حیز القبول میں تو قبول آگیا اور حیز قبول کے ساتھ مشغول ہوگیا پھر اس حیز میں شرح کیسے آئے گی، جواب[1] حیز کی قبول کی طرف اضافت بیانیہ ہے، جواب[2] شرح قبول کے ساتھ متحد ہے مبالغۃ، گویا قبول و شرح ایک چیز ہیں، اور یہ دونوں ایک ہی محل میں آگئے، ممدوح سے یہ امید کرکے کہ اس شرح کو مکمل قبول کرے، قبول کو شارح نے جسم کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کیلئے حیز کو ثابت کیا کیونکہ حیز اجسام کا ہوتا ہے نہ کہ معانی کا، واللہ تعالی اسئل ان یوفقنی للصدق والصواب، ویجنبنی عن الخطل والاضطراب انہ ولی التوفیق وبیدہ أزمّۃ التحقیق، ترجمہ: اور اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ توفیق دے مجھکو سچائی اور درستی کی، اور بچائے مجھکو غلطی اور تردد سے، بے شک وہ توفیق عطا کرنے والا ہے، اور اسی کے قبضہ میں تحقیق کی مہاریں ہیں، واللہ تبارک وتعالی اعلم بالصواب،

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ دو شنبہ مختتم شد شرح خطبہ قطبی) 26/9/87

نوٹ: رسالہ شمسیہ کے خطبہ کی شرح آخر میں ص پر ملاحظہ فرماویں)

قال المصؒ ورتبتہ، عطف علی قولہ وسمیتہ، فیکون ضمیر رتبتہ راجعا الی الکتاب، والظاہر ان التسمیۃ بعد الترتیب فینبغی ان یذکر قولہ وسمیتہ بعد قولہ ورتبتہ. ویمکن ان یجاب بان الواو فی رتبتہ حالیۃ ای سمیتہ حال الترتیب. قولہ علی مقدمۃ. ای من مقدمۃ فکلمۃ علیٰ ہ بمعنی من التبعیضیۃ لابمعنی الاستعلاء لان الاستعلاء یستلزم التغایر بین المستعلی والمستعلی علیہ ولاتغایر بین الرسالۃ ومقدمۃ وثلث مقالات وخاتمۃ بل تکون الرسالۃ نفس ہذہ الاشیاء ثم اعلم ان قولہ ورتبتہ اشارۃ الی اجزاء الکتاب والاشارۃ الیہا من المستحبات.

قولہ وثلث مقالات، ہی جمع مقالۃ (بفتح المیم) بمعنی گفتن وگفتار ویک فصل از کتاب ویک مطلب کہ تحت عنوان معینی نوشتہ شدہ باشد. قولہ معتصما، حال من فاعل رتبتہ. الاعتصام چنگ درزدن. قولہ بحبل التوفیق، الحبل رسن، التوفیق فی اللغۃ دست دادن کسی را در کار. و فی الاصطلاح جعل اسباب العبد موافقا لما ہو الخیر فی حقہ. قولہ من واہب العقل، متعلق بتوفیق والواہب من الہبۃ عطا کنندہ. والعقل فی اللغۃ القید یقال عقلت البعیر ای قیدتہ والعقل ایضا یمنع ذوی العقول من العدول عن سواء السبیل، و فی الاصطلاح قوۃ تستعد للعلوم والادراکات، قولہ ومتوکلا، عطف علی معتصما. والتوکل الاعتماد. ــــ

قولہ المفیض، صفۃ لقولہ جودہ والافاضۃ الاسالۃ ای ریختن. قولہ للخیر والعدل. قال فی شرح الیساغوجی والخیر نوعان مطلق ومقید. والمطلق مایکون مرغوبا عند الکل کالعقل والعدل والمقید مایکون مرغوبا لواحد مردودا عند الآخر کالمال. وعطف العدل علی الخیر من عطف الخاص علی العام واراد بالعدل العدالۃ وہی اعظم الخیر لا الشخص العدل، والخیرۃ مصدر لا اسم تفضیل ارید بہ الحاصل بالمصدر، ثم اعلم ان فی الکلام مجازا عقلیا لان المفیض للخیر ای الموصل لہ ہو اللہ تعالیٰ،

فہم نمائی

فہم الیساغوجی

لفظ المفیض مشتق...

قوله اقول الرسالة. المقصود التنبيه على ان الماضي مجرد عن الدلالة على المضي كالافعال الواقعة في التعريفات، ودفع بهذا ما يورد على امثاله من ان الترتيب لم يقع بل سيقع، واغناك عما يتكلف فيه من جوابه تارة بان الاخبار في الترتيب في الخيال لا في الخارج وتارة بان الخطبة الحاقية. على ان الاخير يأبى عنه قوله اما المقدمة ونظائره لانه تفصيل ما في الخطبة، ثم الترتيب في اللغة جعل كل شئي في مرتبته وفي الاصطلاح جعل الاشياء المتعددة بحيث يطلق عليها اسم الواحد، قوله واحكامها. اى احكام القضايا من التناقض والعكس المستوى وعكس النقيض

قوله وانما رتبها عليها. اى رتب المص تلك الرسالة على مقدمة وثلث مقالات وخاتمة،

قوله لان ما يجب. بيان الانحصار ودليله. ويصح ان يكون بيان الباعث على هذا الترتيب

قوله الشروع فيه عليه، اى في المنطق على ما يجب، قوله فان كان الاول فهو المقدمة، كان تامة والاول فاعل، والضمير المرفوع في فهو راجع الى الاول، فان قيل المقدمة والمقالات والخاتمة اجزاء الكتاب وما يجب ان يعلم معانيها فكيف يصح حمل المقدمة على ما يجب ان يعلم، قلنا الحمل مبنى على المسامحة لشدة الارتباط بين اللفظ والمعنى والمراد فهو مدلول لمقدمة ومعنى المقدمة،

قوله وان كان الثاني، اى ما لا يتوقف الشروع فيه عليه قوله البحث فيه اى في الثاني

قوله فهو المقالة الاولى اى فهو معنى المقالة الاولى، قوله فلا يخلو، اى فلا يخلو ما يبحث فيه عن المركبات، فيه اى في ما يبحث فيه عن المركبات قوله الغير المقصودة، المراد بها ما لا يكون معرفته مقصودا اوليا في الفن بان يترتب عليه غاية الفن اولا وبالذات وهو القول الشارح

قال المحقق الدواني، قد يتوهم من هذا القول (الرسالة مرتبة) ان الشيخ اشار الى ان الظاهر ان

فی باب التصورات والقیاس فی باب التصدیقات، قولہ او عن المرکبات التی ہی المقاصد بالذات، ا المراد بہا خلاف ما سبق، انما قید المقاصد بالذات لان القضایا الخ مقاصد وکیف لا وما یبحث عنہ فی الفن لایکون غیر مقصود لکن کون القضایا مقاصد بالتبع لا بالذات. فافہم،

قولہ فلا یخلو، ای لا یخلو ما یبحث فیہ عن المرکبات التی آہ فیہما، ای فی المرکبات التی آہ وحدہا الضمیر راجع الی الصورۃ، وہی ای المرکبات التی یکون النظر آہ قولہ او من حیث المادۃ ای من حیث ان مقدماتہ ظنیۃ او وہمیۃ او یقینیۃ، قولہ والمراد بالمقدمۃ ہہنا. ای فی اول الکتاب انما قال آہ اشارۃ الی ان لہا معنی آخر فی غیر ہذا المقام باعتبار ذلک المعنی یطلق علی جزء الکتاب وہو ما یتوقف علیہ المباحث الآتیۃ وبہذا المعنی وقعت فی المقالۃ الثانیۃ. او قال آہ ای فی عرف ارباب التدوین اشارۃ الی ان لہا فی اللغۃ معنی آخر ہو مقدمۃ الجیش، والمقدمۃ علی قسمین مقدمۃ العلم وہی طائفۃ من المعانی یوجب الاطلاع علیہا بصیرۃ فی الشروع. ومقدمۃ الکتاب وہی طائفۃ من الکلام قدمت امام المقصود لارتباط المقصود بہا ونفعہا فیہ والنسبۃ بینہما اما تباین کلی یعنی مقدمۃ الکتاب ہی الالفاظ الدالۃ علی المعانی ومقدمۃ العلم ہی المعانی المدلولات. او عموم وخصوص مطلقا، قولہ ووجہ

وتقدیم العلم وتقدیم الکتاب

یقول رتبتہا الرجوع الضمیر الی الرسالۃ وان التذکیر للضمیر فی عبارۃ المتن لتاویل الرسالۃ بالکتاب ولیس کذلک اذ المراد بالرسالۃ فیما مضی ہو اللفظ فلا یمکن رجوع الضمیر الیہ اذ المرتب لیس ہو لفظ الرسالۃ بل الظاہر ہو التذکیر وعودہ الی الکتاب، فالشارح قرر حاصل المعنی ولذا غیر الاسلوب عن اسلوب

توقف الشروع. قال العصام وہذہ العبارۃ من قبیل ویبقی وجہ ربک آہ ای یبقی ربک یعنی لفظ وجہ زائد، فوجہ توقف الشروع معناہ توقف الشروع فاللام علۃ التوقف فلا
ای المواقع فی قولہ فلان آہ
اشکال فی ذکر اللام التعلیلیۃ فی قولہ فلان آہ قولہ اما علی تصور العلم فلان، کلمۃ اما بالفتح الہمز زید اما والفاء لتفصیل التوقف، قولہ اولا. ای قبل الشروع ذاتا وزمانا. قولہ وہو ای طلب المجہول المطلق. قولہ لامتناع توجہ آہ فضلا عن الطلب، قولہ وفیہ نظر، ای فی الدلیل الذی ذکرہ بقولہ فلان الشارع آہ قیل الوجہ المذکور بقولہ ووجہ توقف آہ للشارح الدمشقی ذکرہ الشیخ علی سبیل النقل واعترض علیہ قولہ ان ارادبہ، ای بالتصور الواقع فی قولہ لولم یتصور، قولہ فلا یلتئم التقریب، ہو کون الدلیل موافقا للمدعی، وہ لیس کذلک لان المدعی ہو تصور العلم برسمہ والدلیل ہو لزوم طلب المجہول المطلق ولا موافقۃ بینہما نعم لو کان المدعی التصور بوجہ ما لوافقہ الدلیل یعنی الذی یستلزمہ الدلیل لیس بدعوی بل الدعوی اخص منہ، قولہ اذ المقصود آہ لان المذکور فی المقدمۃ ہو رسم العلم، قولہ العلم، اللام للعہد والمراد المنطق، قولہ فی مفتتح الکلام. ظرف مکان او مصدر میمی بمعنی الشروع قولہ وہو، ای عدم التصور بوجہ من الوجوہ علی تقدیر عدم التصور برسمہ، ای لاملازمۃ بینہما بل یجوز ان یوجد عدم التصور برسمہ ولا یوجد عدم التصور بوجہ من الوجوہ، قولہ فالاولی، تفریع علی توجہ النظر، واشارۃ الی امکان دفع النظر

المتن. لان جملۃ المتن فعلیۃ وجملۃ الشارح اسمیۃ. عبد الرشید.

قوله ان يقم، اى فى وجه تقديم تصور العلم برسمه، قوله على بصيرة فى طلبه، البصيرة فى الطلب ان لايفوت عن الطالب ما هو من العلم اذالقيه، قوله فانه تفصيل للبصيرة . قوله حتى ان كلمة حتى للغاية ، قوله منه، اى من ذلك العلم، قوله ترد عليه، من الورود بمعنى آمدن ، قوله واما على بيان الحاجة، عطف على قوله اما على تصور العلم آه قوله لان علم الفقه . دليل الامتياز ،

قوله عن الادلة السمعية ، هى منسوبة الى السمع اى المسموعة من الله تعالى ورسوله وهى القرآن والسنة والاجماع والقياس ، قوله ليستنبط، اى يصح الاستنباط عنها لان نفس الاستنباط مبحوث عنه فيه ، قوله من حيث انها تحل وتحرم ، الظاهر تعلقه بقوله يبحث ليكون بيانا للاحوال ، قوله ان موضوعه، مفعول لم يعرف ، قوله اى شئ هو الضمير راجع الى الموضوع قوله لم يتميز العلم اى زيادة تمييز ، قوله فى طلبه بصيرة اى زيادة بصيرة قوله ولما كان بيان الحاجة ، المقصود من هذا الكلام بيان نكتة جمع بيان الحاجة والرسم فى بحث واحد مع ان الظاهر ايراد كل فى بحث ، قوله ينساق ، الانسياق روان شدن قوله و صدر البحث، جواب سوال مقدر تقريره ان يقال كان يجب على المصنف ان يذكر فى صدر الكتاب بيان الحاجة اذالشروع فى العلم موقوف عليه فلا وجه لذكر تقسيم العلم فى صدر الكتاب، قوله اى تصور لاحكم معه ، قال عصام الدين فى شرحه اشار (۱) الى ان كلمة فقط الموضوعة للتفرد وسلب المعية مطلقا يراد بها فى هذه العبارة سلب

(۱) وقال بعض العلماء، اشار الشارح بالتفسير الى ان قيد فقط ليس لبيان

معية الحكم والى ان هذا القسم مسمى بالتصور الساذج. والساذج (بالفتح الذال المعجمة) معرب ساده اى العارى عن الامتزاج بالغير. والمراد ههنا هو العراء عن الحكم على طبق كلمة فقط

قوله كتصورنا الانسان، مثال للتصور الساذج والتصور مضاف الى الفاعل والانسان مفعوله، قوله من غير حكم عليه اى على الانسان، قوله واما تصور معه حكم، عطف على اما التصور فقط

قوله ويقال للمجموع، اى من التصورات والحكم، قوله كما اذا تصورنا، مثال للتصور الذى معه حكم

قوله اما التصور فهو، هذا التعريف لمطلق التصور الشامل للتصور الساذج والتصور مع الحكم

قوله فليس معنى التصور، قال عصام الدين رحمه الله تعالى قد اشار الشارح بهذا التفصيل الى مسامحات في التعريف. منها ان المراد من صورة الشئ صورة من الشئ وفرق بينهما، ومنها ان كلمة في (في العقل) بمعنى عند وتلك الاشارة حاصلة بقوله يمتاز الانسان عند العقل، فائدة، قول المصنف رحمه الله تعالى وهو حصول صورة آه جملة معترضة بين المعطوف عليه وهو قوله اما تصور فقط وبين المعطوف وهو قوله او تصور معه حكم وفائدة الاعتراض التنبيه على المرادفة بين العلم ومطلق التصور، قوله كما تنتقش، تشبيه للحصول العقلى بالحصول الحسى، قد نبهوا في هذا التشبيه على فائدتين جليلتين احدٰهما انه كما لا تنتقش الصورة في المرأة الغير الصافية عن الكدورات كذلك لا تنتقش في الاذهان

١- وللتنبيه على المرادفة بين العلم ومطلق التصور فسر المصنف مطلق التصور المذكور في ضمن المقيد بقوله اما التصور آه

الاطلاق بل لرفعه والا يلزم تقسيم الشئ الى نفسه وغيره لان المقسم هو العلم المرادف للتصور والقسم هو الفرد التصور ١٢ عبد الرشيد عفى عنه

الغیر الصافیۃ عن الکدورات البشریۃ والشواغل الحسیۃ، وثانیتہما انہ کما لا اعتماد علے حکایۃ المرایا الغیر المستقیمۃ کذلک لا اعتماد علی الاذہان مالم تستقم، قولہ الامثل، بضم المیم والثاء بالفارسیۃ مانند، قولہ لانہ لما ذکر التصور فقط، ای لما ذکر ہذا اللفظ، وبنی علیہ لقولہ اشارۃ، قولہ لان المقید آہ متعلق لقولہ التصور المطلق، قولہ کان المطلق مذکورا، لان المطلق جزء المقید فاذا کان الکل مذکورا کان الجزء ایضا مذکورا، قولہ فذلک الضمیر، ای الواقع فی قول المصؒ وہو حصول آہ قولہ الی مطلق التصور، ای الکائن فی ضمن المقید، قولہ ولا جائز، قال عصام الدین رحمہ اللہ المشہور فتح الجائز فہو اسم لا التی لنفی الجنس، وقولہ ان یعود فاعل لقولہ جائز فکلمۃ لا ہذہ استغنت بفاعل الاسم عن الخبر کاستغناء المبتدأ فی ما قائم زید بالفاعل عن الخبر (۱) قولہ علی التصور الذی معہ حکم، مع ان التصور الذی معہ حکم مغائر للتصور فقط لانہ تصدیق بخلافہ، قولہ لدخول غیرہ وہو التصدیق، قولہ لدخول غیرہ فیہ، ای لدخول غیر المعرف فی التعریف والغیر ہو التصدیق، قولہ فتعین ان یعود، فان قیل لم لا یجوز ان یعود الی العلم، قلنا فلا معنی لتوسیط تعریفہ بین تقسیمیہ بل ینبغی ان یقدم علیہما، قولہ تعریفا لہ، ای لمطلق التصور قولہ وانما عرف، جواب سوال مقدر تقریرہ لم عرف المصؒ مطلق التصور دون التصور فقط والحال ان المقام یقتضی تعریف التصور فقط لانہ المذکور صریحا، قولہ تنبیہا، مفعول لہ لقولہ

(۱) وقال الفاضل السیالکوتی کون ان یعود فاعل الجائز غیر صحیح بل ہو خبر لا التی لنفی الجنس ۱۲

عرف، التنبیہ اظہار ماعلم سابقا علی سبیل الخفاء وھٰہ کذلک فانہ من قول المصؒ العلم اما تصور فقط

او تصور معہ حکم، علم ان التصور امر عام مقسم کالعلم فقولہ وہو حصول صورۃ آہ اظہار لہ فیکون

تنبیہا، وفائدۃ التنبیہ دفع ما یتوہم من ان التقسیم ضم قیود مختلفۃ الی المقسم والمقسم

ھٰہ العلم والقیود منضمۃ الی التصور، قولہ فیما ہو المشہور، ای فی الاستعمال الذی ہو المشہور

قولہ اعنی، تفسیر لقولہ ما یقابل آہ قولہ علی ما یرادف العلم، قد نوقش فی العبارۃ بان المرادفۃ

من صفات الالفاظ وما یطلق علیہ التصور ہو المعنی، فلا وجہ لقولہ یطلق علی ما یرادف العلم

واجیب بان العائد محذوف. وتقدیرہ ما یرادف بہ العلم وضمیر یرادف راجع الی لفظ

التصور والباء للسببیۃ، والضمیر المجرور راجع الی ما والمراد بما معنی التصور، ای لفظ التصور

یطلق علی معنی یرادف لفظ التصور بسبب ذلک المعنی لفظ العلم، ویعم ذلک المعنی

التصدیق ایضؑ لکن یلزم فی الکلام انتشار الضمائر فان ضمیر یرادف راجع الی لفظ التصور

وضمیر یعم راجع الی کلمۃ ما. والظاہر ان مرجعہما واحد، واختار عصام الدین بان لفظ ما عبارۃ

عن الوجہ وان بہ مقدر بعد یرادف ویعم جمیعا فیکون المعنی یطلق علی وجہ یرادف بہ العلم

ویعم بہ التصدیق، فضمیر یرادف ویعم راجع الی التصور وضمیر بہ فی الموضعین راجع الی ما،

قولہ وہو مطلق التصور، ای ما یرادف العلم ویعم آہ ہو مطلق التصور، قولہ واما الحکم، عدیل لقولہ

واما التصور، بیان للجزء الثانی من القسمین، قولہ امر، ہو المحمول، قولہ الی آخر، ہو الموضوع

قولہ ایجابا او سلبا، ای ایجابا کان ذلک الاسناد او سلبا، تفصیل للاسناد، قولہ او

لیس بکاتب، معطوف علی قلنا بتقدیر قلنا ولیس بمعطوف علی کاتب فانہ رحؒ یفید

التردید لا الحکم، قولہ واوقعنا تفسیر لقولہ اسندنا قولہ ونسبۃ ثبوت الکتابۃ، اضافۃ
نسبۃ الی ثبوت بیانیۃ ای النسبۃ التی ہی الثبوت، قولہ وہو الایجاب ای
ایقاع نسبۃ ثبوت الکتابۃ علی الانسان، قولہ وہو السلب، ای رفع نسبۃ ثبوت
الکتابۃ عن الانسان، قولہ فلا بد، لما قال سابقا ویقال للمجموع تصدیق، اراد ان یبین
اجزاء المجموع کم ہی، قولہ ہ، ای فی اسناد الکاتب الی الانسان، قولہ فادراک الانسان آہ
لما فصل مالا بد منہ للحکم فی مثال جزئی اراد التنبیہ علی التفصیل علی وجہ کلی شامل لجمیع الامثلۃ
ونبہ علی ان التفصیل المذکور لا یختص بالحملی اذ حاصلہ انہ لا بد من تصور المحکوم علیہ فارید
بوجوب تصور الانسان وجوب تصور المحکوم علیہ لا وجوب تصور الموضوع حتی یختص التصویر
والتفصیل بالحکم الحملی، وکذا لم یرد بتصور مفہوم الکاتب تصور المحمول بل تصور المحکوم بہ فکانہ
قال لا بد فی ادراک زید کاتب اولیس بکاتب ان یحصل اولا تصور المحکوم علیہ ثم تصور
المحکوم بہ ثم تصور النسبۃ الحکمیۃ ثم ادراک ان النسبۃ واقعۃ اولیست بواقعۃ، ولما کان
قولہم لا بد فی التصدیق من تصور المحکوم علیہ والمحکوم بہ موہما لکون الشیئ محکوما علیہ قبل تصورہ
فیبطل ما تقرر فیما بینہم وتم بیانہ ان الحکم علی الشیئ وبہ یتوقف علی تصورہما ازال
ذلک بقولہ والانسان المتصور آہ ولما لم یکن فی کون النسبۃ الحکمیۃ نسبۃ حکمیۃ قبل
تصورہا فساد لم یعامل بہا معاملۃ اخویہا، قولہ اولا ثبوتہا، بالجر عطف علی قولہ ثبوت الکتابۃ
قولہ اولا وقوعہا، بالجر عطف علی ثبوت الکتابۃ، قولہ بمعنی ان، متعلق بقولہ وادراک وقوع
النسبۃ، یعنی الشارح بیان المعنی ان المراد بادراک وقوع النسبۃ اذعانہ لا مجرد

تصوره، قوله ان النسبة واقعة، ای مطابقة للواقع وکذا فی لیست بواقعة، قوله وربما

یحصل اشارة الی رد قول من زعم ان ادراک النسبة الحکمیة ہو الحکم، یعنی ان بینہما

فرقا، قوله کمن تشکک، ای کادراک من تشکک علی حذف المضاف لتناسب المثال

للممثل له قوله بدون تصور ما محال، ای فقد حصل له ادراک النسبة الحکمیة، لکن لم یحصل له (للمتوہم للممثل له

وللمتشکک) الادراک المسمی بالحکم لانہ عبارة عن الاذعان والتسلیم، قوله لکن التصدیق

المقصود من ہذا الکلام دفع توہم نشأ من کلام السابق. بیانہ انہ لما ذکر الش ان تصور النسبة

الحکمیة یحصل فی صورة الشک والوہم بدون الحکم فیمکن ان یذہب الوہم الی ان التصدیق قد یحصل

بدون الحکم بناءً علی قول من قال الشک والوہم من قبیل التصدیقات فدفعہ الشارح بقوله

لکن آه، قوله وعند متاخری المنطقیین معطوف علی مقدر ای ہذا ہو التحقیق من ان الحکم

ادراک واذعان للنسبة الخبریة وعند متاخری آه والمراد بہم الامام الرازی ومن تبعہ، قال

السید السند قد توہموا (الامام الرازی وتابعوه) ان الحکم فعل من افعال النفس الصادرة عنہا

بناء علی ان الالفاظ التی یعبر بہا عن الحکم تدل علی کون الحکم فعلا من افعال النفس کالایقاع

والانتزاع والایجاب والسلب لان تلک الافعال مصادر للافعال المتعدیة فالحکم ایضًا فعل من

افعال النفس الانسانیة، قوله ای ایقاع النسبة، اشار بہذا التفسیر مع استغناء الحکم

عن التفسیر بما سبق آنفا من ـــ التعریف الی ان النزاع لیس بلفظی بان یکون حکم

الامام بفعلیة الحکم بمعنی آخر من ضم کلمة الی کلمة بحیث یفید المخاطب فائدة تامة الی غیر ذلک
بیان المعنی آخر ۱۲

او الی منشأ غلط الامام علی ما قیل من ان توہم الامام ومن تابعہ بناءً علی ان الالفاظ التی یعبر بہا

عن الحكم تدل على ذلك كالاسناد والايقاع والانتزاع والايجاب والسلب وغيرها

قوله لان الادراك انفعال والفعل لا يكون انفعالا، وذلك اى عدم كون الفعل انفعالا لان الفعل هو التاثير وايجاد الاثر والانفعال هو التاثر عن الغير وقبول الاثر فلا يصدق احدهما على ما يصدق عليه الآخر بالضرورة بناءً على ما تقرر من ان المقولات العشر متباينة بالذات، واما ان الادراك انفعال فانما يصح اذا فسر الادراك بانتقاش النفس بالصورة الحاصلة من الشيئ، واما اذا فسر بالصورة الحاصلة في النفس فلا يكون من الانفعال بل من مقولة الكيف، ولا يكون فعلا ايضا، قوله مجموع التصورات، التصورات بمعنى الادراك لا بمعنى التصور الساذج، قوله تصور المحكوم عليه، بالجر على البدلية من قوله التصورات الاربعة ويجوز الرفع والنصب، قوله مجموع التصورات، يحتمل ان يكون التصورات بمعنى الادراك وان يكون بمعنى التصور الساذج، قوله والحكم، عطف على قوله التصورات الثلث

قوله هذا على رأى الامام، اى كون التصديق مجموع التصورات الثلث والحكم على رأى الامام لانه ذاى لان التصديق ليس الادراكات الاربعة عنده لان الحكم فعل عنده، وقد نبه الشارح باسناد الاخير (مجموع التصورات الثلث والحكم) الى الامام واسناد كون التصديق الحكم الى الحكماء واهمال اسناد كونه الادراكات الاربعة الى احد على انه احتمال لم يذهب اليه احد ولم يتخذه مذهبا، قوله والفرق بينهما، اى بين رأى الامام والحكماء، قوله بسيط، اى لا جزء له، لانه عندهم عبارة عن الحكم فقط، قوله تصور الطرفين، اى الموضوع والمحمول، قوله وشطره، اى جزء التصديق، قوله الداخل.

علة لتغيير

نقش قبول كردن

بمعنى الادراك

نمبر موضوع ۳۱۴

قوله واعلم، تمہید لبیان سبب عدول المصؒ عما ہو المشہور فی التقسیم، قوله والمصؒ عدل عنه، ای عن التقسیم المشہور، یعنی اختار المصؒ العدول والا فالعدول من صاحب الکشف، والمصؒ من اتباعه والمراد بالعدول الی التصور الساذج العدول الی ما یفسده صریحا والا فلا عدول الی ہذا اللفظ لانتفائه فی ہذا التقسیم ولا الی معناه لتحققه فی المشہور، قوله الی التصدیق ان قلت لیس فی تقسیم المصؒ لفظ التصدیق بل فیه تصور معه حکم، قلت عبّر عن تصور معه حکم بالتصدیق اشارة الی انه المسمی بالتصدیق عند الامام، قوله ان التقسیم، ای المشہور، قوله وہو ای احد الامرین، قوله اما ان یکون قسم الشیئ، قال السید السند قدس سره العزیز قسم الشیئ ما کان مندرجا تحته واخص منه، وقسیم الشیئ ما کان مقابلا (مباینا) له ومندرجا معه تحت شیئ آخر (ای مقسم)، مثلا اذا قسمت الحیوان الی حیوان ناطق وحیوان غیر ناطق کان کل منہما قسما من الحیوان وقسیما للآخر، ومعنی کون قسم الشیئ قسیما له ان یکون ذلک الشیئ قسیما منه فی الواقع وقد جعلته انت قسیما له، ومعنی کون قسیم الشیئ قسما منه عکس ذلک (ای یکون ذلک الشیئ قسیما له فی الواقع وقد جعلته انت قسما منه، قوله قسیما له ای لذلک الشیئ، قوله وذلک، ای لزوم احد الامرین، قوله عن التصور مع الحکم، ای التصور الجامع للحکم کما ہو مذہب صاحب الکشف وتبعه المصنف، قوله والتصور مع الحکم قسم من التصور فی الواقع، لان المقید قسم من المطلق فی الواقع، قوله وقد جعل، ای التصور مع الحکم، قوله فی التقسیم ای المشہور، قوله قسیما له، ای للتصور المطلق، لانه قسم العلم فی التقسیم المشہور الی التصور والتصدیق الذی ہو تصور معه حکم، قوله وہو الامر الاول ای کون قسم الشیئ قسیما له ہو الامر الاول، قوله وان کان، ای التصدیق قوله عبارة عن الحکم، کما ہو مذہب الحکماء، قوله والحکم قسیم للتصور، لانه وقع فی کلامہم العلم اما تصور او حکم

قوله وقد جعل، ای الحکم الذی ہو التصدیق، قوله فی التقسیم، ای المشہور، قوله قسما من العلم، حیث
قیل العلم اما تصور او تصدیق، قوله فیکون قسیم الشئ، المراد من القسیم الحکم ومن الشئ التصور
قوله قسما منه، ای من الشئ، قوله وہو الامر الثانی، ای کون قسیم الشئ قسما منه الامر
الثانی، قوله الی التصور الساذج، ای جعل القسم الاول مقیدا بقید عدم الحکم، قوله فلا ورود له
ای لا یرد علی تفسیر المصؒ الاعتراض الوارد علی التقسیم المشہور، قوله لانا نختار، علة لقوله لا
ورود له، قال السید السند قدس سره ہذا الکلام یدل (۱) علی ان الاعتراض یتوجه (۲) علی تقسیم
المصؒ ایضا لکنه مندفع بالجواب الذی قرره الشارح رحمہ اللہ، واما علی التقسیم المشہور فہو وارد علیه
غیر مندفع عنه، قوله فقوله التصور مع الحکم آه، اعترض علیه بان قوله فقوله مبتدأ وما بعده مقول
القول وقوله قلنا خبره، والخبر یحمل علی المبتدأ وہٰہنا الحمل غیر جائز، اجاب عنه السیالکوتی
بان قوله قلنا لیس بخبر بل الخبر مقدر ای لا یرد وقوله قلنا جار مجری العلة للخبر المقدر وضع
موضع الخبر، فتقدیر العبارة فقوله التصور آه لا یرد حیث قلنا، واجاب عنه العصام بان قوله
قلنا خبره بتقدیر فی دفعه ای قلنا فی دفعه ہذا. وحاصل ما قال الشؒ انه ان قال قائل عدم ورود (مبتدا، شرط)
الاعتراض علی تقدیر اختیار ان التصدیق عبارة عن التصور مع الحکم غیر مسلم لان التصور مع الحکم (خبر)

(۱) حیث جعل عدم الورود مبنیا علی الاختیار، ۱۲

(۲) وقال عصام الدین فی معنی قول الشؒ فلا ورود له آه انه لا یتوجه الاعتراض علی تقسیم
المصؒ لانا نختار فی دفعه عن التقسیم المشہور — المراد بالتصدیق التصور مع الحکم مثلا، ۱۲

قسم من التصور فى الواقع وقد جعل (التصور مع الحكم) فى تقسيم المصنف قسيماله. فيلزم ان يكون
قسم الشئ قسيماله ـــ هذا هو الاعتراض قلنا فى دفعه ان اردتم آه قوله به، اى بقولكم التصور
مع الحكم قسم من التصور، قوله فظاهر، لان التصور مع الحكم ليس بقسم من التصور الساذج ـــ
المقيد بقيد عدم الحكم بل من التصور المطلق، قوله به، اى بقولكم التصور مع الحكم آه قوله والثانى
اى الوجه الثانى من وجهى ورود الاعتراض، قوله ان المراد، اى مراد القوم بالتصور الواقع فى
التقسيم المشهور، قوله اما الحضور الذهنى مطلقا، اى غير مقيد بقيد عدم الحكم، قوله فان عنى به ـــ
الحضور الذهنى مطلقا، بقرينة المقابلة بالتصديق، قوله انقسام الشئ، اى التصور، الى نفسه
اى التصور، قوله والى غيره اى التصديق، قوله امتنع اعتبار التصور فى التصديق، اى امتنع
القول بان التصديق عبارة عن التصور مع الحكم، قوله لان عدم الحكم رح آه، اى حين اذا عنى
بالتصور المقيد بعدم الحكم، قوله لكان عدم الحكم معتبرا فيه، يعنى ان عدم الحكم معتبر فى التصور
فلو كان هو معتبرا فى التصديق لكان عدم الحكم ايضا معتبرا فى التصديق لان المعتبر (عدم
الحكم) فى المعتبر (التصور) فى الشئ (التصديق) معتبر فى ذلك الشئ (التصديق)
قوله والحكم معتبر فيه ايضا، اى والحال ان الحكم معتبر فى التصديق ايضا، لانه عبارة عن التصورات
مع الحكم، قوله وانه محال، والمستلزم للمحال هو اعتبار التصور فى التصديق فكان ممتنعا،
قوله يطلق، اى على معنيين، قوله كما وقع التنبيه عليه، اى كما وقع التنبيه من الشارح على
اطلاق التصور على الحضور الذهنى مطلقا حيث قال واعلم ان مطلق التصور آه ثم اعلم ان
هذا الجواب الذى ذكره الشارح اما من جانب القوم او من جانب المصنف لتوهم ورود الاعتراض

التصور فى

الثانی علی کلامہ ایضًا، قولہ والمعتبر فی التصدیق لیس ہو الاول، ای التصور الساذج حتی
یلزم المحال، قولہ العلم اما بدیہی، فان قیل المقابل للنظری ہو الضروری لا البدیہی . فلم ذکر
الشارح البدیہی فی مقابلۃ النظری . قلت البدیہی بہذا المعنی الذی ذکرہ الشارح یعنی
مالم یتوقف حصولہ علی نظر وکسب مرادف للضروری فذکر البدیہی فی مقابلۃ النظری کذکر
الضروری، و قد یطلق الضروری علی المقدمات الاولیۃ وہی ما یجزم بہ العقل بمجرد تصور طرفیہ
والنسبۃ، نحو الکل اعظم من الجزء، قولہ وکسب، ای فکر، قولہ کتصور الحرارۃ والبرودۃ، مثالان
للتصور البدیہی فان ادراکہما حاصل لنا بحس اللمس بدون الاحتیاج الی نظر، قولہ وکا التصدیق
بان النفی آہ مثالان للتصدیق البدیہی، ان قلت قولہ لا یرتفعان غیر صحیح لانہما یرتفعان کما فی
صورۃ الشک، قلت المراد من الاثبات المثبت ومن النفی المنفی، قولہ کتصور العقل والنفس
مثالان للتصور النظری، قولہ وکا لتصدیق بان آہ مثال للتصدیق النظری فان تصدیق حدوث
العالم غیر حاصل لنا بدون ترتیب المقدمات، قولہ فاذا عرفت ہذا، ای معنی البدیہی والنظری
قولہ لیس کل واحد من کل واحد، اشارۃ الی ان اللام فی قول المص الکل عوض عن المضاف الیہ
المنکر وہو لفظ واحد، قولہ لما کان، اللام للتاکید وما نافیۃ، قولہ وہو باطل، ای عدم کون شیئ
من الاشیاء مجہولا لنا باطل، قولہ وفیہ نظر، ای فی الدلیل الذی بینہ لقولہ فانہ لو کان آہ قولہ لجواز
دلیل للنظر، قولہ من توجہ، بیان لقولہ شیئ آخر، قولہ الیہ، ای الی البدیہی کقولنا الکل اعظم
من الجزء، قولہ او الاحساس بہ، ای بالبدیہی، الاحساس ہو ادراک الشیئ باحدی الحواس
الخمسۃ الظاہرۃ، قولہ او الحدس، ہو سرعۃ الذہن من المبادی الی المطالب، کعلم النار بالدخان

قولہ الموقوف علیہ، الضمیر الواقع فی الموقوف راجع الی البدیہی والضمیر المجرور راجع الی الشئی ای الشئی الذی توقف البدیہی علیہ، قولہ فالبداہۃ لا تستلزم الحصول، بل تستلزم عدم التوقف علی النظر، قولہ لما احتجنا، کلمۃ ما نافیۃ، قولہ وہذا، ای عدم الاحتیاج، قولہ ضرورۃ، مفعول لہ لفاسد، قولہ ولا نظریا، عطف علی قولہ بدیہیا، ولا لتاکید النفی، قولہ فانہ، علۃ لقولہ لیس کل آہ، قولہ علی ما یتوقف علی ذلک الشئی، الضمیر المرفوع فی یتوقف راجع الی ما، قولہ اما بمرتبۃ، المراد مرتبۃ من التوقف، ای بتوقف واحد واذا توقف الشئی علی شئی بلا واسطۃ فقد توقف بمرتبۃ، ولیس المراد بقولہ بمرتبۃ بواسطۃ فانہ یخرج ح عن التعریف دور لا واسطۃ فی شئی من توقفیہ، ولا یساعدہ المثال الذی ذکرہ، والدور الذی لا واسطۃ فی شئی من توقفیہ یسمی دورا مصرحا، وما فی شئی من طرفیہ واسطۃ دورا مضمرا، والاول اظہر فسادا والثانی اخفی، قولہ یتوقف آ علی ب وبالعکس، ای یتوقف ب علی آ فآ موقوف علی ب الذی ہو موقوف علی آ وہذا التوقف بغیر واسطۃ، قولہ کما اذا یتوقف آ علی ب، فآ موقوف علی ج بواسطۃ ب وہو موقوف علی آ وہذا التوقف بواسطۃ، قولہ واللازم، ای الدور والتسلسل، قولہ فالملزوم، ای نظریۃ کل من التصور والتصدیق، قولہ مثلہ، ای مثل اللازم فی البطلان، قولہ فلانہ، الضمیر للشان، قولہ علی ذلک التقدیر، ای علی تقدیر نظریۃ الکل، قولہ حاولنا، ای قصدنا واردنا، قولہ منہما، ای من التصور والتصدیق، قولہ فلا بد ان تکون آہ لانہ نظری، قولہ بعلم آخر، وہو ایضا نظری، قولہ سلسلۃ الاکتساب، مرفوع علی انہ فاعل تذہب، قولہ وہو التسلسل، ای ذہاب سلسلۃ الاکتساب الی غیر النہایۃ ہو التسلسل، قولہ او تعود، ای ترجع سلسلۃ الاکتساب، قولہ اما بطریق الدور، ای اما امتناع التحصیل والاکتساب بطریق الدور

قولہ فلانہ، ای فلان الدور، قولہ وحصول بؔ، عطف علی حصول آؔ. قولہ کان حصول ب
سابقا علی حصول آؔ، لان حصول بؔ موقوف علیہ وحصول آؔ موقوف والموقوف علیہ یکون
سابقا علی الموقوف، قولہ وحصول آؔ سابقا علی حصول بؔ. لان حصول آؔ موقوف علیہ
فیکون سابقا علی حصول ب الذی ہو موقوف، قولہ والسابق (حصول آؔ) علی السابق
(حصول ب) علی الشیئ (حصول آؔ) سابق علی ذلک الشیئ، ثم اعلم ان قولہ والسابق مبتدأ
وقولہ علی السابق متعلق بہ وقولہ علی الشیئ متعلق بالسابق الثانی وقولہ سابق خبر المبتدأ
وقولہ علی ذلک الشیئ متعلق بالخبر، قولہ فیکون، تفریع علی قولہ والسابق علی آہ. قولہ واما
بطریق التسـ، عطف علی قولہ اما بطریق الدور، قولہ یتوقف ح، ای حین نظریۃ الکل،
قولہ علی استحضار، ای طلب حضور مالا نہایۃ فی الذہن مفصلۃ، قال عصام الدین الاستحضار
شائع فی استرجاع الصورۃ التی کانت فی النفس وغابت عنہا، وقد یراد بہ الاستحصال
وقال فی حاشیۃ میر ابو البقاء نقلا عن السیالکوتی، الاستحضار ہو الادراک من غیر
تجشم کسب جدید، قولہ والموقوف علی المحال، وہو ہ حصول العلم المطلوب قولہ محال، ای بالغیر
فلا یکون واقعا مع انہ واقع، قولہ ان عنیتم بقولکم، القول مصدر مضاف الی الفاعل ومفعولہ
قولہ حصول العلم الی قولہ مالا نہایۃ لہ، وقولہ انہ یتوقف آہ مفعول عنیتم. قولہ علی ذلک التقدیر
ای علی تقدیر نظریۃ الکل، قولہ دفعۃ واحدۃ، فی زمان واحد، قولہ فلا نم انہ، الضمیر للشان، قولہ فان
الامور، سند المنع الذی ذکرہ بقولہ فلا نم آہ قولہ معدات لحصول، جمع معد علی صیغۃ اسم
الفاعل من الاعداد بمعنی التہیئۃ، (تیار کرنا) قولہ والمعدات لیس من لوازمہا، لان المعد

بہو ما یوجب الاستعداد وبہو ینعدم لبعد ایجاب الاستعداد، کما ان فی الدم استعداد الایجاب
اللحم ولبعد ایجابہ ینعدم الدم. واذا صارت الامور الغیر المتناہیۃ معدات لحصول المطلوب
والمعدات لایلزم اجتماعہا فی الوجود مع المطلوب کالخطوات فانہا معدات للوصول الی المقصد
لکنہا لا تجتمع فی الوجود مع المقصود بل لبعد الوصول الی المقصود تنعدم وکذا یکون السابق
معدا لوجود اللاحق ولبعد وجودہ ینعدم السابق فلم یلزم استحضار الامور الغیر المتناہیۃ فی زمان
واحد فلا یلزم التسلسل۔ قولہ وان عنیتم، عطف علی قولہ ان عنیتم۔ قولہ بہ، ای بقولکم المذکور
فیما قبل۔ قولہ انہ، ای المطلوب۔ قولہ فمسلم، ای فالتوقف مسلم۔ قولہ یستحیل ذلک، ای استحضار
الامور الغیر المتناہیۃ۔ قولہ حادثۃ، ای مسبوقۃ بالعدم فانہا اذا کانت حادثۃ کانت فی ازمنۃ
متناہیۃ واستحضار امور غیر متناہیۃ فی ازمنۃ متناہیۃ محال۔ قولہ فی الازمنۃ الغیر المتناہیۃ
متعلق بیحصل۔ قولہ فنقول، ای فی الجواب، جواب باختیار الشق الثانی من الترديد وہو الذی
ذکرہ بقولہ وان عنیتم بہ آہ قولہ ہذا الدلیل، ای الدلیل علی ان الحصول لطریق التسلسل ممتنع
وہو لزوم استحضار الامور الغیر المتناہیۃ۔ قولہ وقد برہن علیہ، ای علی حدوث النفس
فی فن الحکمۃ، قال فی الحاشیۃ حاصل ما فی الحکمۃ ان النفس محتاجۃ الی البدن والا لما تعلقت
والبدن مسبوق بالمادۃ فلا بد ان تکون حادثۃ، وقال مولانا عبد الحی فی حاشیۃ ملا جلال
قد اختلف المذاہب فقیل ان النفوس حادثۃ بحدوث الابدان بان القدوس الحق اذا اراد ان
یخرج شخصا من بقعۃ العدم الی حیز الوجود خلق نفسا لہ، وقیل انہا قدیمۃ موجودۃ من الازل
غیر متناہیۃ فاذا اراد الخالق خلق الانسان ادخل نفسا من النفوس الموجودۃ فی بدنہ، وقیل انہا

قدیمۃ علی سبیل التناسخ بان النفس الموجودۃ فی بدن زید تنتقل الی بدن عمرو اذا مات وہکذا۔

قولہ فالاقسام منحصرۃ فیہا۔ ای فی الثلثۃ المذکورۃ، قولہ القسمان الاولان، ای کون جمیع التصورات والتصدیقات بدیہیا وکونہا نظریا، قولہ وہو، ای القسم الثالث، قولہ من کل منہما، ای من التصور والتصدیق، قولہ والنظری یمکن تحصیلہ، ان قیل عبارۃ المق‌ؒ "یحصل منہ بالفکر" ظاہر فی الفعلیۃ یعنی یحصل منہ بالفعل فلم فسرہا الشؒ بالامکان حیث قال یمکن تحصیلہ، قلنا فسرہ بالامکان دفعا لما یتوجہ من ان ابطال نظریۃ الکل وبداہۃ الکل لا یستلزم الانظریۃ البعض لاحصولہا لان النظری وان کان من قسم العلم الممکن حصولہ لکنہ لیس مستلزما للحصول، والیقؒ فیہ اشارۃ الی ان اثبات الاحتیاج الی المنطق یکفیہ امکان التحصیل لا التحصیل بالفعل، قولہ لان من علم، علۃ لقولہ یمکن تحصیلہ آہ فان قلت لم اورد الشؒ الدلیل علی اکتساب التصدیقات بقولہ لان من آہ ولم یذکر الدلیل علی اکتساب التصورات مع ان الاکتساب جار فیہا ایضؒ، قلت (۱) وجہ ایراد الدلیل علی الاول انہ امر محقق بعد ایراد الدلیل لا ینبغی لاحد ان یشک فیہ، بخلاف التصورات فان اکتسابہا بعد ایراد الدلیل لا یخلو عن وصمۃ شبہۃ کیف وقد ذہب الامام الی ان التصورات کلہا بدیہیۃ لا یجری فیہا اکتساب، قولہ لزوم امر، کنار مثلا، قولہ لاخر، کدخان مثلا، قولہ وجود الملزوم، ای الدخان، قولہ حصل لہ، الضمیر راجع الی من، قولہ وہما، ای العلمان السابقان، قولہ العلم بالملازمۃ، ای بین

---

(۱) یعنی لیس اقتصارہ علی دلیل اکتساب التصدیقات لاجل انتفائہ فی التصورات بل لان البیان فی التصورات یحتاج الی کشف شبہۃ یطول الکلام بذکرہا ولا یلیق بحال المبتدی ایرادہا، ۱۲

رافتخار

النار والدخان، قوله العلم بوجود، فاعل لقوله حصل، قوله بالضرورة، متعلق بقوله حصل له، والمقصود منه ان کون العلم بوجود اللازم حاصلا من العلمین معلوم لنا بالضرورة فافادة النظر للعلم معلوم بالضرورة ولا یحتاج الی نظر آخر حتی یلزم الدور او التسلسل المانعان عن الاکتساب، قوله لان حصوله، ای حصول العلم الثالث قوله للتادی الی المجهول، غایة للترتیب والمراد بالتادی الی المجهول وصول العقل الی معنی التصور والتصدیق قوله کما اذا حاولنا، ای کترتیب حاصل اذا حاولنا فهو تمثیل للفکر بقسمیه او کالاکتساب حاصل اذا حاولنا فهو تمثیل لقسمی الاکتساب، والاول اظهر، ومعنی حاولنا قصدنا واردنا، وهو شرط وجزائه قوله رتبناها، قوله بان قدمنا الحیوان، لانه الاعم الاشهر وتقدیمه اولی، قوله حتی یتادی الذهن منه، ای یصل الذهن من ذلک الترتیب، او من تصور الحیوان والناطق، قوله ووسطنا، علی صیغة المتکلم من الماضی المعلوم من التوسیط بمعنی جعل الشیئ فی الوسط، ای وضعنا المتغیر الذی هو الحد الاوسط بین آه قولہ بین طرفی المطلوب، ای الموضوع والمحمول، قوله جعل کل شیئ فی مرتبته، قیل علیه ان الضمیر فی مرتبته ان عاد الی کل لزم (۱) ان یکون کل شیئ فی مرتبة کل شیئ فیکون الشیئ موضوعا فی مرتبته ومرتبة ما سواه وهو لا یصح، وان عاد الی شیئ لزم (۲) ان یکون جمیع الافراد موضوعة فی مرتبة شیئ واحد. واجیب بان الضمیر راجع الی الکل واضافة المرتبة الی الضمیر للاستغراق والمعنی وضع الاشیاء فی مراتبها ومقابلة الجمع بالجمع یقتضی القسمة علی الآحاد فکانه قیل وضع هذا الشیئ فی

---

(۱) لانه علی هذا التقدیر یکون الترتیب وضع کل واحد من الاشیاء فی موضع کل واحد، ۱۲

(۲) لانه علی هذا یکون المعنی وضع کل شیئ موضع شیئ ما ای شیئ کان، ۱۲

بهذه الرتبة ووضع ذلک فی تلک الی غیر ذلک، واجاب عنه السیالکوتی فی حواشی المطول
بان العموم المستفاد من لفظ کل یعتبر بعد ارجاع ضمیر مرتبته الی شئی، واجاب العصام
فی حواشیه علی الکتاب بان التعریف اجمال مفصلات لاتخفی فان المراد ان ترتیب الحیوان
الناطق وضع الحیوان فی مرتبته ووضع الناطق فی مرتبته وهکذا فالخلل المتوهم ناشی من الاجمال
یدفعه ملاحظة التفصیل الذی هو المقصود والاجمال فی مقام ضبط التفصیل من متعارفات اللغة والعرف
من غیر مبالاة بتوهم الخلل لظهور المقصود، قوله جعل الاشیاء المتعددة، قیل فی توصیف الاشیاء
بالمتعددة تنبیه علی ان المراد بالجمع مجرد التعدد، ثم اعلم ان الشارح رحمه الله بین المعنیین
للترتیب اللغوی والاصطلاحی ولم یعین ان ایهما مراد اشعارا بانه یمکن ان تحمل علی ایهما
شئت، قوله اسم الواحد، ای الاسم الذی هو الواحد فاضافة الاسم الی الواحد بیانیة فان
الشائع فی اضافة الاسم واللفظ الی مابعدهما هی الاضافة البیانیة، قوله ویکون لبعضها آه ای
لبعض الاسماء، قال السید السند قدس سره هذا داخل فی مفهوم الترتیب اصطلاحا، ومناسب
للمعنی اللغوی (ای للترتیب) واما التالیف فهو جعل الاشیاء المتعددة بحیث یطلق علیها
اسم الواحد، ولم یعتبر فی مفهومه النسبة بالتقدم والتاخر، والترکیب یرادف التالیف،
قوله والمراد بالامور، جواب سوال مقدر تقریره ان ذکر الامور بلفظ الجمع غیر صحیح لان الترتیب
قد یکون من امرین والامور جمع واقل افراده ثلثة، فعلی هذا یخرج عن تعریف الفکر الترتیب من
امرین، فاجاب بقوله والمراد آه، قوله مافوق الواحد، اذ لاترتیب فی الواحد، ولما کان هذا (ارادة
مافوق الواحد بالجمع) من قبیل استعمال المجاز ویجب التحرز عنه عقبه بما یدفعه من قوله وکذلک

كل جمع آه ووجه الدفع ان ہذا المعنى المجازی صار حقیقة عرفیة فلیس استعمالہ فی التعریفات فی ہذا
الفن من قبیل استعمال المجاز، قولہ وکذلک کل جمع، ای کل جمع وقع فی تعاریف ہذا الفن یراد
بہ مافوق الواحد غالبا، قولہ فصاعدا، قال العلامة عبد العزیز الفرہاروی قدس سرہ فی النبراس
قیل الفاء بمعنی او والفاعل بمعنی المصدر والمعنی اَوْاَصْعَدُ صعودا، قولہ وبالمعلومة، ای والمراد بالمعلومة
الواقعة فی تعریف الفکر، قولہ الحاصلة، یعنی لیس المراد بالعلم الیقین، اعلم ان الاعتقاد ان
لم یبلغ الی حد الجزم بمعنی انتفاء احتمال الجانب المخالف یسمی ظنا فہو قسم من التصدیق، وان
بلغ الی ذلک الحد فاما ان لایطابق الواقع یسمی جہلا مرکبا اویطابق الواقع فاما ان یزول
بامر (وہو تشکیک المشکک) فیسمی تقلیدا اولا یزول فیسمی یقینا، فالیقین ہو الاعتقاد
الجازم الثابت المطابق للواقع، قولہ وہی، ای الامور الحاصلة، قولہ من الیقینیات، بیان لقولہ
التصدیقیة، قولہ فان الفکر کما یجری، علة للتناول، فان قلت جریان الفکر فی التصدیقات محقق لا
شبہة فیہ بخلاف جریانہ فی التصورات فکان ینبغی ان یجعل الاول مشبہا بہ دون الثانی،
لان قاعدة التشبیہ ان یکون المشبہ بہ اقوی من المشبہ، قلت ہذا التشبیہ مقلوب وانما اتی بہ مبالغة
فی جریان الفکر فی التصورات، ہذا جواب العصام، واجاب عنہ السیالکوتی بان الکاف فی قولہ کما لیس
للتشبیہ بل لمجرد اقتران الفعلین فی الوجود علی ما فی الرضی، وقدم الجریان فی التصور اہتماما لشانہ
قولہ فی الیقینی، ای فی التصدیق الیقینی وکذا فی قولہ الظنی والجہلی، قولہ اما الفکر، ای اما جریان الفکر آہ
وکذا فیما بعدہ، قولہ الیقینی، صفة للتصدیق فقط، لان الیقین من مراتب التصدیق، قولہ ہذا الحائط
ینتشر منہ التراب، کل من مقدمتی ہذا القیاس تحتمل ان تکون ظنیة وان تکون صغراہ یقینیة وکبراہ

ظنية، قوله فهذا الحائط ينهدم، بهذه النتيجة ظنية فان القياس الظنى ينتج ظنية، قوله العالم، اى ما سوى
الله تعالى، قوله مستغن عن المؤثر (١) اى الصانع فان التاثير اما فى حال الوجود وهو تحصيل الحاصل
او فى حال العدم وهو جمع للنقيضين، والتحقيق ان التاثير فى حال الوجود الحاصل بذلك التاثير
فلا يلزم الا تحصيل الحاصل بذلك التاثير ولا قباحة فيه، وانما المحذور تحصيل الحاصل بتاثير آخر، من شرح
المرقاة للمحقق الخير آبادى قدس سره، قال العلامة الگنگوهى فى حاشية شرح التهذيب وهذا
القياس (العالم مستغن آه) فاسد لفساد مادته بكذب الصغرى المذكور فيه ومن المنطق صحة
المادة والصورة جميعا، قوله فالعالم قديم، بهذه النتيجة جهلية فان القياس الذى مقدمته جهلية نتيجته
جهلية، قوله العلم من الالفاظ المشتركة، ولما كان العلم مشتركا كان المعلوم ايضاً مشتركا فان
اشتراك المبدأ يفضى الى اشتراك المشتق، قوله على الحصول العقلى، اى على حصول صورة
الشئ فى العقل، قوله وهو، اى الاعتقاد الجازم الذى هو المعنى الثانى للعلم، قوله اخصّ من الاول
اى من المعنى الاول للعلم وهو الحصول العقلى، لأنّ المعنى الثانى قسم من التصديق الذى هو قسم
من العلم بالمعنى الاول، قوله المذكور فى التعريف اى تعريف النظر، قوله فانه، اى فان المصنف
لم يفسر العلم فى هذا الكتاب (الرسالة الشمسية) الا بالحصول العقلى، يعنى ان المصنف لم يفسر العلم
فى هذا الكتاب قبل تعريف الفكر الا بالحصول العقلى فهو السابق الى فهم المتعلم، فلا يرد ان عدم
الذكر فى الكتاب ليس قرينة للمتعلم، قوله وانما اعتبر اى المصنف الجهل فى المطلوب، اى

(١) كبرى هذا القياس يقينية، وانما اتى الجهل من قبل الصغرى، ١٢.

لم يكتف بان يقول للتادى الى امر تنبيها على انه لابد ان يكون المطلوب مجهولا من وجه ومعلوما من وجه اذ لو كان معلوما من الوجه الذى يطلب لكان تحصيل الحاصل ولا يتصور من العاقل، ولو لم يكن معلوما من وجه لكان طلبا للمجهول المطلق، قوله حيث قال، علة لقوله اعتبر فحيث تعليلية، قوله لاستحالة، متعلق بقوله اعتبر، قوله وهو اعم، اى المجهول اعم، قوله واما المجهول التصورى، يعنى (١) ان طريق اكتساب التصور من التصورات وطريق اكتساب التصديق من التصديقات معلوما ن واما طريق اكتساب التصورات من التصديقات وبالعكس فمما لم يتحقق وجوده وان لم يقم برهان الِفُّ على خلافه، قوله ومن لطائف هذا التعريف، اى تعريف الفكر المذكور بقوله ترتيب امور آه اشار بادخال من التبعيضية على لطائف الى ان للتعريف لطائف اخرى سوى ما ذكر، منها الاشارة بكلمة واحدة وهى الترتيب الى العلل الاربع، ومنها ذكر المتقابلين (اى العلم والجهل) فى التعريف، قوله انه مشتمل، اشتمال التعريف على العلل الاربع يوجب تكميل ما هو الغرض من التعريف وهو امتياز المعرف وايضاحه لانه لا اتضاح فوق ان يعرف

(١) دفع دخل مقدر، تقريره ان حكم الشارح بان المجهول التصورى اكتسابه من الامور التصورية، والمجهول التصديقى اكتسابه من الامور التصديقية ممنوع لم لا يجوز ان يكون اكتساب المجهول التصورى من التصديقات واكتساب المجهول التصديقى من التصورات، وحاصل الدفع ان المراد بقوله فاكتسابه من الامور التصورية ان هذا الاكتساب معلوم واقعا قطعا لا انه واجب. وكذا فى قوله فى الامور التصديقية، ١٢

ان الشيء من اى شيء ركب وما الذي ركبه ولاجل اى شيء ركب، قوله على العلل الاربع
وهي العلة الفاعلية والعلة المادية والعلة الصورية والعلة الغائية، الفاعلية هي التي يصدر منها
المعلول، كالفاعل للكوز، والمادية هي التي يتركب منها المعلول كالطين للكوز، والصورية
هي التي تكون جزء من المعلول لكن يجب بها ان يكون المعلول موجودا بالفعل، كالصورة للكوز
والغائية هي التي لاجلها وجود الفعل، كالغرض المطلوب من الكوز، قوله بالمطابقة، متعلق باشارة
اى بالدلالة المطابقي، يعني ان دلالة الترتيب على العلة الصورية مطابقي لا التزامي، اعترض عليه
العلامة التفتازاني بان صورة الفكر كما اعترفت به ايها الشارح بقولك فان صورة الفكر آه
هي الهيئة الاجتماعية ولا شك ان تلك الهيئة ليست نفس الترتيب لان الترتيب
من مقولة الفعل والهيئة الاجتماعية من مقولة الكيف وهما متباينان بل هي معلولة له، فيكون
دلالة الترتيب على تلك الهيئة التزامية للزوم المعلول (الهيئة الاجتماعية) للعلة (الترتيب)
كما ان دلالة الترتيب على المرتب الذي هو فاعله التزامية، واجاب عنه السيد السند قدس سره
بان دلالة الترتيب على الهيئة الاجتماعية التي هي معلولة للترتيب اظهر من دلالته على المرتب
الذي هو فاعله لان دلالة العلة (الترتيب) على معلولها (الهيئة) اقوى واظهر من دلالة المعلول
(الترتيب) على العلة (المرتب) لان العلة المعينة تدل على معلول معين والمعلول المعين لا يدل
الا على علة ما، فاراد الشـ التنبيه على ذلك فعبر بالمطابقة على معنى ان دلالة الترتيب على الهيئة
كالمطابقة في الظهور، ومحصل الجواب ان دلالة الترتيب على الهيئة التي هي معلولة له ايضا بالالتزام
الا ان الشارح عبر عنها بالمطابقة للتنبيه على تينك الدلالتين الالتزاميتين (دلالة الترتيب

على الهيئة ودلالة الترتيب على المرتب / احدهما اظهر من الاخرى، واجاب البعض عنه بان معنى

الكلام الترتيب اشارة الى العلة الصورية بواسطة المعنى المطابق للترتيب وهو جعل الاشياء

المتعددة آه، قوله في اجتماعها، اى اجتماع تلك الاجزاء، وهو متعلق بقوله الحاصلة، قوله والى

العلة الفاعلية عطف على قوله الى العلة الصورية، اى والترتيب اشارة الى العلة الفاعلية

قوله وهى القوة العاقلة، الضمير اما راجع الى المرتب و تانيثه باعتبار ان المرتب متحد مع القوة العاقلة

او راجع الى العلة الفاعلية، اورد عليه ان القوة العاقلة آلة لا فاعل والفاعل هو النفس، اجيب

بان المراد بالقوة العاقلة النفس لا ما يقابل القوة العاملة، قال العصام كان الشارح استفاد ذلك

التعيين من رسم المنطق حيث ذكر فيه تعصم مراعاتها الذهن عن الخطأ في الفكر فان المخطئ في

شيئ لا يكون الا فاعله، قوله كالنجار، اى هو علة فاعلية للسرير، جعل الشارح النجار علة فاعلية

للسرير بناء على ما يتبادر الى الاوهام العامية وهذا مما يكتفى به في التوضيح لانه مما يقنع به المتعلم

والا فالتحقيق خلاف ذلك، قوله كقطع، بكسر القاف و فتح الطاء جمع قطعة بمعنى پاره. ريزه،

قوله الخشب، بفتح الخاء والشين بمعنى چوب، قوله للسرير، اى قطع الخشب علة مادية للسرير

قوله و ذلك الترتيب اى الفكر، فسر الترتيب بالفكر مع انه على خلاف الترتيب المصيب لانه

انسب بقوله يحصل بالفكر وبقوله في مقتضى افكارهم، قوله في مقتضى افكارهم، على صيغة اسم المفعول اى

الذى يقتضيه افكار العقلاء، قوله فمن واحد، تفصيل لمناقضة العقلاء فلذا قدم الجار والمجرور على متعلقه

اعترض العصام على الشارح بان الاولى ان يقول فواحد بدون من، واجاب عنه السيالكوتي بان

الشارح زاد كلمة من ولم يقل فواحد لان المقصود بالذات بيان مناقضة مقتضى افكار العقلاء دون تفصيل

العقلاء، قوله بل الانسان الواحد يناقض نفسه فی وقتین، فان العاقل المفکر اذا فتش من احواله
وجد انه یعتقد امورا متناقضة بحسب اوقات مختلفة، ای یفکر فی وقت ویعتقد حکما ثم یفکر فی
وقت آخر ویعتقد حکما آخر مناقضا للحکم الاول، قال السید السند انما قال بل الانسان الواحد یناقض آه
لانه اظهر لان اطلاع الشخص علی حاله اظهر من اطلاعه علی حال غیره، ان قلت لا یلزم من الدلیل
الذی ذکره الشارح بقوله لان بعض العقلاء آه الا ثبوت الخطأ فی الافکار الکاسبة للتصدیقات
والمقصود هو ثبوت الخطأ فی الافکار الکاسبة للتصور والتصدیق لیثبت الاحتیاج الی قسمی الکتاب
قلت اقتصر الشارح علی بیان الخطأ فی الافکار الکاسبة للتصدیقات لعدم ظهور ذلک الخطأ فی
التصورات کما سبق من ان التصورات کلها بدیهیة عند الامام، قوله فقد یفکر، من التفکیر بمعنی فکر
کردن، وضمیره راجع الی الانسان، قوله وینساق فکره، الانسیاق روان شدن قوله والالزم
اجتماع النقیضین، ای حدوث العالم وقدمه، لایقال لابد فی التناقض من الاختلاف بالایجاب و
السلب وذلک غیر متحقق بین قولنا العالم حادث وبین قولنا العالم قدیم، لانا نقول العالم حادث
فی قوة قولنا العالم لیس بقدیم، کذا قیل ولا یخفی ما فی هذا الجواب من التکلف، والصحیح ان المراد من
التناقض ه‍ التنافی فی نفس الامر، وعلی ما قلنا لا یرد ان شرط التناقض اتحاد الزمان، والفکران فی
وقتین فاتحاد الزمان مفقود بینهما، قوله فمست الحاجة تفریع علی قوله فلا یکون کل فکر صوابا،
قوله من ضروریاتهما، ای من ضروریات التصوریة والتصدیقیة، قوله والاحاطة، عطف تفسیری لمعرفة
طرق، والمراد بها هو العلم بانها صحیح وانها فاسدة، والظاهر من کلامه ان المراد بالطرق ما یعم المادة و
الصورة، ولا یبعد ان یراد بالطرق المواد وبالافکار الصورة کما یقتضی قوله الواقعة فیها وتفسیر الفکر

بالترتیب، و ح لا یکون عطفا تفسیریا، قوله یعرف منه، ای من ذلک القانون، قوله وای فکر صحیح عطف علی قوله کل نظری، ای یعرف منه ان ای فکر صحیح وای فکر فاسد، قال السید السند للفکر مادة وہی الامور المعلومة وصورة ہی الہیئة الاجتماعیة اللازمة للترتیب فاذا صحت تلک المادة والصورة کان الفکر صحیحا واذا فسدتا کان الفکر فاسدا او فسدت احدہما کان الفکر فاسدا غیر مستلزم للمط، ثم لما ورد مسلمنا انہ لا بد من قانون عاصم لکن یجوز ان یکون ذلک القانون غیر المنطق من العلوم اجاب عنہ بقولہ و ذلک القانون ہو آہ قولہ لان ظہور القوة النطقیة، قال السید النطق (١) یطلق علی النطق الظاہری وہو التکلم وعلی النطق الباطنی وہو ادراک المعقولات (٢) وہذا الفن یقوی الاول ویسلک بالثانی مسلک السداد فبہذا الفن یقوی ویظہر کلا معنی النطق للنفس الانسانیة المسماة بالناطقة فاشتق لہ اسم من النطق، قولہ و یسموہ، ای رسم اہل المیزان المنطق، ان قیل ما مر من قولہ قانون یفید معرفة آہ تعریف للمنطق

---

(١) یعنی ان النطق فی کلام الشارح یمکن حملہ علی احد ہذین الوجہین، ١٢

(٢) ای الامور الغائبة عن الحواس، ١٢

(٣) وفی عطف یظہر علی یقوی اشارة الی ان الظہور فی الشرح بمعنی دست یافتن علی ما فی الشارح. وفی التعبیر بالنفس الانسانیة اشارة الی ان القوة النطقیة عبارة عن النفس، وفی التوصیف بقولہ المسماة بالناطقة اشارة الی وجہ تعبیر النفس بالقوة النطقیة فان النسبة المذکورة لیشیر الی کونہا مبدأ النطق وہو معنی القوة النطقیة، ١٢

فلا حاجة الى تعريفه ثانيا بقوله آلة آه. اجيب بان ما مر تعريف للمنطق بالنظر الى نفسه انه علم من
العلوم، وهذا تعريف له بالقياس الى غيره من العلوم وفيه تنبيه على انه علم في نفسه، والظاهر ان يقال في الجواب
لما كان بيان ماهية المنطق جزء مستقلا للمقدمة اورد الرسم بالاستقلال ثانيا وما اكتفى على ما قال
اولا. قوله مراعاتها، وهي عبارة عن اعمال الطبيعة على طبق ذلك القانون. قوله بين الفاعل ومنفعله
عمل دادن
اي منفعل ذلك الفاعل، الفاعل بمعنى اثر كننده والمنفعل بمعنى اثر قبول كننده. قوله في وصول اثره
اليه، اي اثر الفاعل الى المنفعل، قوله كالمنشار، بكسر الميم بمعنى آره وهو آلة للنجار فانه واسطة في
وصول اثر النجار الذي هو الفاعل الى الخشب الذي هو المنفعل. قوله فالقيد الاخير، جواب سوال وارد
على تعريف الآلة بانه ينتقض بالعلة المتوسطة فانها واسطة بين الفاعل ومنفعله، وتقرير الجواب ان
القيد الاخير في تعريف الآلة وهو قوله في وصول اثره اليه يخرج العلة المتوسطة، ولما كان اخراج العلة
المتوسطة عن تعريف الآلة يتوقف على دخولها فيما سوى القيد الاخير من التعريف اشار اليه
بقوله فانها واسطة، قوله ومنفعلها، الضمير اما راجع الى الفاعل وتانيثه بتاويل الفاعل بالعلة او راجع الى
العلة المتوسطة. قوله بالواسطة، اي بواسطة علة الشيء. قوله فان آه. ايضاح لقوله اذ علة. قوله الا
انها، استدراك من قوله فانها واسطة. قوله بينهما، اي بين الفاعل ومنفعله. قوله لان اثر
العلة، علة لقوله ليست بواسطة. قال السيد السند في حواشيه انا اذا فرضنا ان آ مثلا اوجد
ب وب اوجد ج فلا شك ان آ له مدخل ما في وجود ج ـ وليس ذلك الا لكونه فاعلا
له اذ لا يمكن وجود ج الا بان يصير فاعلا لب لكنه فاعل بعيد بسبب العلة المتوسطة لم يصل
تخلل بينه وبين منفعله فاعل قريب،
اثره الى ج فيكون ج ايضا (اي كما ان ب منفعل له) منفعلا له بعيدا، فيصدق على ب ج انه واسطة

بين الفاعل (آ) ومنفعله (ج) في الجملة، قوله لا يصل الى المعلول، لما عرفت من ان المعلول (ج)
صادر من المتوسطة (ب) دون البعيدة (آ) قوله فضلا عن ان يتوسط، يعني ان التوسط في
الوصول فرع تحقق الوصول فاذا انتفى الاصل (تحقق الوصول) انتفى الفرع (التوسط في الوصول)
بالطريق الاولى، ثم اعلم ان قوله فضلا مفعول مطلق للفعل المقدر اي فضل بمعنى زاد وبقي، قوله في
ذلك، اي الوصول، قوله وانما الواصل اليه، اي الى المعلول، قوله لانه الصادر منها، قال السيالكوتي
رحمه الله اي المعلول معلوم الاتصاف بالصدور من المتوسطة لكون المعلول اثرها، والمتوسطة معلومة
الاتصاف بالصدور من البعيدة لكون المتوسطة اثر البعيدة ومعلوم ان الشيء الواحد (المعلول مثلا)
لا يتصف بالصدورين (الصدور من المتوسطة والصدور من البعيدة) فثبت ان الواصل الى المعلول
اثر المتوسطة دون البعيدة، وخلاصة كلامه ان المعلول منفعل البعيدة لكون البعيدة فاعله وليس
المعلول صادرا عنها فلم يصل اثر البعيدة الى المعلول قوله والقانون، هو في السريانية اسم للمسطر
فقيل يحتمل مسطر الكتابة والجدول، وفي الاصطلاح ما ذكره بقوله امر كلي آه والمناسبة بين المعنى اللغوي
والاصطلاحي ان كل واحد منهما شيء واحد يتوصل به الى الاشياء المتعددة والامور المتفرقة، قوله امر كلي
اي قضية كلية، قوله على جميع جزئياته، العبارة محمولة على حذف المضاف من قوله جزئيات وهو الاحكام
بالقرينة قوله ليتعرف احكامها، والمضاف اليه للجزئيات الخ وهو موضوع بالقرينة انه ليس للقضية
جزئيات وانما هي للموضوع، فتقدير العبارة على جميع احكام جزئيات موضوعه، قوله ليتعرف، في بعض
النسخ يتعرف بدون اللام فهو جملة لا محل لها من الاعراب وفي بعضها باللام وهي للعاقبة لا للتعليل
وفي ايراد صيغة التفعل (يتعرف) اشارة الى ان تلك المعرفة حاصلة بالمشقة، فان من خواص التفعل

قوله وانما كان المنطق آلة، اى انما ذكر فى رسمه آلة آه قوله بين القوة العاقلة، اى النفس الناطقة، قوله وبين المطالب الكسبية، اى المجهولات التصورية والتصديقية التى يتعلق بها الكسب يعنى ان المنطق يكون واسطة بين النفس الناطقة وبين المجهولات وقت تحصيل المجهولات، قوله على سائر جزئياتها. اى جميعها. فالسائر بمعنى الجميع، وضمير جزئياتها راجع الى المسائل، قوله عرفنا منه، الضمير راجع الى المصدر المفهوم من عرفنا قوله لا شيئ من الانسان آه هذه القضية سالبة ضرورية، قوله لا شيئ من الحجر آه هذه القضية سالبة دائمة، قوله وانما قال تعصم، غرضه بيان فائدة زيادة قيد المراعاة، يعنى لم يقل تعصم الذهن بل زاد مراعاتها، قال العصام الذهن (اى الواقع فى رسم المنطق) اما مرفوع على انه فاعل للمراعاة المضافة الى المفعول الذى هو الضمير او منصوب على انه مفعول تعصم فالتركيب على تنازع العاملين يعنى ان العاملين الذين هما تعصم ومراعاة تنازعا فى الذهن يقتضى الاول ان يكون مفعوله والثانى ان يكون فاعله، قوله لان المنطق ليس نفسه تعصم، يعنى ان نفس المنطق ليست بكافية فى العصمة عن الخطأ فى الفكر بل لا بد من مراعاة قوانينه، واختار المحقق الدوانى فى حواشيه على تهذيب المنطق والمولوى عبد الحى فى حواشيه على تلك الحواشى ان العاصم عن الخطأ نفس المنطق والمراعاة شرط قوله اصلا، مفعول فيه لقوله لم يعرض لانه بمعنى فى جميع الاوقات، قوله وليس كذلك، اى ليس الامر فى الواقع كذلك اى عدم عروض الخطأ للمنطق اصلا، قوله فانه ربما، دليل لقوله وليس كذلك، قوله يخطئ لاهمال الآلة، اى يخطئ المنطقى بسبب اهماله المنطق وتركه مراعاته،،،

قوله فالآلة بمنزلة الجنس، لان الآلة عرض عام للمنطق يطلق على المنطق وعلى غيره من الآلات، ـــ

وانما قال بمنزلة الجنس ولم يقل فالآلة جنس لان اطلاق الجنس والفصل فى الحقائق الموجودة فى الخارج
كثير غالب وفى المفهومات الاعتبارية قليل نادر. فان تحقق الجنس فى الاعتباريات مبنى على الاعتبا
فلا يعلم ان الجنس فيها فى الحقيقة ماذا، والمتبادر من الجنس الجنس الحقيقى، من حاشية نور الانوار،
قوله يخرج الآلات الجزئية، كالمنشار مثلا لان المنطق آلة كلية فيخرج عن تعريفه ماليس منه من
الآلات الجزئية، قوله لارباب الصنائع، كالنجار مثلا، قوله بل فى المقال، اى بل تعصم الذهن عن
الضلال الواقع فى المقال، قوله لان كونه آلة عارض من عوارضه، اى لان كون المنطق آلة عارض
من عوارضه يعنى ان الآلة عرض للمنطق وليس بذاتى له والتعريف بالعرض رسم لاحد، اورد عليه
بانه صرح المصؒ فى مباحث القول الشارح بانه لايجوز التعريف بالعرض العام مع الخاصة او مع
الفصل، اقول يدفع ذلك الايراد قول المصؒ ورسموه اعنى هذا رسم على طور القدماء فانهم جوزوا
التعريف بالعرض العام، قوله ورسموه، اى فى تعريف المنطق بقوله ورسموه دون حدوه، قوله حقيقة
كل علم، الحقيقة بمعنى ما به الشئ هو هو، فان قلت ان الشارح قال ؒ حقيقة كل علم مسائله
وسيصرح ان العلم هو التصديق بالمسائل فبين كلاميه تدافع، قلت اجاب عنه السيد السند
قدس سره بان اسماء العلوم المخصوصة كالمنطق والنحو والفقه وغيرها تطلق تارة على المعلومات المخصوصة
اى المسائل فيقال مثلا فلان يعلم النحو اى يعلم تلك المعلومات المخصوصة، وتطلق تارة اخرى على
العلم بالمعلومات المخصوصة اى التصديق بالمسائل وهو ظاهر (فان هذا الاطلاق اكثر وشائع
بالقياس الى الاول ولهذا اليق فى تعريف كل علم علم باصول وان كان الاطلاق الاول ايضا حقيقة
عرفية) فعلى الاطلاق الاول حقيقة كل علم مسائله كما ذكره اولا. وعلى الاطلاق الثانى حقيقة

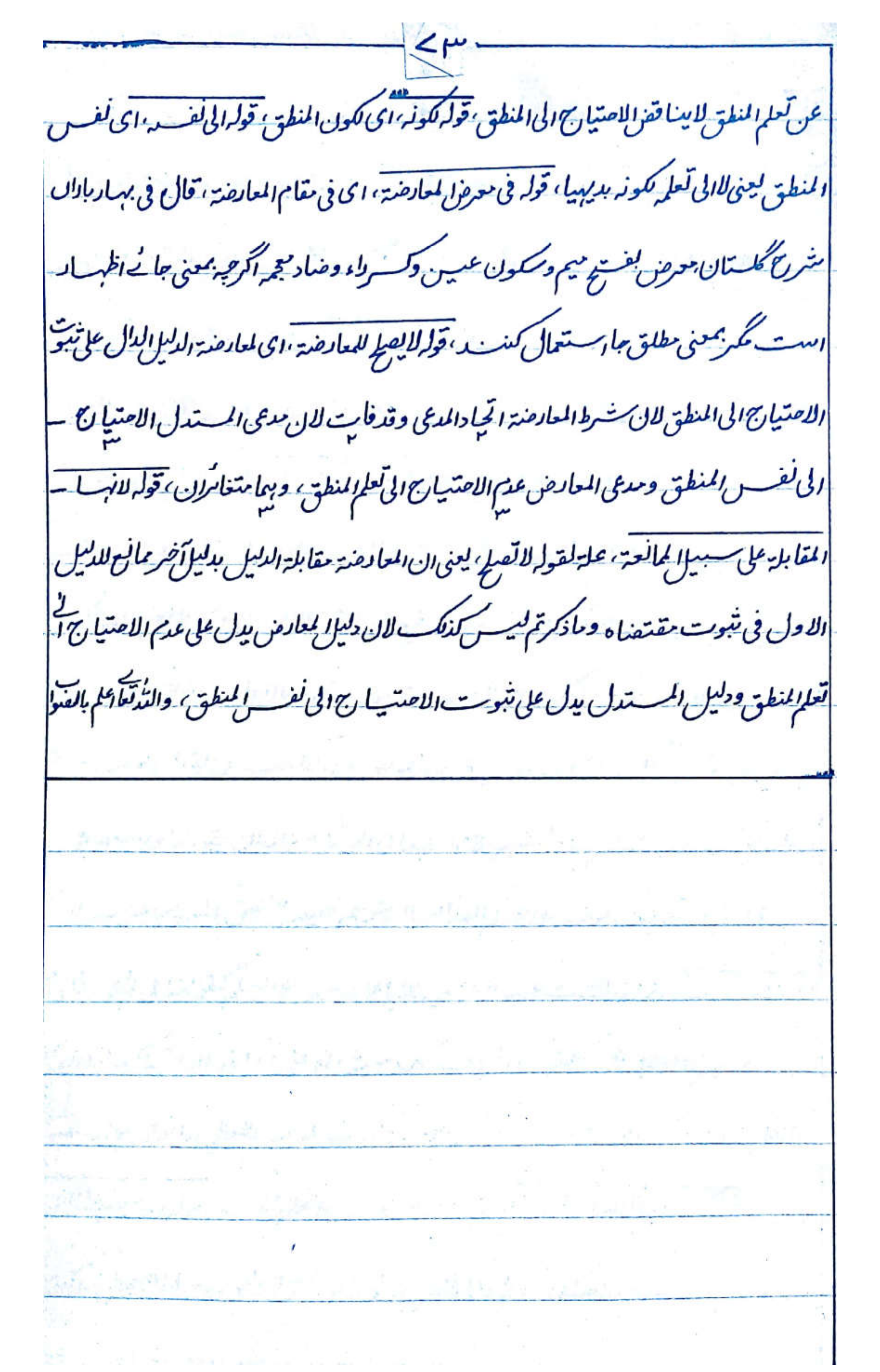
کل علم التصدیق بمسائل ذلک العلم کما صرح بہ ثانیا (۱) فلا تدافع بین کلامیہ، قولہ فان قلت
ہذہ شبہۃ تتوجہ علی قول الشارح فمعرفتہ بحسب حدہ وحقیقتہ لا تحصل الا بالعلم بجمیع مسائلہ،
باعتبار تضمن ہذا القول ان معرفۃ العلم بحسب حدہ تحصل بالعلم بجمیع مسائلہ یعنی ہذا القول الذی
ذکرہ فی بیان الفائدۃ الجلیلۃ یدل علی ان معرفۃ العلم بحدہ تحصل من العلم بجمیع مسائلہ ولیس کذلک
لان معرفۃ العلم بحدہ تصورہ والعلم بالمسائل تصدیق بہا والتصور لا یستفاد من التصدیق فکیف
یحصل معرفۃ العلم بحدہ من العلم بجمیع المسائل، قال العصام، ویمکن ایرادہا (ای ایراد تلک الشبہۃ)
بثلثۃ وجوہ، احدہا ان معرفۃ العلم بمعنی المسائل من مقول التصدیق فلا یمکن اکتسابہ بالحد
لان المکتسب بالحد انما ہو التصور، وثانیہا ان معرفۃ المسائل تصدیقات فلا یصح ان یکون
المسائل حداً للعلم لان الحد من قبیل التصور، وثالثہا ما ذکرہ الش[۲] من ان معرفۃ العلم بحسب حدہ
لا یمکن ان تستفاد من المسائل، وحاصل الوجوہ انہ لا یمکن تحدید العلم بمعنی المسائل، قولہ قلت
ہذا جواب بتغییر الدلیل لان ما سبق من الدلیل مبنی علی ان معرفۃ العلم بمعنی المسائل بحسب
حقیقتہ انما ہو بالعلم بجمیع المسائل، والدلیل رح مبنی علی ان معرفۃ العلم بمعنی التصدیق بالمسائل
یتوقف علی تصور التصدیقات، قولہ ولیس کلہ، ای کل القانون، قولہ مستفاد منہ، ای من النظر
قولہ ہذا، ای قول المص[۲] ولیس کلہ آہ، قولہ الی جواب معارضۃ، اذا استدل علی المطلوب بدلیل

(۱) حیث قال العلم ہو التصدیقات بالمسائل، فان حصر العلم علیہا صریح فی انہا حقیقۃ اذ
لا یصح الحصر علی المعنی المجازی، ۱۲ عبد الرشید،

فالخصم ان منع مقدمة معينة من مقدمات الدليل، او منع كل واحدة من مقدمات الدليل على التعيين فذلك يسمى منعا ونقضا ومناقضة ونقضا تفصيليا لتعيين محل النقض فيه ولا يحتاج فی ذلك (ای فی منع مقدمة دليل) الى شاهد، فاذا ذكر شيئ يتقوى به المنع يسمى سند المنع، وان منع الخصم مقدمة غير معينة من مقدمات الدليل بان يقول ليس دليلكم بجميع مقدماته صحيحا ومعناه ان فيها خللا فذلك يسمى نقضا اجماليا لكونه نقضا فيه اجمال لعدم تعيين متعلق النقض، ولا بد هناك من شاهد على الاختلال، وان لم يمنع شيئا من مقدمات الدليل لا معينة ولا غير معينة بل اورد دليلا مقابلا لدليل المستدل دالا على نقيض مدعاه فذلك يسمى معارضة، قوله آه ای فی بيان الحاجة الى المنطق، قوله وتوجيهها، ای توجيه المعارضة على زعم المورد، قوله المنطق بديهی، هذه صغرى والكبرى غير مذكورة ای وكل بديهی لا يحتاج الى تعلمه، والنتيجة قوله فلا حاجة آه قوله بيان الاول وهو كون المنطق بديهيا، قوله الى قانون آخر، ای مغائر للقانون الاول لان تحصيل الشيئ من نفسه ممتنع وهو متعلق بقوله احتيج، قوله وذلك القانون ايضا يحتاج، لكونه نظريا محتاجا الى النظر، قوله اما ان يدور به، ای بذلك القانون، قوله لا يقال، منع للمقدمة المذكورة بقوله وذلك القانون ايضا يحتاج، قوله لا نسلم، ای على تقدير كسبية المنطق، قوله وانما يلزم ذلك، ای الدور او التسلسل، قوله وهو، ای عدم انتهاء الاكتساب الى قانون، قوله لانا نقول، اثبات للمقدمة الممنوعة المذكورة بقوله وهو ممنوع، وحاصله ان ذلك القانون الذی ينتهی اليه القوانين المنطقية ان لم يكن قانون الاكتساب يلزم ان لا يكون النظری محتاجا اليه مع انك معترف باحتياج النظری اليه واقمت البرهان عليه، وان كان ذلك القانون من تلك القوانين المنطقية يكون من المنطق وقد فرض

ای المقدمة

انہ نظری، قولہ انہ، ای ان المنطق، قولہ منہا، ای من القوانین، قولہ والتقدیر، ای والمفروض، قولہ علی ذلک التقدیر، ای علی تقدیر کسبیۃ مجموع القوانین، قولہ وتقریر الجواب، ای جواب معارضۃ مذکورۃ فی قولہ ہذا اشارۃ الی جواب معارضۃ آہ، حاصل الجواب ان الاحتمالات ثلثۃ بداہۃ البعض ونظریۃ البعض، و بداہۃ الکل، ونظریۃ الکل، ولایلزم من بطلان الاخیرین بطلان الاول، فالاول ثابت وہو المراد، فلا یلزم الدور والتسلسل، قولہ لاستغنی عن تعلمہ، والاستغناء عن تعلمہ باطل لمشاہدۃ الحاجۃ الی تعلمہ، قولہ کالشکل الاول، مثال لبعض اجزاء المنطق البدیہی، قولہ کباقی الاشکال، مثال لبعض اجزائہ النظری، فانہا فی انتاجہا تفتقر الی الرد الی الشکل الاول فلا تکون بدیہیۃ الانتاج، قولہ واعلم، رد آخر علی المعارضۃ المذکورۃ، قولہ مقامین، قال الفاضل اللاہوری رحمہ اللہ ای دعویین فالمقام بفتح المیم لانہ محل قیام المدعی والخصم، وقال العلامۃ العصام رحمہ اللہ المشہور فتح المیم والمقام یقتضی ضمہا لیکون ظرفا من الاقامۃ ای محل اقامۃ الدلیل، قولہ الاول، ای المقام الاول، قولہ والثانی، ای المقام الثانی، قولہ والدلیل، ای الدلیل الذی بینہ المصنف لاثبات الاحتیاج الی المنطق، قولہ ینتہض، الانتہاض الانتصاب ای قائم شدن، قولہ لا الی تعلمہ، ای الدلیل المذکور لا ینتصب علی ثبوت الاحتیاج الی تعلم المنطق، قولہ وان فرضنا تمامہا، اشارۃ الی انہا لا تتم لاندفاعہا بالجواب المذکور، او بمنع استلزام البداہۃ عدم الاحتیاج الی التعلم اذ التجربیات والحدسیات شاع التعلم فیہا، ان قلت ان قول الشارح ہذا (ای ان فرضنا تمامہا) ینافی قولہ لا یصلح للمعارضۃ فیما بعد، فانہ اذا فرض تمامہا یکون ما ذکر فی معرض المعارضۃ صالحا للمعارضۃ، قلت معنی قول الشارح ان فرضنا تمامہا، تمامہا فی نفسہا مع قطع النظر عما یرد علی مقدماتہا، قولہ وہو ای الاستغناء



عن تعلم المنطق لاينافض الاحتياج الى المنطق، قوله لكونه، اى لكون المنطق، قوله الى نفسه، اى نفس المنطق يعني لا الى تعلمه لكونه بديهيا، قوله في معرض المعارضة، اى في مقام المعارضة، قال في بہار باراں شرح گلستاں معرض بفتح میم وسکون عین وکسر راء وضاد معجمہ اگرچہ بمعنی جائے اظہار است مگر بمعنی مطلق جا استعمال کنند، قوله لا يصلح للمعارضة، اى لمعارضة الدليل الدال على ثبوت الاحتياج الى المنطق لان شرط المعارضة اتحاد المدعى وقد فات لان مدعى المستدل الاحتياج الى نفس المنطق ومدعى المعارض عدم الاحتياج الى تعلم المنطق، وهما متغايران، قوله لانها المقابلة على سبيل الممانعة، علة لقوله لا يصلح، يعني ان المعارضة مقابلة الدليل بدليل آخر مانع للدليل الاول في ثبوت مقتضاه وما ذكرتم ليس كذلك لان دليل المعارض يدل على عدم الاحتياج الى تعلم المنطق ودليل المستدل يدل على ثبوت الاحتياج الى نفس المنطق، والله تعالى اعلم بالصواب

قولہ قد سمعت ، ای سابقا من قول الشارح ، فلان تمایز العلوم بحسب تمایز الموضوعات

قولہ اخص من مطلق الموضوع ، قال الملا عبد الحلیم رحمہ اللہ فی حواشیہ علی ملا جلال الفرق بین المطلق والمقید وبین العام والخاص ان العام یجب حملہ علی الخاص بالذات او بالعرض والمطلق لا یجب حملہ علی المقید ، وایضاً الخاص لہ صورتان مختلفتان بالاجمال والتفصیل بخلاف المقید فان لہ صورۃ واحدۃ تفصیلیۃ فتصورہ بنفسہ یستلزم تصور المطلق لا محالۃ ،

قولہ اولا ، ای قبل العلم بموضوع المنطق ، قولہ فموضوع کل علم ، المراد بالعلم العلم البرہانی لما صرح فی شرح المقاصد ان لزوم البحث عن الاعراض الذاتیۃ انما ہو فی الصناعات النظریۃ البرہانیۃ واما فی غیرہا فقد یقع کما یقع فی الفقہ والاصول وقد لا یقع الا بتکلف کما فی العلوم الادبیۃ اذ ربما یکون الصناعۃ عبارۃ عن عدۃ اصطلاحات متعلقۃ بامر واحد من غیر ان یقصد ہناک اثبات اعراض ذاتیۃ للموضوع فالانسب ان یقول موضوع العلم (بالتعریف دون التنکیر) ولیشیر بلام العہد الی البرہانی منہ الا ان لکنہ اورد لفظ کل اشعارا الی انہ تعریف موضوع العلم العام لئلا یتوہم تخصیصہ بالمنطق المفہوم بقرینۃ المقام

قولہ ما یبحث فیہ ، المراد بالبحث عن الاعراض حملہا علی موضوع العلم کقولنا فی النحو الکلمۃ اما معرب او مبنی ، او علی انواعہ کقولنا الحروف کلہا مبنیۃ ، او علی اعراضہ الذاتیۃ کقولنا المعرب اما لفظی او تقدیری ، او علی انواع اعراضہ الذاتیۃ کقولنا المعرب اللفظی اما مرفوع او منصوب او مجرور ، قولہ کبدن الانسان لعلم الطب ، ای ہو موضوع لعلم الطب ، قولہ من حیث الصحۃ قید للعروض المستفاد من اضافۃ احوال الی الضمیر فی قولہ عن احوالہ ولیس بیانا للاحوال ، وکذا

قوله من حيث الاعراب، قوله والعوارض اه، قال عصام الدين الاولى العرض الذاتي هو الذي اه

لان التعريف للماهية دون الافراد. الاان ماذكره اوفق بما سيذكره من اقامة الحد مقام

المحدود، ثم المراد بالعرض ه المحمول على الشيئ الخارج عنه و بالعرض الذاتي مايكون

منشأه الذات على احد الوجوه الثلثة التي ذكرت في الكتاب، قوله الذاتية. المراد بالذاتي ما

هو في اصطلاح فن البرهان اعني مايلحق الشيئ لذاته او بواسطة مساويه لاما هو في اصطلاح

فن الياغوجي بمعنى عدم العينية والجزئية اعني ماليس بخارج عن الذات، قوله تلحق الشيئ

المراد باللحوق الحمل بالمواطاة اي يكون العارض محمولا على المعروض بالمواطاة، قوله لماهو هو،

لفظة ماموصولة واحد الضميرين (من غير تعيين) راجع الى ما والآخر الى الشيئ، اي تلحق

الشيئ للامر الذي هو اي ذلك الامر هو اي ذلك الشيئ وحاصله اي تلحق الشيئ لذاته اي

بلا واسطة. واللاحق لماهو هو كما يطلق على الاعراض الاولية اللاحقة بلا واسطة كذلك يطلق

على مطلق الاعراض الذاتية. فعلى الاول يكون قوله اي لذاته تفسيرا لماهو هو وقوله او لجزئه

عطفا على لماهو هو، وعلى الثاني يكون عطفا على لذاته ويكون الجميع تفسيرا لماهو هو، وقال

عصام الدين معنى العروض للذات ان لايكون بينه وبين الذات واسطة في العروض

بان لايكون الذات معروض المعروض، قوله كالتعجب اللاحق لذات الانسان، اعترض عليه

بان التعجب هو انفعال عرض للنفس عند ادراك امور غريبة فلا يلحق الانسان لذاته بل

لادراك امر يساويه وهو ادراك امور غريبة فيكون التعجب ح لاحقا للانسان بواسطة

امر يساوي ذلك الامر الانسان، اقول التعجب قد يطلق على ادراك امر غريب خفي السبب

وہو المراد بالتعجب ۱۲۔ فان قلت العارض للشئ ما یکون محمولا علیہ خارجا عنہ والتعجب لیس محمولا علی الانسان لانہ لا یقال الانسان تعجب بل یقال الانسان متعجب، واجیب بانہم یتسامحون[1] فی العبارات کثیرا فیذکرون مبدء المحمول کالتعجب والنطق والضحک والکتابۃ وغیرہا ویریدون بہا المشتقات، فالمراد بقول الشارح[2] کالتعجب کالمتعجب ولا شک ان المتعجب خارج عن الانسان ومحمول علیہ، قولہ کالحرکۃ بالارادۃ، ای المتحرک بالارادۃ، قیل علیہ المتحرک بالارادۃ جزء الانسان لانہ جزء الحیوان والحیوان جزء الانسان وجزء الجزء جزء فکیف یکون عارضا للانسان لان العارض ما کان خارجا عن المعروض، ویمکن ان یقال المراد بالمتحرک بالارادۃ المتحرک بالارادۃ بالفعل لا بالقوۃ، والمتحرک بالارادۃ بالفعل لیس بجزء للحیوان والالم یفارق الحیوان، وانما الجزء ہو المتحرک بالارادۃ بالقوۃ، قولہ اللاحقۃ صفۃ لقولہ الحرکۃ فالحرکۃ بالارادۃ اولا تلحق الحیوان ثم بواسطتہ تلحق الانسان فہی لاحقۃ للانسان لاجل جزءہ الذی ہو الحیوان، قولہ او تلحقہ، ای تلحق الشئ، قولہ خارج عنہ، ای عن الشئ، قولہ مساو لہ، ای مساو لذلک الشئ فی الصدق، قولہ بواسطۃ التعجب، ای المتعجب بالفعل، فالضحک اولا یعرض للمتعجب ثم للانسان بواسطۃ المتعجب الذی ہو خارج عن مفہوم الانسان مساو لہ، ثم اعلم ان الواسطۃ یقال علی المعنیین، الواسطۃ فی التصدیق وہو ما یفید العلم بثبوت الشئ للشئ سواء کان ثبوتہ لہ لذاتہ کتساوی

---

[1] وانما یتسامحون لئلا یتبادر منہ الذات وہو لیس بعارض بل ہو نفس المعروض، ۱۲

الزوايا الثلث للقائمتين للمثلث اولامر آخر، والواسطة فى الثبوت وہو مایفید لحوق
الشیئ لشیئ فی الواقع سواء کان العلم بلحوقہ بدیہیا او کسبیا، قولہ والتفصیل، ای تفصیل
العوارض، قولہ ہناک، ای فی مقام التعریف، وانما قال والتفصیل ہناک لان للعرض
تفصیلات اخر فی بحث تقسیم العرض لافائدۃ لہا ہناک من تقسیم العرض الی اللازم
والمفارق الدائم والزائل وتقسیمہ الی الخاصۃ والعرض العام، قولہ اما ان یکون عروضہ، الضمیر فی
عروضہ راجع الی مایعرض، قولہ لذاتہ او لجزئہ او لامر خارج عنہ، الضمائر الثلثۃ راجعۃ الی الشیئ
قولہ اما مساو لہ او اعم منہ او اخص منہ او مباین لہ، الضمائر الاربعۃ راجعۃ الی المعروض، قولہ
لاستنادہا الی ذات المعروض، ای لانتسابہا. والاستناد تکیہ گرفتن، ومعنی استنادہا
الی ذات المعروض ان منشأہا الذات بنفسہا او بجزئہا او بمایساویہا، قولہ واما العارض
للذات، بیان لاستناد العوارض الذاتیۃ الی ذات المعروض، ای اما استناد العارض للذات
الی ذات المعروض، قولہ فظاہر، ای فظاہر انہ مستند الی الذات، قولہ واما العارض للجزء، ای
اما استناد العارض للجزء الی ذات المعروض، قولہ الی ماہو فی الذات، وہو الجزء، قولہ واما
العارض للامر المساوی، ای استناد العارض للامر المساوی الی ذات المعروض، آہ قولہ
والمستند الی المستند الی الشیئ مستند الی ذلک الشیئ، قولہ والمستند مبتدأ وقولہ الی
المستند متعلق بالمبتدأ وقولہ الی الشیئ متعلق بالمستند الثانی وخبر المبتدأ قولہ مستند والی
ذلک الشیئ متعلق بالخبر، والمراد بالمستند الاول العارض وبالثانی المعروض والمراد بالشیئ
ذات المعروض، قولہ فی الجملۃ، بان[1] یکون مستندا الی نفس الذات او الی ما فی الذات من الجزء او

[1] وقال الکسائی الکوفی فی الجملۃ ای بالواسطۃ مقدرۃ ای المستند الی المستند الی الشیئ آہ ۲۱۰۵

الی المساوی للذات والمساوی مستند الی الذات، قولہ والثلثۃ الاخیرۃ، الموصوف مع صفتہ مبتدأ وخبرہ قولہ تسمی اعراضا غریبۃ، قولہ لامر خارج، اللام للاجل لا لصلۃ العارض، قولہ اعم، صفۃ لامر، قولہ انہ، ای الابیض جسم، فالحرکۃ اولا تلحق للجسم ثم بواسطتہ تلحق للابیض فہی عارضۃ للابیض بواسطۃ الامر الخارج الذی ہو اعم من المعروض وہو الجسم، قولہ وہو، ای الجسم اعم، قولہ وغیرہ، عطف علی الابیض، ای الجسم اعم من الابیض ومن غیر الابیض کالاسود، فان الجسم صادق علی الجشی بدون الابیض وعلی الرومی بدون الاسود فہو اعم منہما، والفہ ہو خارج عن الابیض الذی ہو اخص منہ فان مفہوم الابیض شئی لہ البیاض والجسم لیس بداخل فیہ، قولہ بواسطۃ انہ ای الحیوان انسان، فالضحک یعرض اولا للانسان ثم بواسطتہ یعرض للحیوان الذی ہو اعم، فہو عارض للحیوان بواسطۃ الخارج الاخص الذی ہو الانسان، قولہ لسبب المباین ای المباین للمعروض، قولہ لسبب النار، فالحرارۃ عارضۃ اولا للنار ثم بواسطتہا للماء فہی عارضۃ للماء لسبب المباین الذی ہی النار، قولہ وہی، ای النار، قولہ لما فیہا، ای فی الثلثۃ الاخیرۃ قولہ من الغرابۃ، بیان لما فی قولہ لما فیہا، قولہ لموضوعاتہا، صفۃ لقولہ الاعراض الذاتیۃ ای عن الاعراض الذاتیۃ الکائنۃ لموضوعاتہا، قولہ فلہذا، ای فلان العلوم لا یبحث فیہا الا عن الاعراض الذاتیۃ قال المص آہ، قولہ اشارۃ، قیل انہا مفعول لہ لقال وقولہ اقامۃ معطوف علیہ، ویرد علیہ ان اقامۃ لا یصلح للعلیۃ[1]، وقیل انہا حال عن فاعل قال واقامۃ عطف علیہ، ای قال حال کونہ

---

[1] ای لان یکون علۃ لقولہ قال لان السیالکوتی قال البحث عن الاعراض

مشيرا الى الاعراض الذاتية ومقيما للحد آه وكونها حالا وان لا يخلو عن تاويل لكنه يندفع الاشكال قوله للحد، اى التى تلحق لما هو هو، قوله المحدود، اى العوارض الذاتية، يعنى ان المقصود

الذاتية لا يوجب اقامة الحد مقام المحدود كما يوجب الاشارة الى الاعراض الذاتية، وقال السيالكوتى ان قوله اشارة حال واقامة عطف عليه، وقال عصام الدين ان قوله اقامة مقطوع عن قوله اشارة ومفعول مطلق لفعل مقدر اى واقام الحد مقام المحدود اقامة، ويجعل عطفا على قال توضيحا لكيفية القول ١٢،

لم يذكر المحدود (العوارض الذاتية) بل اقام حد العوارض الذاتية مقامها وقال عن عوارضه التي
تلحقه لما هو هو ولم يقل عن عوارضه الذاتية. قوله واذا تمهد هذا، اي تصور مفهوم مطلق الموضوع
قوله عن اعراضها، الضمير راجع الى المعلومات التصورية والتصديقية، اعلم ان قول الشارح موضوع
المنطق المعلومات آه صغرى وقوله وما يبحث آه كبرى. والنتيجة قوله فيكون آه اى الشارح
في قوله وموضوع المنطق المعلومات آه مطابقة المتن حيث جعل لفظ موضوع المنطق موضوعا
كما انه موضوع في المتن وعكس في النتيجة حيث جعل لفظ موضوع المنطق محمولا ولفظ المعلومات
التصورية والتصديقية موضوعا لانه اللازم من القياس للاشارة الى انه لا فرق بين
التعبيرين (موضوع المنطق المعلومات التصورية والتصديقية، والمعلومات التصورية و
التصديقية موضوع المنطق) قوله من حيث انها. متعلق بقوله يبحث. وكذا قوله من حيث
انها، وكلمة حيث للتقييد، يعني يبحث عنها من حيث انها موصلة لا من حيث انها
موجودة او معدومة او جوهر او عرض او غير ذلك فان البحث عنها من هذه الحيثية في العلم الالهي
قوله كما هذا تنظير قوله كيف يركبان، اعلم ان التركيب في المعرف هو ان يقدم العام على الخاص
وفي الحجة ان يقدم الصغرى على الكبرى، والترتيب في الاول استحسانى وفي الثاني ضروري، قوله وكذا
يبحث عنها، اى عن المعلومات التصورية والتصديقية، قوله لكون المعلومات التصديقية قضية،
الموصل الى التصديق يتوقف على القضية واذا كانت المعلومات التصديقية قضية كان الموصل الى
التصديق موقوفا على المعلومات التصديقية التي هي قضية توقفا قريبا، قوله بالذات اى بلا واسطة
قوله لتركبه منها، اى لتركب الموصل الى التصديق من القضايا، والشارح تبارك تعالى اعلم بالصواب،

قوله وبالجملة، باء بالجملة زائدة وهو مبتدأ وما بعده (المنطق) خبره او بالعکس من حاشیة
الگنگوهی علی شرح تهذیب المنطق، قوله او الاحوال، عطف علی قوله نفس الایصال، ای
او هی الاحوال التی آه قال وقد جرت العادة، قال العصام الفعل الاختیاری اذا دام او غلب
یسمی ذلک الفعل عادة، واذا خلا عنهما (عن الدوام والغلبة) بل کان قلیلا یسمی نادرا، فقول
المصنف رحمه الله وقد جرت آه یدل علی ان الغالب عندهم فی التسمیة هو القول الشارح والحجة
بخلاف المعرف والدلیل، قوله قد عرفت، ای من بیان الحاجة الی المنطق ومن بیان موضوع
المنطق، قوله استحصال المجهولات، الاستحصال طلب حصول چیزے کردن، قوله والمجهول اما تصوری
او تصدیقی، لان الجهل عدم تعلق العلم عما من شانه ان یکون معلوما بذلک العلم، فان کان ذلک
العلم تصورا فالمجهول تصوری وان کان تصدیقا فالمجهول تصدیقی، قوله اما کونه، ای کون الموصل الی
التصور، قوله فلانه، ای فلان القول، قوله فی الاغلب، ای فی الاستعمال الاکثر، انما قال فی الاغلب
لانه قد یکون الرسم الناقص بالخاصة وحدها، وایضا قد یکون الحد الناقص بالفصل وحده کما یکون الرسم الناقص
والحد الناقص مرکبین من الجنس البعید وواحد من الخاصة والفصل، قوله یرادفه، ای یرادف[1] لفظ المرکب
قال عصام الدین وفی الترادف نظر لان المرکب صفة اللفظ بالذات واتصاف المعنی به بالعرض
والقول بالعکس کما یفصح عنه کلام السید السند المحقق الشریف فی مطلع الکلیات واول المقالة الثانیة
قوله واما کونه، عطف علی قوله اما کونه قولا، ای اما کون الموصل الی التصور شارحا آه، قوله وایضاحه،

عمدة قطبی کلاں ص ۴۱، عمدة قطبی کلاں ص ۱۰۸

[1] الضمیر المنصوب فی یرادفه راجع الی لفظ المرکب بطریق الاستخدام ۱۲

عطف تفسیری للشرح، قوله ماہیات الاشیاء، مفعول بہ لشرح والیضاح، قوله والموصل الی التصدیق، عطف علی قوله الموصل الی التصور فیکون منصوبا، ای ویسمون الموصل الی التصدیق
قوله بہ، ای بالموصل الی التصدیق، قوله استدلالا، حال من فاعل تمسک، ای تمسک بہا حال کونہ مستدلا بہا، او مفعول لہ، قوله علی مطلوبہ، الضمیر راجع الی مَن، قوله غلب، خبر لان واسمہ مَن
قوله من حج یحج، علی وزن مد یمد من باب نصر ینصر، ای الحجۃ ماخوذۃ من حج، قوله اذا غلب یعنی ان الحجۃ ماخوذۃ من حج الذی بمعنی غلب (ومنہ مافی الحدیث فحج آدم علی موسیٰ) لا من حج الذی بمعنی قصد، (ومنہ حج البیت) حاصلہ ان الحجۃ بمعنی الغلبۃ وہی لما کانت سببا (۱) للغلبۃ علی الخصم سمیت حجۃ تسمیۃ للسبب باسم المسبب، وقال عصام الدین سمیت حجۃ لان من تمسک بہ غلب جانب علمہ علی جہلہ، قوله ای یستحسن، فیہ اشارۃ الی ان المراد بالوجوب فی عبارۃ المصؒ ویجب الوجوب العرفی ومآلہ الاستحسان لا الوجوب الشرعی حتی یکون منکرہ عاصیا، ولا الوجوب العقلی لجواز التخلف عنہ، فائدہ، قال فی میر ابوالبقاء حاشیۃ قال اقول، الوجوب علی ثلثۃ انواع الوجوب الشرعی وہو الذی یکون تارکہ آثما، والوجوب الاستحسانی وہو الذی بمعنی الاولی والانسب، والوجوب العقلی وہو الذی یکون بمعنی الضرورۃ، قوله مباحث الاول، فیہ اشارۃ الی ان فی عبارۃ المصؒ تقدیم الاول علی الثانی حذف المضاف من قوله الاول والثانی

(۱) فانک اذا قلت العالم حادث فمنعہ الخصم ثم اذا استدللت علیہ بان العالم متغیر وکل متغیر حادث فقد غلبت علیہ، فالاستدلال علیہ سبب للغلبۃ، ۱۲ من حاشیۃ تحفہ شاہجہانی

ای مباحث الاول علی مباحث الثانی، واعترض العصام بان حذف المضاف لیس بضروری لانہ یجب تقدیم الموصل الی التصور فی ضمن تقدیم البحث قولہ ای الموصل الی التصور تفسیر لقولہ الاول، قولہ علی مباحث، متعلق بتقدیم، قولہ بحسب الوضع، فیہ اشارۃ الی ان قول المصنف رحمہ اللہ وضعا تمییز من نسبۃ الوجوب الی التقدیم، ومعنی بحسب الوضع بحسب الذکر والبیان، قولہ لان الموصل، علۃ لقولہ یجب، قولہ التصورات، خبر لان،،، قولہ لیوافق الوضع الطبع، لان المخالفۃ بین الوضع والطبع فی قوۃ الخطأ عند المحصلین قولہ بحیث یحتاج الیہ المتاخر، کالواحد بالنسبۃ الی الاثنین فان الواحد لا یکون مؤثرا فیہ وہو مما یحتاج الیہ الاثنان، قولہ ولا یکون علۃ تامۃ لہ، ہی ما یجب وجود المعلول عندہا، من تعریفات السید الشریف قدس سرہ، قولہ والتصور کذلک، ای یحتاج الیہ التصدیق ولیس بعلۃ تامۃ لہ، قولہ اما انہ، ای اما ان التصور، قولہ فظ، ای فظاہر انہ لیس بعلۃ تامۃ للتصدیق، قال العصام اشار (ای الشارح بقولہ فظ) الی ان المصنف ترک بیان ہذا الجزء من دعوی تقدیم التصور علی التصدیق طبعا لظہورہ، قولہ حصول التصدیق، فاعل لقولہ لزم قولہ ضرورۃ، مفعول لہ لقولہ لزم، قولہ تصور المحکوم علیہ، بالکسر بدل من قولہ ثلث تصورات ویجوز الرفع والنصب، قولہ بذاتہ (۱) کتصور الانسان بالحیوان الناطق، قولہ او بامر صادق

(۱) قولہ بذاتہ، حیوان اور ناطق انسان کے ذاتیات ہیں، اور کاتب وضاحک انسان کے عرضیات ہیں، اب اگر انسان کا تصور حیوان اور ناطق ہر دو کے تصور سے حاصل ہو تو اس کو

ای محمول علی المحکوم علیہ، ای تصور المحکوم علیہ لشئ یصدق ویحمل ذلک الشئ علی المحکوم علیہ کتصور الانسان بالکاتب فانہ صادق ومحمول علیہ، قولہ وتصور المحکوم بہ، عطف علی تصور المحکوم علیہ فاعرابہ اعرابہ، قولہ کذلک، ای بذاتہ او بامر صادق علیہ، قولہ، وتصور الحکم، ای النسبۃ الحکمیۃ کذلک، وترکہ اعتمادا علی الفہم، قولہ للعلم الاولی، بفتح الہمزۃ وتشدید الواو المفتوحۃ، وکسر اللام، منسوب الی الاول، والعلم الاولی ہو ما یحصل بلا واسطۃ، قولہ احد ہذہ التصورات، اشارۃ بہ الی ان المراد بالامور فی قول المصنف رحمہ اللہ تعالی احد ہذہ الامور التصورات، والمراد بہا تصور المحکوم علیہ وبہ والحکم، قولہ وفی ہذا الکلام، ای قول المصنف رحمہ اللہ "اما بذاتہ او بامر صادق علیہ"، قولہ قد نبہ، ای نبہ المصنف، قولہ لیس معناہ، ای معنی ذلک الاستدعاء، قولہ بکنہ الحقیقۃ کنہ الشئ غایتہ، واضافۃ الکنہ الی الحقیقۃ بیانیۃ من اضافۃ العام الی الخاص،

انسان کا تصور بذاتہ کہا جائے گا، اور اگر انسان کا تصور کاتب، ضاحک، ماشی کے تصور سے حاصل ہو تو اس کو انسان کا تصور بامر صادق علیہ کہا جائے گا، کیونکہ کاتب ضاحک، ماشی انسان پر صادق و محمول ہوتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ذاتیات کے ساتھ تصور کو حد اور عرضیات کے ساتھ تصور کو رسم کہتے ہیں حد کے ساتھ تصور کو بذاتہ اور رسم کے ساتھ تصور کو بامر صادق علیہ کہا جاتا ہے،

از افادات استاذ الاساتذہ حضرت علامہ بندیالوی صاحب اطال اللہ تعالیٰ ظلہ الکریم ۔

لان حقیقۃ الشیئ منتہی اوصافہ، قولہ بل المراد، ای المراد من استدعاء التصدیق تصور المحکوم علیہ، قولہ یستدعی تصورہ، ای تصور المحکوم علیہ، اعلم ان تخصیص الشیئ تصور المحکوم علیہ بالذکر لیس لاختصاص الحکم المذکور بہ بل علی طریقۃ التمثیل یدل علی ذلک عبارۃ المتن حیث قال والمحکوم بہ کذلک، قولہ بالعلم والقدرۃ، ای بما ہو مشتق من العلم والقدرۃ بان نقول واجب الوجود عالم وقادر، قولہ علی شبح، ای ونحکم علی شبح، والشبح بفتح الشین المعجمۃ کالبد وشخص مردم، قولہ للحیز، ای المکان، قولہ وثانیہما، ای ثانی الفائدتین، قولہ مقول بالاشتراک، ای اللفظی، قولہ بین الشیئین، ای الطرفین، وہما الموضوع والمحمول، قولہ ایقاع تلک النسبۃ، ای ادراک انہا واقعۃ اولیست بواقعۃ، قولہ فعنی، ای فاراد المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ، قولہ حیث حکم، کلمۃ حیث للمکان وضمیر حکم راجع الی المصنف، ای اراد المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بالحکم فی مکان حکم المصؒ فیہ آہ، قولہ النسبۃ الایجابیۃ، مفعول بہ لقولہ عنی، والنسبۃ الایجابیۃ ہی النسبۃ الحکمیۃ، قولہ وحیث قال، عطف علی قولہ حیث حکم، وذکر قال آہ وحکم فیما قبل للتفنن، قولہ ایقاع النسبۃ، مفعول لعنی بواسطۃ العطف، قولہ تنبیہا مفعول لہ لعنی، فان قیل لاحاجۃ الی قولہ تنبیہا لانہ علم ذلک من قولہ قد نبہ علی فائدتین، اجیب بانہ فرق بین التنبیہ وبین کون التنبیہ غرضا، یعنی ذکر تنبیہا للاشعار الی کون التنبیہ غرضا ومقصودا وہو بیان تغایر معنی الحکم، ولایخفی ان ہذا الفرق دقیق، قولہ والا قال السید قدس سرہ ای وان لم یعن بالاول النسبۃ الحکمیۃ وبالثانی ایقاع النسبۃ و انتزاعہا فاما ان یرید بالحکم فی الموضعین النسبۃ الحکمیۃ فیلزم ان لایکون لقولہ لامتناع

الحکم ممن جہل معنی ، وذلک لان قولہ والحکم ان کان معطوفا علی قولہ المحکوم علیہ کان المعنی ولابد فی التصدیق من تصور الحکم ای النسبۃ الحکمیۃ لامتناع النسبۃ الحکمیۃ فی الواقع بدون تصورہا وہذا المعنی باطل (لان تحقق النسبۃ الحکمیۃ لایتوقف علی تصورہا) وان کان معطوفا علی تصور المحکوم علیہ کان المعنی ولابد فی التصدیق من الحکم ای النسبۃ الحکمیۃ لامتناع (١) النسبۃ الحکمیۃ فی الواقع بدون تصور النسبۃ الحکمیۃ وہذا اظہر فسادا (لظہور عدم ورودہ علی المدعی وہو لابد فی التصدیق من النسبۃ الحکمیۃ لانہ یدل علی وجود تصور النسبۃ

---

(١) یعنی ان معنی قولہ لامتناع الحکم ممن جہل احد ہذہ الامور انہ لابد فی التصدیق من تصور ہذہ الامور فیستفاد منہ علی ہذا التقدیر امتناع النسبۃ الحکمیۃ نفسہا فی الواقع بدون تصورہا وہو معنی باطل لان نسبۃ شئی الی شئی فی نفس الامر لا یتوقف علی تصور متصور، ١٢ —

الحكمية بدون وجود نفسها، ولانه يرد عليه ما يرد على الاول مع شئ آخر وهو ان النسبة
معتبرة فى القضية لا فى التصديق، قوله او ايقاع النسبة، عطف على قوله النسبة الايجابية
اى او كان المراد بالحكم ايقاع النسبة فى الموضعين فيكون المعنى لابد فى التصديق من تصور
الايقاع لامتناع الايقاع بدون تصوره. قوله فيهما، اى فى الموضعين، قوله تصور الايقاع، اى
ايقاع النسبة الايجابية، قوله وهو باطل، اى استدعاء التصديق تصور الايقاع باطل، قوله
يحصل التصديق، اى بمجرد ادراك وقوع النسبة اولا وقوعها، قوله على تصور ذلك الادراك اى
الادراك الذى هو الايقاع، قوله فان قلت، منع لقوله ولا يتوقف حصوله على تصور ذلك
الادراك، قوله هذا، اى قول الشارح وهو باطل. قوله اذا كان الحكم ادراكا، كما هو مذهب الاوائل
من المناطقة، قوله فعلا، كما هو رأى المتأخرين ومنهم المص، قوله فالتصديق يستدعى تصور الحكم،
اى اذا كان الحكم فعلا فلا نسلم بطلان استدعاء التصديق تصور الحكم بمعنى الايقاع، بل
التصديق ح يستدعى تصور الحكم، قوله لانه، اى لان الحكم، قوله للنفس، صفة للافعال
اى الافعال الاختيارية الكائنة او الثابتة للنفس، قوله تصدر عنها، اى تظهر تلك الافعال
عن النفس، قوله بعد شعورها بها، اى بعد تصور النفس بتلك الافعال، قوله والقصد،
عطف على قوله شعورها، اى الافعال الاختيارية انما تصدر عن النفس بعد ارادة
النفس لاظهار تلك الافعال، قوله على تصوره، اى تصور الحكم، قوله على ان المص، المقصود من
هذه العلاوة تقوية للسوال المذكور بقوله فان قلت، وبيان لدليل آخر على استدعاء التصديق
تصور الحكم، فائدة، كلمة على فى مثل هذه العبارة (على ان آه) للاستدراك بمعنى لكن

للاستدراک فلا تتعلق بشئ، حاشیۃ الدسوقی علی مختصر المعانی، قولہ صرح بہ، ای بتوقف التصدیق
علی تصور الحکم، قولہ وجعلہ، ای جعل المصنف رحمہ اللہ تصور الحکم، قولہ شرطا، ای للتصدیق، قولہ لا
جزء، ای من التصدیق، قولہ حتی لا یزید، علۃ لقولہ وجعلہ، یعنی لو ارید بالحکم فی الموضعین الایقاع
والانتزاع علی معنی انہ لابد فی التصدیق من تصور الحکم الذی ہو الایقاع والانتزاع لان الافعال
الاختیاریۃ انما تصدر عن النفس بعد شعورہا بہا لزم ان یکون تصور الحکم الذی ہو الایقاع ـــــ
والانتزاع داخلا فی التصدیق ویزید اجزاء التصدیق علی الاربعۃ التی ہو تصور المحکوم علیہ وتصور
المحکوم بہ وتصور النسبۃ الحکمیۃ ونفس الحکم بمعنی الایقاع، والزائد علی الاربعۃ ہو تصور الحکم بمعنی
الایقاع، قولہ فنقول تسلیم الکلام المانع وہو ہذا انما یستم آہ، وبیان للمدعی وہو عدم ارادۃ
ایقاع النسبۃ بالحکم فی الموضعین لوجہ آخر وحصلہ انہ لو کان المراد بالحکم فی الموضعین ایقاع النسبۃ
لزم من قول المصؒ لابد فیہ آہ ازدیاد اجزاء التصدیق علی اربعۃ وہو خلاف ما صرح بہ المصؒ فی
شرح الملخص، قولہ قولہ، ای قول المصؒ، قولہ لابد فیہ من تصور الحکم، ان قیل ان المصؒ لم یقل لان
کل تصدیق لابد فیہ من تصور الحکم، بل قال لان کل تصدیق لابد فیہ من تصور المحکوم علیہ وبہ والحکم
قلنا قول الشؒ من تصور المحکوم مبنی علی تقدیر ان یجعل قولہ ـــــ والحکم معطوفا علی المحکوم
علیہ وح یکون المعنی لان کل تصدیق لابد فیہ من تصور الحکم، قولہ یدل علی ان، وذلک لان
کلمۃ فیہ ظرف فتدل علی ان تصور الحکم داخل فی التصدیق وحین دخولہ یکون تصور الحکم
من اجزاء التصدیق، قولہ فلو کان المراد بہ، ای بالحکم، قولہ لزاد اجزاء التصدیق علی اربعۃ، الاول
تصور المحکوم علیہ، والثانی تصور المحکوم بہ والثالث تصور النسبۃ الحکمیۃ والرابع الحکم بمعنی

الايقاع نفسه، بذه اجزاء التصديق والزائد عليها تصور الايقاع ای الحکم، قوله وبو، ای المصؒ

قوله مصرح، علی صیغة اسم الفاعل من التصریح، ای والحال ان المصنف مصرح فی شرح الملخص

قوله بخلافه، ای بخلاف کون تصور الحکم جزء من التصدیق حیث قال انه شرط کما نقل عنه

الشؒ فیما سبق بقوله وجعله شرطا لا جزء، قوله قال الامام، ای فخر الملة والدین ابو عبد اللہ محمد

الرازی رحمه اللہ، قوله فی الملخص، علی صیغة اسم المفعول من التلخیص اسم کتاب للامام،

والمقصود من نقل قول الامام تائید لکون قول المصؒ لابد فیه آه دالا علی جزئیة تصور

الحکم من التصدیق، ووجه دلالة قول المصؒ علی ذلک ان الامام قال لابد فیه (ای فی التصدیق)

من ثلث تصورات تصور المحکوم علیه والمحکوم به والحکم، فلو لم یدل کلمة فیه الواقعة فی کلام

الامام علی کون تصور الحکم جزء من التصدیق لقال الامام اربع تصورات لان الحکم عند

الامام فعل لابد فی التصدیق من تصوره، فلو کان الحکم فی کلام الامام محمولا علی الایقاع لزاد اجزاء

التصدیق علی اربعة والزائد ہو تصور الایقاع ای الحکم، کذلک فی عبارة المصؒ، یعنی کما ان

لفظة فیه الواقعة فی عبارة الامام دالة علی الجزئیة کذلک لفظة فیه الواقعة فی عبارة المصؒ دالة علی الجزئیة

فلو لم تدل کلمة فیه الواقعة فی عبارة المصؒ علی الجزئیة لقال المصؒ اربع تصورات لان الحکم عنده

ایضا فعل لابد فی التصدیق من تصوره، فلو کان الحکم فی عبارة المصؒ بمعنی الایقاع لزاد اجزاء التصدیق

علی اربعة، بخلاف ما اذا کان الحکم بمعنی النسبة الایجابیة فانه رحؒ لا یزید اجزاء التصدیق

علی اربعة بل تکون اربعا، تصور المحکوم علیه وبه والحکم بمعنی النسبة وتصور الحکم، قوله قیل،

القائل مولانا جلال الدین الدشقی، بذا اعتراض علی ما تقدم من قول الشارح رحمه اللہ فنقول

حاصل الاعتراض ان قول الامام لا بد آه ليس تائيد القول المصـ لا بد فيه آه في كون تصور الحكم
جزءًا من التصديق، بل بين قوليهما فرق، قوله قوله اي قول الامام، قوله آه اي في الرسالة
الشمسية، قوله تصور، لانه قال من ثلث تصورات، قوله فكانه، اي فكان المصـ، قوله من الحكم
اي من نفس الحكم دون تصوره، قوله وغير لازم منه، اي من انه لا بد في التصديق من الحكم، قوله ان
يكون، اي الحكم، قوله وان يكون، عطف على قوله ان يكون قوله آه اي ويجوز ان يكون الحكم
معطوفا آه قوله وفيه نظر، اي فيما قيل نظر، اعتراض على قول الشارح الدمشقي، وحاصله
ابطال الفرق، قوله لان قوله، اي قول المصـ، قوله بهذين الامرين، اي تصور المحكوم عليه وتصور
المحكوم به، قوله ولو صح حمل، بان اريد بالجمع (اي الامور في قوله هذه الامور) ما فوق الواحد
قال عصام الدين فان قلت لا خفاء في صحة الحمل ولو مجازا فينبغي ان يقـ ولو حمل (بدون صح)
وايضا لا يترتب الجزاء (اي لظهر آه) على صحة الحمل (اي الشرط) بل على الحمل، يعني لو قيل
حمل بدون صح لترتب الجزاء، قلت لا يصح الحمل على المجاز مع صحة المصير الى الحقيقة وهناك يصح
الحمل لحمل الحكم على النسبة، والمراد ولو صح حملُ قولِه وحُمِلَ فيترتب الجزاء على الشرط، قوله على هذا
اي الامرين تصور المحكوم عليه والمحكوم به، قوله وهو، اي الفساد، قوله من ذلك، اي من حمل الجمع
على ما فوق الواحد، قوله تصور المحكوم عليه وبه، بدون الحكم، قوله التصورين، اي تصور المحكوم عليه
والمحكوم به، قوله فلا يكون الدليل، اي قوله لامتناع الحكم، واردا على الدعوى لان الدليل لا يثبت
الا امرين (تصور المحكوم عليه والمحكوم به) والمدعى مركب من امور ثلثة (تصور المحكوم عليه والمحكوم به
والحكم) قوله ذكر الحكم، اي ذكر المصـ الحكم في المدعى وهو قوله لان كل تصديق آه قوله مستدركا

ای زائدا بلا فائدة، اعترض علی الشارح بان ہذا الاعتراض (ای المذکور بقولہ وایضا ذکرہ آہ) والذی قبلہ (ای عدم انطباق الدلیل علی المدعی) لا یجتمعان فان ذکر الحکم اذا کان لغوا فی المدعی کان وجودہ فی المدعی کالعدم فیکون الدلیل منطبقا علی الذی ہو المدعی بالحقیقۃ اعنی وجوب تصور المحکوم علیہ والمحکوم بہ، قولہ رح، ای حین اذا عطف قولہ الحکم علی قولہ تصور المحکوم علیہ، قولہ فی ذلک، ای فی بیان تقدم التصور علی التصدیق طبعا، قولہ من حیث ہو منطقی، قال السید قدس سرہ انما اعتبر ہذہ الحیثیۃ (من حیث ہو منطقی) لان المنطقی اذا کان نحویا الخ (۱) فلہ شغل بالالفاظ لکن لا من حیث ہو منطقی بل من حیث انہ نحوی، قولہ بالالفاظ، ای بالبحث عنہا بقرینۃ قولہ فانہ یبحث، قولہ فانہ یبحث عن القول الشارح، ای عن الموصل الی التصور وہو المسمی بالقول الشارح وعن الموصل الی التصدیق وہو المسمی بالحجۃ، والبحث اما عن نفسہما کما فی باب التعریفات والقیاس او عن اجزائہما کما فی باب الکلیات الخمس وباب القضایا، وقولہ کیفیۃ ترتیبہما اشارۃ الی البحث عن نفسہما فیکون من قبیل التخصیص بعد التعمیم اہتماما، ولا بعد فی ان یکون من قبیل العطف التفسیری، او یکون البحث عن القول الشارح والحجۃ اشارۃ الی البحث عنہما من حیث المادۃ والبحث عن الترتیب اشارۃ الی البحث عنہما من حیث الصورۃ، قولہ وہو لا یتوقف، ای البحث عن القول الشارح والحجۃ لا یتوقف ہ

---

(۱) قولہ الخ، اشارۃ الی ان الحیثیۃ بیان للاطلاق ای من غیر ان یعتبر معہ شئ سوی کونہ منطقیا لانہ اذا اعتبر معہ کونہ مثلا نحویا الخ فلہ آہ، ولیس للتقیید لما تقرر انہ اذا اعید المحیث فی الحیثیۃ کان بیانا للاطلاق، ۱۲

قولہ لکن، جواب سوال وہو انک قلت لا شغل للمنطقی بالالفاظ فلم جعل مباحث الالفاظ من
المقاصد وذکرت فی صدر بحث المقاصد، قولہ وبالقصد الثانی، بیان لقولہ بالعرض، ای البحث
عن احوال اللفظ انما ہو بالقصد الثانی لا بالقصد الاول لانہ الی الالفاظ، قولہ بحالۃ، الجار مع مجرورہ
خبر لکون ای کون الشیئ متلبسا بحالۃ آہ والحالۃ عبارۃ عما ہو سبب للدلالۃ اعنی الوضع ونحوہ
قولہ یلزم، المراد من اللزوم ہو امتناع انفکاک العلم بالشیئ الثانی من العلم بالشیئ الاول فی
جمیع الاوقات وعلی جمیع الاوضاع لان المعتبر عندہم ہو الدلالۃ الکلیۃ الدائمۃ، قیل قولہ یلزم من
العلم آہ جملۃ وقعت صفۃ للحالۃ ولیس فیہا عائد یعود الیہا ولا بد منہ فی کل جملۃ وقعت صفۃ
او صلۃ او جزاء، اجیب بان العائد محذوف ای یلزم بہا ای بسببہا، قولہ من العلم، المراد
بالعلم فی الموضعین مطلق الادراک اعم من ان یکون تصورا او تصدیقا یقینا او غیرہ، قولہ بہ، —
الضمیر راجع الی الشیئ، قولہ والشیئ الاول، ہذا خارج عن تعریف الدلالۃ ذکرہ توطئۃ —
للتقسیم، قولہ فالدلالۃ لفظیۃ، منسوبۃ الی اللفظ من باب نسبۃ الصفۃ الی موصوفہا، فان
الدلالۃ وصف واللفظ موصوف لہا، الا تری انہ یقال لفظ دال، قولہ کدلالۃ الخط، ای کدلالۃ الخط
علی اللفظ، وکالرقوم الہندسیۃ الدالۃ علی معانیہا فانہا ایضا خطوط، قولہ والعقد، بضم العین وفتح
القاف جمع عقدہ بمعنی گرہ اعم من ان تکون عقود الانامل او غیرہا، ای کدلالۃ العقد علی الاعداد
(ای مفاصل انگشتان دال بر اعداد) قولہ والنصب، جمع نصبۃ وہی ما وضع لمعرفۃ الطریق، یعنی —
منارہا کہ در راہہائے برائے دریافت بعد مسافت نصب میسازند دال بر امیال، قولہ والاشارۃ،
ای کدلالۃ اشارۃ الحاجب مثلا علی الدخول والخروج (۱) قولہ بحسب جعل جاعل، ای

بوضع الواضع الدال بازاء المدلول، قوله وہی الوضعیۃ، ای المنسوبۃ الی الوضع من
باب نسبۃ المسبب الی السبب، قوله کدلالۃ الانسان آہ فان الانسان
وضعہ الواضع للحیوان الناطق، قوله ہو جعل اللفظ، ہذا تعریف وضع اللفظ، اما
تعریف مطلق الوضع فہو جعل الشیٔ بازاء شیٔ آخر بحیث اذا فہم الاول
فہم الثانی، قوله اولا، عطف علی قوله اما بحسب جعل جاعل، ای اولا بحسب
جعل جاعل یعنی لا یکون للوضع مدخل فیہ، قوله وہی، ای الدلالۃ الغیر الوضعیۃ،
قوله بحسب اقتضاء الطبع، ای طبع اللافظ، قوله عند عروض الوجع له، ای
اللافظ، والوجع بفتح الواو وسکون الجیم بمعنی درد، قوله وہی العقلیۃ، ای
المنسوبۃ الی العقل نسبۃ المسبب الی السبب، وانما نسبت الی العقل لعدم
مداخلۃ الوضع والطبع فیہا، قوله المسموع من وراء الجدار، انما قید بالمسموع
من وراء الجدار لیظہر دلالۃ اللفظ علیہ عقلا لان العلم بوجود اللافظ رح لیس الا بدلالۃ
اللفظ علیہ عقلا، بخلاف المسموع من داخل الجدار فان العلم بوجوده رح یحصل
بالمشاہدۃ ایضًا اذ لا منافاۃ بین الطریقین فلا یظہر دلالتہ علیہ رح بل فیہ
نوع خفاء ہذا ما افادہ السید السند قدس سرہ فی حواشی شرح الرسالۃ
الشمسیۃ، ویفہم من حواشیہ علی شرح المطالع انہ لا دلالۃ للفظ علیہ

عند المشاہدۃ اصلا بناء علی ان المعلوم بالضرورۃ لا یستفاد من الدلیل

(فائدۃ) اقسام الدلالۃ عند الجمہور ستۃ ثلثۃ للفظیۃ وضعیۃ وطبعیۃ وعقلیۃ وثلثۃ للغیر اللفظیۃ کذلک، والسید الشریف قدس سرہ قد انکر غیر اللفظیۃ الطبعیۃ قائلا بان امثلتہا داخلۃ فی العقلیۃ فان العلاقۃ فیہا ایضا عقلیۃ، والفاضل السیالکوتی رحمہ اللہ بیّن الفرق بینہما بان المدلول فی العقلیۃ ہو المؤثر، وفی الطبعیۃ الحالۃ العارضۃ للمؤثر یعنی ان دلالۃ الاثر علی ذات المؤثر عقلیۃ وعلی صفتہ طبعیۃ، کذا فی مرقات از مولانا عبد الحکیم شرف قادری

فان قلت ان السید السند قال بوجود الطبعی الغیر اللفظی فی الرسالۃ المعروفۃ بکبری ومثل لہا بدلالۃ حمرۃ الخجل وصفرۃ الوجل فکیف التوفیق

قلت انا لا نسلم وجودہ فی الرسالۃ المصححۃ المقروۃ عند السید السند ولو سلمناہ فنقول انہ بناء علی المشہور، وما ہو المختار عندہ صرح بہ فی حاشیۃ شرح المطالع، ثم انحصار الدلالۃ فی اللفظیۃ وغیرہا عقلی......، وانحصارہما فی الوضعیۃ والطبعیۃ والعقلیۃ استقرائی، قولہ والمقصود ہہنا ای فی کتب الفن او فی باب الکلیات، قولہ ہو الدلالۃ الوضعیۃ لان الافادۃ للغیر والاستفادۃ من الغیر انما یتیسر بہا بسہولۃ قولہ وہی، ای الدلالۃ اللفظیۃ الوضعیۃ، قولہ کون اللفظ بحیث متی، المعطوف مع العاطف محذوف، ای متی اطلق وسمع بقرینۃ ان فہم المعنی من اللفظ متوقف علی سماع -

اللفظ. وليس مجرد اطلاق اللفظ مستلزما لفهم المعنى، قوله للعلم بوضعه، اشارة
الى علاقة الفهم اذ الوضع هو السبب للدلالة الوضعية واحتراز عن اللفظية الطبعية
اذ لا وضع هناك فلا يكون فهم المعنى فيها لاجل العلم به وعن اللفظية العقلية لتحققها
حيث لا وضع كديز، وانما قال للعلم بوضعه اى بوضع ذلك اللفظ. ولم يقل
بوضعه له اى لمعناه (يعنى لم يزد لفظة له) لئلا يختص المدلول بالدلالة المطابقية لان
فهم المعنى للعلم بوضع اللفظ له ليس الا فى المطابقة، قوله وهى، اى الدلالة
اللفظية الوضعية، قوله اما مطابقة، بفتح البا، مصدر طابق، ثم انحصار الدلالة
اللفظية الوضعية فى المطابقة والتضمن والالتزام عقلى، والحصر العقلى ما يحكم العقل بمجرد
ملاحظة مفهوم القسمة، والاغلب ما يكون دائرا بين النفى والاثبات، قوله
وذلك، اى كون الدلالة الوضعية منحصرة فى الاقسام الثلثة، بيان لدليل الحصر،،،
قوله كدلالة الانسان، اى لفظ الانسان، قوله على الحيوان الناطق، اى على مجموعهما اجمالا
بان يكون المجموع ملتفتا قصدا واما كل واحد منهما فيكون ملحوظا تبعا وضمنا، قوله فان الانسان
علة لتطبيق المثال بالممثل له، قوله ودلالته على معناه، عطف على قوله فدلالة اللفظ آه وهو مبتدأ
وخبره قوله تضمن، قوله فيه، اى فى ذلك المعنى، قوله على الحيوان او الناطق، اى فى ضمن الدلالة
على مجموعهما. وانما قلنا هذا لان دلالة الانسان على الحيوان او على الناطق لا فى ضمن المجموع
دلالة مجازية والمجازية داخلة فى المطابقة، ثم اعلم ان كلمة آو فى قوله او على الناطق لمنع
الخلو او للتخيير فى العبارة، قوله دخل فيه، اى فى ذلك المعنى، قوله خرج عنه، اى عن المعنى،

قوله ذلك المعنى المدلول فاعل لقوله خرج. قوله التزام، خبر لقوله ودلالته. قوله على قابل العلم، معنى القابل هو المتصف بالقوة يعنى القابل بالقوة. قوله وصنعة الكتابة، قال فى الجديدة شرح مير ايساغوجى (قوله وصنعة الكتابة) عطف على العلم لا على القابل كما قيل فان لازم الانسان هو قابلية العلم والكتابة لا العلم والكتابة بالفعل، ولذا لم يقل على العالم والكاتب فان العالم والكاتب انما يطلقان على من هو عالم بالفعل وكاتب بالفعل، وانما زاد لفظ الصنعة اشارة الى ان المراد بالكتابة ه استعمال القلم لا ما هو مصطلح البلغاء حيث يقال لمنشى النظم شاعر ولمنشى النثر كاتب كما ان المراد بالعلم ه هو مطلق الادراك لا ما هو المتعارف بين العلماء من العلوم المدونة. وفى الدر الثانية تحقيق شريف ان شئت الاطلاع فارجع اليه، والله تعالى اعلم بالصواب وعلمه اتم واحكم......

قوله وقابل العلم وصنعة الكتابة خارج عنه اى عن الموضوع له للانسان ولازمه اى لازم الموضوع له، (فائده) اعلم ان قابل العلم وصنعة الكتابة لازم ذهنى للحيوان الناطق الذى هو مدلول مطابقى للانسان وان قابل العلم وصنعة الكتابة ليس لازما بينا بالمعنى الاخص للانسان لظهور ان لا يلزم من تصور الانسان تصوره. بل هو لازم بين بالمعنى الاعم فان من تصور مفهوم الانسان ومفهوم قابل العلم وصنعة الكتابة يجزم باللزوم بينهما ضرورة، قوله من قولهم، اى ماخوذة من قولهم. قوله فى ضمنه، اى فى ضمن الموضوع له، يريد ان التضمن صفة للمدلول المطابقى ان كان المصدر المعلوم وللمدلول التضمنى ان كان المصدر المجهول، قوله فلان اللفظ، اى الدال

ـــه، يعنى ان لفظ التضمن ان كان مصدرا معلوما يكون بمعنى المتضمن على صيغة اسم الفاعل فيكون صفة للمدلول

Scanned by CamScanner

بالالتزام. قوله عن معناه. الضمیر المجرور فی معناه راجع الی اللفظ. قوله الموضوع له. بالجر صفة لقوله معناه. یعنی ان اللفظ لا یدل علی کل امر خارج عن الموضوع له لانه لو دل علی کل امر خارج عن الموضوع له لزم کون اللفظ دالا علی امور غیر متناهیة وهو باطل بشهادة الوجدان. قوله بل علی الخارج. اضراب عن قوله لا یدل. ای بل اللفظ یدل علی الخارج اللازم للموضوع له. یعنی سمیت التزاما لکون الدلالة بسبب اللزوم الذهنی فاختیر فی اسمها الالتزام علی اللزوم الدال علی مطلق اللزوم فان زیادة (١) اللفظ تدل علی زیادة المعنی، ثم الالتزام بمعنی اللزوم المبنی للفاعل وصف للمدلول الالتزامی وبمعنی اللزوم المبنی للمفعول وصف للمدلول المطابقی فسمیت الدلالة باسم وصف احد طرفیه. قال فی الجدیدة واما تسمیة الدلالات الثلث بالمطابقیة والتضمنیة والالتزامیة بالحاق یاء النسبة مع انه فی الظاهر نسبة الشئ الی نفسه فهو مبنی علی انها من انواع اللفظیة الوضعیة ویجوز نسبة الکلی الی اجزائه فنسبت الوضعیة

المطابقی فانه متضمن بالکسر للمدلول التضمن. وان کان مصدرا مجهولا یکون بمعنی المتضمن علی صیغة اسم المفعول ویکون صفة للمدلول التضمن فانه فی ضمن المدلول المطابقی. ثم سمیت هذه الدلالة بالتضمن لمناسبة وجود معنی التضمن فیها. ١٢

---

(١) کما هو فی لفظ الالتزام فانه تدل علی زیادة المعنی وهو الذهنی فان قید الذهنی زائد علی مطلق اللزوم ١٢

اليهما وقيل دلالة مطابقية اى وضعية منسوبة الى ٤ احد انواعه اى المطابقة لتحققها فيهما

وهكذا، قوله وانما قيد، ببيان لفائدة قيد التوسط، قوله لانتقض حد بعض الدلالات

بان يدخل حد بعض الدلالات في بعض، قوله وذلك اى الانتقاض، قوله عن الطرفين

اى الايجاب والسلب، قوله من ذلك، اى المذكور من جواز كون اللفظ مشتركا بين

الكل والجزء وبين اللازم والملزوم، قوله صور اربع، اى اقسام اربعة او اشكال اربعة

قوله ويراد به الامكان العام. الذى هو الجزء، قوله ويراد به الامكان الخاص الذى هو الكل

قوله لانتقض بدلالة التضمن والالتزام، اى انتقض حد المطابقة بهما بان يدخل في حد

المطابقة التضمن والالتزام، قوله اما الانتقاض، الالف واللام فيه عوض عن المضاف

اليه اى انتقاض حد المطابقة، بذا شروع في بيان انتقاض حد المطابقة بالتضمن

قوله وعلى الامكان العام تضمنا، قال السيد الشريف قدس سره يريد ان لفظ الامكان

حين اطلق على الامكان الخاص يدل على الامكان العام دلالة تضمنية وذلك لا ينافي دلالته على الامكان

العام ايضا دلالة مطابقية. وذلك لانه اذا اجتمع في الامكان العام شيئان احدهما كونه جزءا

للمعنى الموضوع له اعنى الامكان الخاص والثانى كونه موضوعا له فلا بد ان يدل لفظ الامكان

عليه دلالتين من تينك الجهتين فاذا اعتبرنا الدلالة التضمنية يصدق عليها انها دلالة اللفظ

على تمام الموضوع له فاذا قيدنا حد المطابقة بقيد التوسط خرجت تلك الدلالة التضمنية عن

حد المطابقة، قوله مما وضع له ايضا، كما ان الامكان الخاص وضع له لفظ الامكان. قوله فلا يكون مانعا

اى فلا يكون حد المطابقة مانعا عن الغير الذى هو التضمن، قوله قيدنا، اى قيدنا حد المطابقة، قوله

لتحققها. اى لتحقق دلالة الامكان على الامكان العام) وان فرضنا آه فعلم ان دلالة الامكان على
الامكان العام اذا اطلق واريد به الامكان الخاص ليست بواسطة ان الامكان موضوع للامكان
العام والالما تحققت حين فرضنا ان الامكان ليس بموضوع للامكان العام. قوله وان فرضنا
كلمة ان وصلية والواو التى قبلها تسمى واو المبالغة قال القارى رحمه البارى فى شرح المشكوة
قال العصام رحمه الله للاثبات طريق اوضح من فرض الانتفاء وهو ان يقة تلك الدلالة
متحققة عند من لا يعلم الوضع للامكان العام فليست لاجل الوضع والا لم تكن متحققة
بدون العلم به قوله بل بواسطة، اضراب عن قوله ليست بواسطة آه اى دلالة
الامكان على الامكان العام حين اطلق واريد به الامكان الخاص وان كانت دلالة
اللفظ على الموضوع له لكن ليست بواسطة آه بل بواسطة ان لفظ الامكان موضوع
للامكان الخاص الذى يدخل فيه الامكان العام، فظهر ان شرط المطابقة (دلالة اللفظ على
معنى بواسطة ان اللفظ موضوع لذلك المعنى) ليس بموجود فلا تكون تلك الدلالة
مطابقة، قوله اما الانتقاض، اى انتقاض حد المطابقة، قوله فلانه، الضمير للشان
قوله وعلى الضوء التزاما. لان الضوء لازم للموضوع له اى الجرم والدلالة على اللازم
التزام، قال السيد السند قدس سره العزيز لما كان الضوء مشتملا على جهتين احدهما
كونه لازما للمعنى الموضوع له اعنى الجرم والثانية كونه موضوعا له فلفظ الشمس يدل
عليه بدلالتين احدهما مطابقة والاخرى التزامية ويصدق على هذه الدلالة الالتزامية
انها دلالة اللفظ على الموضوع له فينتقض حد المطابقة بالالتزام فاذا اعتبر فيها قيد التوسط

لم ينتقض۔ قوله یصدق علیہا۔ ای علی دلالۃ الشمس علی الضوء حین اطلق علی الجرم

قوله انہا۔ ای ان تلک الدلالۃ الالتزامیۃ (دلالۃ الشمس علی الضوء حین ارادۃ الجرم)

قوله دلالۃ اللفظ۔ ای لفظ الشمس، قوله علی ما وضع له۔ ای الضوء نظرا الی ان لفظ الشمس

موضوع للضوء ایضاً والدلالۃ علی الموضوع له مطابقۃ، قوله دخلت۔ ای دلالۃ الالتزام

یعنی دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء، قوله فیہ۔ ای فی حد المطابقۃ۔ قوله و لما۔ للشرط وقوله

قید به شرطه وجزائه قوله خرجت، قوله قید به۔ ای قید حد المطابقۃ بقید التوسط

قوله خرجت عنه۔ ای خرجت تلک الدلالۃ الالتزامیۃ عن حد المطابقۃ، قوله تلک

الدلالۃ ای دلالۃ الشمس علی الضوء، قوله ان اللفظ۔ ای لفظ الشمس، قوله موضوع له۔ ای

للضوء، قوله انه۔ ای ان لفظ الشمس، قوله کان دالا علیه بتلک الدلالۃ۔ ای کان لفظ

الشمس دالا علی الضوء بتلک الدلالۃ الالتزامیۃ۔ قوله بل بسبب۔ یعنی ان الواسطۃ

فی دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء التزاما ہی وضع لفظ الشمس للجرم الملزوم للضوء

لا وضع لفظ الشمس للضوء لانه لو کان دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء بواسطۃ

ان اللفظ موضوع للضوء لما وجد فی وقت فرض عدم وضع اللفظ له دلالۃ الشمس علی الضوء

مع انہا توجد فعلم انه لیس دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء بواسطۃ ان لفظ الشمس موضوع

للضوء، قوله ولو لم یقید۔ ہذا شروع فی بیان انتقاض حد التضمن والالتزام بالمطابقۃ

قوله بذلک القید۔ ای التوسط قوله کان دلالۃ علیه مطابقۃ۔ یعنی ان ہناک دلالۃ مطابقیۃ

وان کان ہناک ایضاً دلالۃ تضمنیۃ لما عرفت فتلک المطابقیۃ تدخل فی حد التضمن ان لم یقید

بذلک القید واذا قید فلا انتقاض، قولہ وصدق علیہا، ای علی دلالۃ لفظ الامکان علی الامکان العام حین اطلق لفظ الامکان علیہ، قولہ انہا، ای ان دلالۃ الامکان علی الامکان العام، قولہ دلالۃ اللفظ، ای الامکان، یعنی صدق علی دلالۃ لفظ الامکان علی الامکان العام حین اطلق علیہ انہا دلالۃ اللفظ (لفظ الامکان) علی معنی (الامکان العام) داخل فی المعنی الموضوع لہ (الامکان الخاص). والحاصل انہ یصدق حد التضمن علی المطابقۃ، قولہ لان الامکان، علۃ لقولہ صدق، قولہ وہو ای الامکان الخاص، قولہ بازائہ ایضا، کما انہ موضوع بمقابلۃ الامکان العام، قولہ قید الحد، ای حد التضمن قولہ خرجت عنہ، ای خرجت المطابقۃ عن حد التضمن قولہ لانہا، ای لان تلک الدلالۃ المطابقیۃ (دلالۃ الامکان علی الامکان العام حین اطلق علیہ) قولہ لیست، ای دلالۃ لفظ الامکان علی الامکان العام مطابقۃ لیست بواسطۃ وضع لفظ الامکان للامکان الخاص الذی دخل فیہ ذلک المعنی ای الامکان العام حتی تکون تضمنیۃ بل بواسطۃ ان لفظ الامکان موضوع بازاء الامکان العام ایضا، یعنی القید المأخوذ فی التضمن (بتوسط ما دخل فیہ ذلک المعنی) لیس بموجود، قولہ لانتقض بدلالۃ المطابقۃ، بان یصدق حد الالتزام علی المطابقۃ فلا یصیر حد الالتزام مانعا عن دخول الغیر، قولہ وصدق علیہا، ای علی دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء حین اطلق وعنی بہ الضوء، قولہ دلالۃ اللفظ (الشمس) علی ما (الضوء) خرج عن الموضوع لہ (الجرم) نظرا الی ان الشمس موضوع للجرم الملزوم للضوء قولہ فہی، ای المطابقۃ (دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء حین اطلق علیہ، قولہ لما خرج، ای لمعنی (جرم) خرج ذلک المعنی ای

الضوء عنہ ای عن الجرم، یعنی دلالۃ لفظ الشمس علی الضوء حین اطلق علیہ لیست بواسطۃ وضع لفظ الشمس للجرم الذی خرج المعنی المدلول ای الضوء عنہ بل بواسطۃ ان لفظ الشمس موضوع بمقابلۃ الضوء ایضاً، یعنی ان القید المعتبر فی الالتزام (بتوسط ما خرج عنہ) مفقود ہہنا فخرجت المطابقۃ عن حد الالتزام، قولہ لما کانت الدلالۃ، المقصود اثبات کون اللزوم الذہنی شرطا للدلالۃ الالتزامیۃ، قولہ عنہ، ای عن الموضوع لہ، قال العصام وذلک (عدم دلالۃ اللفظ علی کل امر خارج عنہ) مستغنی عن البیان کما افادہ نفی ضبس الخفاء فی قولہ لاخفاء، وقال السید السند قدس سرہ والا (ای وان دل اللفظ الموضوع علی کل امر خارج عنہ) لزم ان یکون کل لفظ وضع لمعنی دالاً علی امور غیر متناہیۃ وہو ظاہر البطلان قولہ علی الخارج، ای علی الامر الخارج عن الموضوع لہ قولہ وہو ای الشرط، ان قیل لا نسلم ان اللزوم الذہنی شرط للدلالۃ الالتزامیۃ والا لما تحققت الدلالۃ الالتزامیۃ بدونہ، واللازم باطل لان الدلالۃ الالتزامیۃ موجودۃ بدون اللزوم الذہنی کما فی اللوازم (۱) البعیدۃ والمعمیات (۲)، قلنا نمنع کون اللوازم البعیدۃ من مدلولات الالفاظ والمعمیات ان لم یلزم الانتقال للذہن الیہما بعد کمال تصورات مسمیا الالفاظ، فدلالتہا علیہما ممنوعۃ والا فلا نقض، بدیع المیزان، قولہ ای کون، تفسیر للزوم الذہنی، قولہ المسمی

---

(۱) ہی اللوازم التی تکون فیہا وسائط کثیرۃ ینتقل الذہن الیہا بعد ملاحظۃ جمیعہا ۱۲ حاشیہ بدیع المیزان

(۲) المعمی کلام موزون یدل علی اسم بطریق الرمز والاشارۃ دلالۃ التزامیۃ مع انہ لا لزوم

اللفظ، ای معناه، قوله وهو، ای الشرط، قوله ای کون، تفسیر للزوم الذهنی. قوله یلزم من تصور
المسمی تصوره، ای من ادراکه ادراکه، قوله لامتنع، ای وان لم یتحقق هذا الشرط یمتنع فهمه عن اللفظ
قوله فلم یکن آه ای فلم یکن اللفظ دالا علی الامر الخارج. قوله وذلک، ای وجوب هذا الشرط —
قوله لان دلالة اللفظ علی المعنی بحسب الوضع، ای دلالة اللفظ علی المعنی دلالة وضعیة لا طبعیة —
ولا عقلیة حاصلة بسبب احد الامرین اما لاجل وضع اللفظ بازاء المعنی او لاجل اللزوم —
ان قیل حصر الدلالة الوضعیة فی الشقین غیر صحیح لانه خرج منه التضمنی لعدم دخوله فی الشقین
لان الشق الاول خاص بالمطابقی والثانی خاص بالالتزامی فی بادی النظر قلنا قال السید
السند قدس سره التضمنیة داخلة فی الشق الثانی (او لاجل انه یلزم آه) لان فی المعنی التضمنی
وان لم یوضع له اللفظ لکنه یلزم من فهم المعنی الموضوع له فهمه قطعا، ویفهم من بعض الحواشی جواب
آخر وهو ان الوضع الماخوذ فی قوله اما لاجل انه موضوع، عام قصدیا کان کما فی المطابقیة او
ضمنا کما فی التضمنیة، فالتضمنیة علی هذا الجواب داخلة فی الشق الاول وهو قوله اما —
لاجل انه موضوع) قوله من تصور المسمی تصوره، ای تصور الامر الخارج قوله الامر الثانی، من
الامرین الذین یتحقق الدلالة الوضعیة بسبب احدهما، وهو ان یلزم من فهم المعنی الموضوع له

بین المعمی والاسم کما فی قول الشاعر تعمیة باسم علی، چشم بکشا زلف بشکن جان من ٭ بهر تسکین
دل بریان من ٭ یعنی افتح العین واکسر اللام المشاکلة للمرسل من الشعر وقلب لفظ بریان
هو الیاء ساکن فصار علی، ١٢ حاشیه بدیع المیزان، عفی عنه

فہمہ، قولہ من تحقق المسمی ای المعنی الموضوع لہ، قولہ فی الخارج د، ای فی خارج الذہن
قولہ شرط، ای شرط فی الدلالۃ الالتزامیۃ، وہو خبر ان فی قولہ کما ان اللزوم، اعلم ان المراد
من اللزوم الذہنی انہ کلما تحقق الملزوم فی الذہن تحقق اللازم فیہ کالبصر بالنسبۃ الی العمی فان
العمی اذا تحقق فی الذہن تحقق البصر فیہ، ومن اللزوم الخارجی انہ کلما تحقق الملزوم فی الخارج
تحقق اللازم فی الخارج ای فی نفس الامر کطلوع الشمس بالنسبۃ الی وجود النہار وکالزوجیۃ
بالنسبۃ الی الاثنین فان طلوع الشمس اذا تحقق فی الخارج تحقق وجود النہار فیہ
وکذلک اذا تحقق الزوجیۃ فی الخارج تحقق الاثنین فی الخارج، فائدہ ان قیل
ان تمثیل المصنف للدلالۃ الالتزامیۃ بقابل العلم وصنعۃ الکتابۃ لا یصح لان الدلالۃ الالتزامیۃ
عندہم عبارۃ عن کون الامر الخارجی بحیث یلزم من حصول المسمی فی الذہن حصولہ فیہ
ولیس یلزم من حصول الحیوان الناطق فی الذہن حصول قابلیۃ العلم وصنعۃ الکتابۃ فیہ،
اجیب عنہ بان اللزوم الذہنی المعتبر بین الانسان والقابلیۃ المذکورۃ ہو اللزوم البین
بالمعنی الاعم وتمثیل المصؒ ناظر الیہ، ولک ان تقول ان اطلاق اللزوم الذہنی الذی ہو الشرط فی
الدلالۃ الالتزامیۃ علی اللزوم البین بالمعنی الاعم وہو الذی یکفی تصور الملزوم مع تصور اللازم فی
الجزم باللزوم بینہما بخلاف الاصطلاح لان المعتبر عندہم فی الدلالۃ الالتزامیۃ ہو اللزوم البین
بالمعنی الاخص اعنی امتناع انفکاک الامر الخارجی عن المسمی فی الذہن سواء کان مجرد تصور
الملزوم کافیا فی جزم الذہن باللزوم اولا، والحق ان ہذا المثال لیس للازم المعتبر عندہم بل
للازم المطلق من غیر النظر الی اعتبارہ فی الدلالۃ الالتزامیۃ فہو تنظیر لا تمثیل مع ان المناقشۃ
فی المثال

لیست من داب المحصلین، واجاب عنه العلامة الفناری بان ہذا المثال مبنی علی مذہب
الامام لا علی مذہب الجمہور، والامام یکتفی باللزوم البین بالمعنی الاعم فی الدلالة الالتزامیة،
قولہ لوکان اللزوم الذہنی شرطا، ای فی دلالة الالتزام. **قولہ** واللازم، ای عدم
تحقق الدلالة الالتزامیة بدون الملازمة الخارجیة **قولہ** فالملزوم ای کون الامر الخارجی شرطا
فی الدلالة الالتزامیة **قولہ** مثلہ ای مثل اللازم، یعنی باطل **قولہ** اما الملازمة، شروع
لاثبات الملازمة بین اللزوم الخارجی وتحقق الدلالة الالتزامیة، ای اما اثبات الملازمة آہ
قولہ تحقق المشروط، ای دلالة الالتزام **قولہ** بدون الشرط ای اللزوم الخارجی. والمراد
من الشرط ہو الذی یتوقف علیہ الشیئ ولم یدخل فی ہذا الشیئ کالوضوء للصلوۃ فان
الوضوء موقوف علیہ للصلوۃ ولیس بداخل فیہا **قولہ** فلان العدم، ای الذی مفہومہ
عدمی کالعمی فان مفہومہ عدم البصر عما من شانہ ان یکون بصیرا، ولا شک انہ عدمی
والمراد من المفہوم العدمی ما کان فیہ نفی **قولہ** علی الملکة، ای علی الذی مفہومہ عدمی کالبصر فان
مفہومہ قوۃ تدرک العقل بہا المحسوسات البصریة، والمراد من المفہوم الوجودی ما لم یکن
فیہ نفی **قولہ** لانہ، ای لان العمی، **قولہ** من شانہ، الضمیر راجع الی ما فی قولہ عما انما قید مفہوم
العمی بہذا د عما من شانہ آہ) حتی یخرج منہ الجمادات والنباتات کالحجر والشجر یصدق
علیہا عدم البصر لکن لیس من شانہما ان یکون بصیرا فکان ہذا اشارۃ الی ان العمی لا یطلق
علی الجمادات والنباتات، قولہ مع المعاندة بینہما، ظرف لقولہ یدل ای مع المخالفة بین
العمی والبصر فی الخارج، فعلم ان الملازمة الخارجیة لیست بشرط والا یلزم تحقق المشروط

بدون تحقق الشرط، وہذا باطل قطعا، فثبت ان المراد من اللزوم ہو اللزوم الذہنی، قولہ، جزء مفہوم العمی: لان العمی اذا کان موضوعا لعدم البصر فالبصر جزء للمعنی الموضوع لہ، قولہ فلا یکون دلالتہ علیہ ای دلالۃ العمی علی البصر التزاما لان الالتزام دلالۃ اللفظ علی الخارج والبصر لیس بخارج بل ہو جزء لمفہوم العمی، فیصدق علی دلالۃ العمی علی البصر انہا دلالۃ اللفظ علی جزء الموضوع لہ وہذہ ہی التضمنیۃ، قولہ قولہ بل بالتضمن لانہا دلالۃ علی جزء الموضوع لہ وہو البصر الذی وقع جزء من عدم البصر الذی وضع لہ العمی، قولہ العمی عدم البصر یعنی انہ موضوع للعدم المضاف الی البصر بحیث یکون البصر خارجا عنہ لا انہ موضوع للعدم والبصر معا، لانہ اذا کان البصر خارجا عن مفہوم العمی کان مفہومہ العدم المطلق فیصح اطلاقہ علی کل عدم، لانا نقول المضاف اذا اخذ من حیث ہو مضاف کانت الاضافۃ داخلۃ فیہ والمضاف الیہ خارج عنہ والعمی کذلک فانہ عدم من حیث انہ مضاف الی البصر لا عدم من حیث ذاتہ، وحاصلہ ان التقیید داخل فی مفہوم العمی والقید (البصر) خارج عنہ، واذا اخذ من حیث ذاتہ کان المضاف الیہ والاضافۃ ایضا خارجا عنہ، فالحاصل ان الاضافۃ الی البصر داخلۃ (١) فی مفہوم العمی والمضاف الیہ خارج فیکون البصر خارجا عنہ، قولہ یکون البصر خارجا عنہ ای عن مفہوم العمی فلا یکون دلالتہ علیہ تضمنیۃ لانہا لا تتحقق الا فی اللفظ الذی یکون معناہ الموضوع لہ مرکبا لا بسیطا وہذا معنی العمی ہو العدم المضاف الی البصر بسیط اذ لم یعتبر فیہ البصر بل انما اعتبر التقیید فی اللحاظ، قولہ والا لاجتمع، ای وان لم یکن البصر خارجا عن مفہوم العمی بل داخل فیہ لاجتمع فیہ

---

(١) وفرق بین جزء الشیئ وجزء مفہومہ لان البصر لیس جزء من العمی والا لم یتحقق العمی بعد تحققہ بل ہو جزء

ای فی العمی الضدان اللذان ہما البصر وعدم البصر، واجتماع الضدین غیر جائز، (خائدہ) اللزوم علی قسمین، خارجی وہو کون الخارج بحیث یلزم من تحقق المسمی فی الخارج تحققہ فیہ کالاسہال لشرب السقمونیا، ت وذہنی وہو کون الخارج (ای المعنی الخارج عن الموضوع لہ) بحیث یلزم من تحقق المسمی فی الذہن تحققہ فیہ کالعمی للبصر، ثم الذہنی علی قسمین، عقلی و عرفی لان استحالۃ تصور الموضوع لہ بدون الامر الخارج اما بمقتضی العقل بان العقل یحکم باستحالۃ ذلک التصور فاللزوم الذہنی عقلی، واما بمقتضی العرف وجری العادۃ بان العقل یجوز تصور الموضوع لہ بدون الامر الخارج لکن بحسب العادۃ استحال ذلک التصور فاللزوم الذہنی عرفی (ویقال لہ اللزوم العادی ایضا) قولہ اراد ببیان نسب آہ جواب دخل مقدر تقدیرہ ان قولہ المطابقۃ لاتستلزم التضمن آہ مسئلۃ من مسائل الالفاظ وہو سالبۃ والمسئلۃ لاتکون سالبۃ فاجاب بما حاصلہ انہ من تتمۃ التعریفات موجب لمزید انکشاف الدلالات ولیس مسئلۃ من مسائلہا، قولہ لبعضہا مع بعض بدل من الدلالات قولہ بالاستلزام متعلق (۱) بقولہ نسب الدلالات لا بقولہ بیان والباء للتصویر فہو تصویر للنسب قولہ وعدمہ ای عدم الاستلزام، قولہ ای لیس متی، اراد ببیان ان المراد بنفی الاستلزام (فی قولہ لاتستلزم التضمن) نفی الاستلزام الکلی لا سلب مطلق الاستلزام اذ قد یستلزم

(۱) ولما اعترض بناء علی زعم ان قولہ بالاستلزام وعدمہ متعلق بالبیان بان بیان الشـ

مفہومہ حیث لم یکن تعقلہ الا مضافا الیہ، ولا یلزم من ترکیب المفہوم ترکیب الحقیقۃ، ١٢

المطابقة التضمن كما فى المركبات وليس مقصوده تفسير اللزوم لانه مستغن عن البيان
فلا يرد ما قيل معنى (مبتدأ) قوله متى تحققت المطابقة تحقق التضمن دوام (خبر) الاتصال وهو اعم من اللزوم،
فلا ينبغى تفسير الاستلزام به، ان قيل ان متى على ما فى المطالع نقلا عن الشيخ ظاهر فى
الاتفاق ضعيف الدلالة على اللزوم فلا يصح تفسير اللزوم به. قلنا قد زيفه الشارح فى شرحه على
المطالع ولم يقبله، قوله لجواز، متعلق بقوله ليس متى آه اكتفى بالجواز لانه يكفى فى نفى اللزوم لا لانه لم يجد
وقوعه كيف ولفظ الله والضمائر الراجعة اليه موضوعات لمعنى بسيط، ان قلت لم لم يتعرض
الشارح لبيان استلزام الالتزام التضمن، قلت قال السيد فى حواشيه بهذا الدليل
(لجواز ان يكون اللفظ آه) ايضا يعرف (١) ان الالتزام لا يستلزم التضمن فان المعنى البسيط
اذا كان له لازم ذهنى كان هناك التزام بلا تضمن، قوله فغير متيقن، اعترض العلامة
عصام الدين على الشارح بان الاولى ان يقول فغير معلوم مكان فغير متيقن لان نفى التيقن فى قوله
فغير متيقن لا ينفى كون الاستلزام (٢) مظنونا بل مجزوما والمقصود (الواو للحال) انه (٢) مشكوك، واجاب عنه
الفاضل اللاهورى العلامة عبد الحكيم رحمه الله فى حواشيه على الكتاب بانه لم يقل فغير معلوم

قاصرا لان ارادة البيان لا ينحصر فى البيان بالاستلزام وعدمه بل بالتوقف ايضا كما فى قوله واما
استلزامها الالتزام فغير متيقن دفعه بقوله متعلق بالنسب لا بالبيان وح يكون النسب
مقيدة بالاستلزام وعدمه اذ لا شبهة فى ان بين كل واحد من المطابقة والتضمن وبين الالتزام
فى نفس الامر اما استلزاما او عدمه والا لزم ارتفاع النقيضين ويكون البيان مطلقا، ١٢

(١) ووجه كونه معلوما من هذا الدليل انه قال لمعنى بسيط والنكرة الموصوفة تعم فتفيد جواز الوضع لكل معنى

لان العلم شائع عندہم (۱) فی مطلق الادراک (ای الصورۃ الحاصلۃ عند العقل) ولاشبہۃ فی تصور الاستلزام ولان (۲) المقصود نفی العلم الیقینی باثبات الاستلزام ونفیہ سواء کان ذلک النفی مشکوکا ای حاصلا فی ضمن الشک اوالظن، قولہ من تصور المعنی تصورہ، ای تصور اللازم، قولہ لازم کذلک، ای یلزم من تصور الماہیۃ تصورہ، قولہ لجواز، متعلق بقولہ غیر معلوم قولہ شیئا کذلک، ای یلزم من تصور الماہیۃ تصور ذلک الشیئ، قولہ موضوعا لتلک الماہیۃ ای التی لاتستلزم شیئا کذلک، قولہ لکان دلالتہ علیہا، ای دلالۃ اللفظ علی تلک الماہیۃ قولہ وزعم الامام، ای فخر الدین الرازی رحمہ اللہ، قال العصام دل عبارۃ الشیخ علی کذب قول الامام لان استعمال الزعم شائع فی الباطل حتی قالوا زعموا مظنۃ الکذب، فی القاموس الزعم القول الحق والباطل واکثر مایستعمل فیہ ہوالشک ہذا، فضبط الاقوال فی نسبۃ المطابقۃ مع الالتزام التوقف والاستلزام وعدمہ، قال السید السند قدس سرہ

بسیط سواء کان لہ لازم ذہنی اولا. ففیما اذاکان لہ لازم ذہنی یتحقق الالتزام بدون التضمن، ۱۲

(۱) ای عند المناطقۃ فلوذکر غیر معلوم فی کلامہم سبق الذہن الی ان معناہ غیر مدرک ومتصور وہو غیر صحیح اذلاشبہۃ فی تصور استلزام المطابقۃ الالتزام والالم یصح الحکم علیہ بانہ غیر معلوم، ۱۲

(۲) یعنی لیس المقصود الشک بالاستلزام کما وہم من انطباق الدلیل علیہ. بل نفی علم الیقینی بہ سواء کان فی ضمن الشک اوالظن، وہذا مفاد نفی التیقن ونفی العلم وان افادہ فی نفسہ لکنہ مساو للشک عرفا ولذالم یقل غیر معلوم، ۱۲

مبنی زعم الامام علی ان سلب الغیر لازم ذہنی لکل[۱] معنی من المعانی، فیلزم من حصوله فی الذہن حصوله فیه، ولیس بصحیح فانا نتصور کثیرا من المعانی مع الغفلة عن سلب غیرہا عنہا، ولو صح لاستلزم[۲] کل تصور تصدیقا وہو باطل قطعا، نعم سلب الغیر لازم بیّن بالمعنی الاعم وہو ان یکون تصور الملزوم مع تصور اللازم کافیا فی الجزم باللزوم، والمعتبر فی الالتزام ہو اللازم البیّن بالمعنی الاخص وہو ان یکون تصور الملزوم مستلزما لتصور اللازم، قوله لان تصور، المراد به العلم بالمعنی الاعم المتناول للتصور والتصدیق، قوله واقله، ای اقل لازم الماہیة او اقل الاستلزام، قوله انہا لیست غیرہا، ای ان تلک الماہیة لیست غیر نفسہا بل ہی ہی لان سلب الغیر لازم ذہنی لکل معنی من المعانی فیلزم من حصول المعنی فی الذہن حصول السلب فیه، قوله انہا لیست غیرہا یعنی لا تصدق علی غیرہا کما انه لا یصدق زید علی عمرو، قوله فکثیرا ما، نصب علی انه صفة للظرف وہو حینا والعامل فیه نتصور فالمعنی وحینا کثیرا نتصور آہ، قوله ولم یخطر، بضم الطاء ویجوز الکسر من حد نصر وضرب ـــــ، قوله بسبب الذا،

---

(۱) ووجه الاستلزام ان تصور الماہیة تصور وقوله انہا لیست غیرہا تصدیق فیلزم ان یکون کل تصور مستلزما للتصدیق وہو باطل، ۱۲

(۲) فلا یصح ما قلتم انه یجوز ان یوضع اللفظ لمعنی بسیط لا جزء له ولا لازم له لان کونه لیس غیرہ لازم لکل معنی من المعانی، ۱۲

البال القلب، قوله فضلاً، مصدر لفعل مقدر ای فضل غیرالماہیۃ فضلا عن ان
الماہیۃ لیست غیرہا، فاذالم یلزم من تصورالماہیۃ تصورالغیر مع کونہ مفردا فلایلزم
ادراک سلب الغیر من تصورالماہیۃ بالطریق الاولی اذ ہومعنی مرکب تصدیقی ...
قولہ ومن ہذا، ای من الدلیل الذی ذکرہ المصؒ بقولہ لان وجود لازم ذہنی آہ وہذا شروع فی
بیان عدم استلزام التضمن الالتزام، قولہ بازائہ، الضمیر راجع الی ما فی مالایکون آہ، والمراد بہ
الماہیۃ، قولہ علی اجزائہ، الضمیر راجع الی ما المذکور قولہ دون الالتزام، لعدم العلم بوجود اللازم،
قولہ وفی عبارۃ المصؒ، ای قولہ ومن ہذا تبین عدم استلزام آہ، قولہ تسامح، قال السید السند
قدس سرہ فی تعلیقاتہ، التسامح ان لایعلم الغرض من الکلام ویحتاج فی فہمہ الی
تقدیر لفظ آخر، قولہ مماذکرہ، ای فی بیان عدم استلزام المطابقۃ الالتزام، قولہ لیس تبین،
نصب علی انہ خبر لیس واسمہ ضمیر فیہ راجع الی ـــــ اللازم، ای اللازم من المذکور لیس تبین آہ
والحال ان المصنف رحمہ اللہ قال ومن ہذا تبین عدم استلزام آہ یعنی ان الذی قال المصنفؒ
من ظہور عدم استلزام آہ بقولہ تبین عدم استلزام آہ لیس بلازم مماذکرہ بل اللازم منہ ہو
ظہور عدم تبین استلزام آہ وبعبارۃ اخری الذی یلزم من قولہ تبین عدم استلزام آہ
ہو نفی الاستلزام، ومایلزم مماذکرہ ہو نفی ظہور الاستلزام، (۱)

فالحاصل ان مفاد قولہ ومن ہذا تبین عدم استلزام آہ ان الذی یلزم مماذکرہ المصؒ
ہو ظہور عدم استلزام آہ والحال ان اللازم مماذکرہ ہو عدم ظہور استلزام آہ لا۔

(۱)

ظہور عدم استلزام آہ الذی قال المصنف رحمہ اللہ، قولہ لیس تبین آہ قال الشارح رحمہ

اللہ فی شرح المطالع والمطابقۃ لاتستلزم الالتزام لجواز ان لایکون للمسمی لازم بین

یلزم فہمہ فہم المسمی البین بالمعنی الاخص ورح تتحقق دلالۃ المطابقۃ بدون الالتزام لعدم شرطہ

وبذا انما یفید عدم العلم بالاستلزام لاالعلم بعدم الاستلزام، واجیب عن الشارح

بان فی عبارۃ المصؒ مضافا محذوفا من قولہ استلزام فتقدیر العبارۃ ومن ہذا تبین عدم تبین استلزام آہ

فاندفع الشارح، قولہ لانہما تابعان لہا، ہذہ صغری الدلیل وکبراہ قولہ والتابع من حیث

انہ آہ، والنتیجۃ قولہ بہما یوجدان معہا وہو المدعی، والحد الاوسط قولہ التابع،،،

قولہ قید بالحیثیۃ، ای قید المصؒ التابع بالحیثیۃ حیث قال والتابع من حیث

انہ آہ، قولہ احترازا، مفعول لہ لقولہ قید، قولہ عن التابع الاعم، ای من المتبوع، قولہ وقد

توجد، ای الحرارۃ، قولہ بدونہا، ای بدون النار، قولہ کالحرکۃ، قال الراغب رحمہ اللہ تعالیٰ

فی المفردات الحرکۃ ضد السکون ولاتکون الا للجسم وہو انتقال الجسم من مکان الی مکان،

قولہ من حیث انہا، ای النار، قولہ وفی ہذا البیان، ای الدلیل الذی ذکرہ بقولہ لانہما تابعان

لاثبات الدعوی وہی قولہ لاتوجدان الا معہا، قولہ منعنا ہا، ای منعنا الصغری ای ما

سلمناہا، ووجہ المنع مذکور فی حاشیۃ السید السند رحمہ اللہ، قولہ وان لم یقید بہا

ای بالحیثیۃ، قولہ لم یتکرر الحد الاوسط، لان الاوسط ای التابع فی الکبری مقید حیث

قیل والتابع من حیث انہ تابع وفی الصغری مطلق فالحد الذی ہو فی الصغری (ای

التابع المطلق) لم یتکرر فی الکبری لان المذکور فی الکبری ہو التابع المقید لا المطلق،

قولہ فلم ینتج، ای الشکل المطلوب لان تکرار الاوسط شرط للانتاج، قولہ ویمکن

ان یجاب، اشارة الی ضعف الجواب وقوة السوال، قوله عنه، ای عن النظر،

قوله بان الحیثیة فی الکبری، قال السید قدس سره العزیز یعنی (۱) ان قولنا من حیث ہو تابع فی قولنا والتابع من حیث ہو تابع لایوجد بدون المتبوع متعلق بالمحکوم به (۲) اعنی لایوجد لا بالمحکوم علیه اعنی التابع حتی یلزم عدم تکرر الاوسط، فیصیر الکلام رح ھکذا التضمن تابع وکل تابع لایوجد بدون متبوعه الذی ہو المطابقة من حیث ہو تابع، قال السید والاولی (۳) فی بیان استلزامهما للمطابقة ان یقال بهما یستلزمان الوضع المستلزم للمطابقة فیستلزمانها قطعا،

قوله بل للحکم، ای بل الحیثیة قید للحکم الکائن فی الکبری، قوله فیتکرر الاوسط، لان الحیثیة رح فی الکبری ایضا مطلق، قوله نعم، ای حین اذ جعل الحیثیة قیدا للمحکوم به تکرر الاوسط لکن لم یحصل المطلوب، قوله من المقدمتین، ای الصغری والکبری، قوله وہو، ای التضمن من حیث انه تابع لایوجد بدون المتبوع، قوله وہو، ای المطلوب،

قوله غیر لازم من الدلیل، ای الذی ذکره بقوله لانهما تابعان لها والتابع آه، حاصله ما قال السید قدس سره فی حواشیه من ان اللازم من الدلیل رح ان التضمن والالتزام لایوجدان

---

(۱) حاصله اختیار الشق الثانی واثبات تکرار الاوسط بجعله متعلقا للمحکوم به، ۱۲ حاشیه میر قطبی

(۲) قال العصام رحمه الله وہو (المحکوم به) العامل فیها قدمت علیه اذ الاضنة فی التقدیم سیما فی الظروف، ۱۲

(۳) وجه اولویته سلامة ہذا البیان عن توجه النظر المذکور الیه، ۱۲

بدون المطابقة موصوفين بصفة التبعية للمطابقة، والمقصود انهما لا يوجدان بدونها مطلقا اى سواء كانا موصوفين بصفة التبعية اولا، قوله ان التضمن مطلقا، اى سواء كان موصوفا بصفة التبعية اولا، قوله بجزء منه، لفظة من مع المجرور صفة لقوله جزء لان الجار والمجرور اذا كان ما قبله نكرة يكون صفة، واذا كان معرفة يكون حالا، قوله فان قصد بجزء منه الدلالة على جزء معناه، اى معناه المقصود، قوله الى موضوع ما (١)، اى الى ذات قائم به الرمى (٢) قوله الى موضوع ما، قال فى حاشية قال اقول لان المشتق يعتبر فيه المعروض الذى قام به مبدأ الاشتقاق، قوله ومجموع المعنيين آه، قال السيد قدس سره يعنى ان هذا المجموع معنى مطابقى لهذا اللفظ يدل عليه مطابقة، وذلك لان المطابقة دلالة اللفظ على المعنى الموضوع له سواء كان هناك وضع واحد كدلالة الانسان على الحيوان الناطق او اوضاع متعددة بحسب اجزاء اللفظ والمعنى كرامى الحجارة مثلا فان الجزء الاول منه موضوع لمعنى والجزء الثانى لمعنى آخر فاذا اخذ مجموع المعنيين معا كان مجموع اللفظ موضوعا لمجموع المعنى لا وضع عين اللفظ لعين المعنى بل وضع اجزائه لاجزائه، والمطابقة تعم القبيلتين معا، قوله فلابد، اى فلابد لتحقق المركب من تحقق اربعة امور، قوله للفظ، اى للفظ المركب، قوله من اللفظ، متعلق بقوله المقصود، قوله مقصودة، خبر يكون، قوله فيخرج، تفريع على قوله فلابد،

---

(١) قال العلامة عبد الحكيم شرف قادرى فى حاشية المرقاة ان الرامى يدل على ذات مبهمة قام به الرمى، واللام يدل على التعيين، ١٢ (٢) يعنى ان المراد بالوضع معناه اللغوى اى القيام والاتصاف، فمعنى الموضوع ذات قائم به الحدث، فحاصل كلام الشارح رحمه الله ان الغرض منه رمى ينتسب الى ذات قائم به الرمى، ١٢ غلام احمد بر سيالكوٹى،

قولہ عن الحد، ای عن حد المرکب، قولہ مالا یکون، ای اللفظ الذی لایکون آہ قولہ کہمزۃ الاستفہام

یعنی ء، قولہ کزید، معناہ ہو الشخص المعین وجزء لفظہ کالزاء مثلا لایدل علی جزء

ذلک المعنی کالوجہ مثلا، قولہ کعبد اللہ علما، واما اذا لم یکن علما فیکون مرکبا اضافیا

کرامی الحجارۃ، قولہ ای الذات المشخصۃ تفسیر للمعنی المقصود، قولہ وما یکون لہ، عطف

علی قولہ مالا یکون، ای ـــ ویخرج عن حد المرکب مالا یکون آہ، قولہ اذا سمی بہ شخص

واما اذا جعل علما لغیرہ کالجبل مثلا فیکون مثل عبد اللہ فی عدم دلالۃ جزئیہ علی جزء معناہ

المقصود، انما قال شخص انسانی ولم یقل فرد انسان لان الشخص یقال بالنسبۃ الی الذاتیات

بخلاف الفرد فانہ اعم، قولہ اذا سمی بہ شخص انسانی، واذا لم یکن علما کان مرکبا تقییدیا من

الموصوف والصفۃ، قولہ فان معناہ، تعلیل لصحۃ التمثیل، ای فان معنی ذلک اللفظ الذی

ہو الحیوان الناطق، قولہ رح، ای حین اذا سمی بہ شخص انسانی، قولہ جزء اللفظ، ای الحیوان

الناطق، (۱)، قولہ لانہ دال، دلیل لقولہ دال علی جزء المعنی المقصود، قولہ وہی جزء لمعنی اللفظ

ای الماہیۃ الانسانیۃ جزء المعنی المقصود فیکون مفہوم الحیوان ایضا جزء ذلک المعنی

المقصود لان جزء الجزء جزء، فالحیوان الذی ہو جزء اللفظ یدل علی المفہوم الذی ہو جزء المعنی

المقصود من اللفظ، قولہ جزء لمعنی اللفظ، المراد باللفظ ہو الحیوان الناطق، قولہ المقصود، صفۃ

---

(۱) فان قلت الحیوان الناطق لفظان لا لفظ فلم قال جزء اللفظ، قلت لا، بل ہو لفظ لان اللفظ

باعتبار تعریفہ یعم المفرد والمرکب، وتعریف اللفظ ما یتلفظ بہ الانسان حقیقۃ کان او حکما

موضوعا او مہملا مفردا او مرکبا، ۱۲

لمعنى فی قوله معنى اللفظ، قوله لیست بمقصودة فی حال العلمیة، ای غیر مقصودة فی

المحاورات اذ العلم لایراد به الا الذات المشخصة من غیر نظر الی الحقیقة، قوله یتناول الالفاظ

الاربعة، ای القیود الاربعة المذکورة بقوله فیخرج عن الحد ما لا یکون آه قوله طبعا، قدم

معنى التقدم الطبعی فی صـ ، قوله وضعا، ای ذکرا یعنی لما کان المفرد مقدما علی المرکب

طبعا کان ینبغی ان یکون ذکره ایضا مقدما علی المرکب لیوافق الوضع الطبع، فلم

اخر ذکره عن المرکب، قوله ومخالفة، ای والحال ان مخالفة آه، قوله فی قوة الخطاء، اشارة

الی انه لیس بخطا حقیقة، ثم اعلم ان لفظ القوة ههنا لیس بمعنی التلازم کما فی قولهم

المهملة فی قوة الجزئیة، بل بمعنی الطاقة ای توانائی، قوله للمفرد والمرکب، ای للفظهما الا لما

صدقا علیه، اذ الکلام فی لفظهما الا فی افرادهما، قال العلامة السیالکوتی عمم الاعتبارین

لهما ثم خص البیان باعتباری المفرد (۱) اشارة الی ان مدار الجواب تحقق اعتباری

المفرد وان فرض عدم تحققهما فی المرکب، قوله وهو، ای الذات، قوله من زید وعمرو، بیان

لما فی قوله ما صدق علیه، قوله وهو ما وضع، قال عصام الدین رحمه الله اعترض علی الشـ

بانه کان الاولی ان یقول لکل من المفرد والمرکب مفهوم وما صدق علیه علی طبق ما ذکر فی

نظیرهما من الکاتب، واجیب بانه لم یقل کذلک اشارة الی ان تقدیم المفرد علی المرکب

دائر علی اعتبار ذینک الحالین ای المفهوم وما صدق علیه یعنی یکفی للتقدیم مجرد اعتبارهما

لا تحققهما، قوله وهو، ای الذات، قوله ما صدق علیه المفرد، قال عصام وترک بیان

---

(۱) افاد قدس سره ان المراد من اللفظ والمفهوم (الواقعین فی قوله وثانیهما بحسب المفهوم وهو ما وضع اللفظ آه) فی الاعتبار الثانی لفظ المفرد ومفهومه بقرینة مقابلته بالاعتبار

ماصدق علیہ المرکب لغایۃ ظہورہ ببیان ماصدق علیہ المفرد، والاولیٰ ان یقٓ انہ انما خصہ ثانیا بالمفرد لان المنظور لہ فی السوال والجواب الآتی الاعتباران فی المفرد، وذکر المرکب اولا لافادۃ ان الاعتبارین المذکورین لیسا قاصرین علی المفرد، قولہ من زید، بیان لما فی قولہ ماصدق علیہ المفرد، قولہ ما وضع اللفظ، ای لفظ المفرد، قولہ کالکاتب، مثال لکلا الاعتبارین للمفرد، قولہ المفرد مقدم علی المرکب طبعا، مقول لقول، قولہ ان ذات المفرد، مفعول عنیتم، ۱ قولہ فسلم، ای لان زیدا موجود قبل وجود قولک زید قائم، قولہ ہہنا، ای فی بیان المفرد والمرکب، قولہ فی التعریف، خبر لقولہ تاخیرہ، ای تاخیرہ کائن وحاصل فی التعریف، قولہ والتعریف لیس بحسب الذات، ای لیس ملحوظا ومنظورا فیہ الذات، قولہ بل بحسب المفہوم، ای بل المنظور فیہ المفہوم قولہ وان عنیتم بہ، ای بقولکم المذکور، وہو المفرد مقدم آہ، قولہ فان القیود، ای القیود اللتی ینحل الیہا مفہوم المفرد، قولہ وجودیۃ، فیہ ان المرکب امر اعتباری واذا کان کذلک فکیف یجعل قیودہ وجودیۃ، والجواب ان المراد بکونہ وجودیا ان العدم لیس داخلا فی مفہومہ فلاینافی انہ امر اعتباری، (فائدہ) قال قل احمد فی حواشیہ علی السیالکوتی ان للوجودی والعدمی معان، الاول مالایدخل فی مفہومہ السلب، ومایدخل فیہ، الثانی ما من شانہ الوجود الخارجی، ومالیس کذلک، والثالث الموجود والمعدوم الخارجیان، والرابع الموجود والمعدوم المطلقان، والخامس مایکون عدما مضافا مرکبا وجودی کعدم البصر عامن

۱ قولہ مقدم علی ذات المرکب، ای طبعا لاحتیاج المرکب الیہ فالاولیٰ ان یقدم وضعا والالزم المخالفۃ بین الوضع والطبع اللتی ہی فی قوۃ الخطأ عند المحصلین، ۱۲

شانه، او غير مركب كعدم قبول الشركة وما يكون بخلافه. والمراد المعنى الاول

قوله وقدمه، اى المفرد، فى الاقسام، اى فى التقسيم، لانه سيأتى تقسيم المفرد الى كلمة

والى اداة والى اسم قبل ان يقسم المركب الى تام وغير تام والتام الى خبر وانشاء، قوله والاحكام

اى وفى الكلام على بيان صحة الحكم وعدم الصحة اعنى من قول المص ان لم يصلح لان يخبر به

وحده فهو الاداة آه، وهذا فى المعنى تقسيم لكن لوحظ قوله لان يخبر به وعليه آه، فجعل ذلك

كلاما عليه من جهة الاحكام اى الحكم، قوله لانها، اى لان كل واحد من الاقسام والاحكام،

قوله بحسب الذات، اى بحسب الافراد، اى المنظور له الافراد، واعترض بان التقسيم

ضم قيود متباينة الى المفهوم فى التقسيم الحقيقى او ضم قيود متخالفة فى الاعتبارى، فالتقسيم

رح انما هو للمفهوم لا للافراد، واجيب بان قوله لانها بحسب الذات، اى لان المقصود

من التقسيم الذات اى الماصدقات، اى المقصد من التقسيم تحصيل الماصدقات لذلك الامر

الكلى، مثلا المقصود من ضم ناطق وصاهل للحيوان تحصيل ماصدقاته وهى الانسان والفرس،

ولا يضرنا فى كون هذه ماصدقات للحيوان كونها فى نفسها مفهومات، ثم ان كون الحكم

بحسب الذات ظاهر لان المراد من الموضوع الافراد، قوله وانما اعتبر فى المقسم

اى فى مقسم المفرد والمركب، قوله دلالة المطابقة، حيث قال والدال بالمطابقة ان قصد،

اى انما اعتبر المطابقة وحدها ولم يعتبر[1] مطلق الدلالة بحيث يندرج فيها التضمن والالتزام

قوله دلالة جزئه، هذا فى المركب، قوله وعدم دلالته عليه، هذا فى المفرد، قوله لا دلالة جزئه، اى

---

[1] بان قال والدال ان قصد آه، ١٢

لا العبتر ذلک مع المطابقة، ولیس المراد اعتبر التضمن والالتزام دون المطابقة وان
کان ظاہرہ ذلک لان ہذا لم یذہب الیه وہم واہم، ثم ہذا المنفی اعنی اعتبار الترکیب
والافراد باعتبار الثلثة یحتمل ان المراد منه ان اللفظ لایقال له مرکب الا اذا دل اللفظ علی جزء
المعنی المطابقی والتضمنی والالتزامی، ویحتمل ان الترکیب یتحقق بدلالة جزء اللفظ علی جزء المعنی
مطلقا ای جزء کان، والاول مستبعد جدا، فتعین ان المنفی ان الترکیب یتحقق بای
اعتبار کان، قوله لا دلالة جزئه له، ہذا فی المرکب، قوله وعدم دلالته، ہذا فی المفرد، قوله فانه لو اعتبر
التضمن، ای مع المطابقة، یعنی لو قیل ان الدال بالتضمن ان قصد بجزء منه الدلالة علی جزء معناه
التضمنی، وکذا الحال فی الالتزامی، قوله لزم ان یکون اللفظ، واللازم باطل فکذا الملزوم، فبطل
اعتبار التضمن، قوله موضوعین، صفة لفظین، قوله مفردا، خبر یکون، قوله لعدم، علة لکون
اللفظ المذکور مفردا، قوله اذ لا جزء له، علة لقوله عدم دلالة جزء آه، قوله وان یکون، ای ولزم
ان یکون، ہذا الطال لاعتبار الالتزام، فتعین ان المعتبر دلالة المطابقة، قوله الموضوع
صفة لقوله اللفظ، قوله لازم، ای لذلک المعنی لازم، قوله ذہنی، صفة لقوله لازم، قوله
بسیط، صفة ثانیة للازم، قوله مفردا، خبر یکون، قوله لان، علة لقوله وان یکون، قوله من جزء

له بان یکون المفرد ما لا یدل جزء لفظه علی جزء معناه التضمنی، والمرکب ما یدل جزء لفظه علی
جزء معناه التضمنی، او یکون المفرد ما لا یدل جزء لفظه علی جزء معناه الالتزامی، والمرکب ما
یدل جزء لفظه علی جزء معناه الالتزامی، ١٢،

اللفظ، ای الموضوع بازاء معنی له لازم ذهنی لبسیط، قوله لادلالة له علی جزء المعنی الالتزامی، لان المعنی الالتزامی لبسیط لاجزء له، والضمیر فی قوله له راجع الی قوله شیئا، قوله وفیه، ای وفی الدلیل الذی ذکره المص لاعتبار المطابقة وحدها بقوله لنرم ان یکون آه، قوله نظر، ای تامل واعتراض لان حاصل ما تقدم لزوم کون اللفظ مفردا ومرکبا وهو غیر محال لانه مفرد من جهة ومرکب من جهة ولا مانع منه کما فی عبد الله، قوله وفیه نظر، اشارة الی منع بطلان اللازم مستندا الی سند اثبته بقوله لان غایة ما فی الباب ای فیما نحن فیه، قوله لان مدلوله، تعلیل لصحة التمثیل قوله یکون مرکبا، لان جزء لفظه ای العبد دال علی جزء معناه ای العبودیة، قوله وبعدها، ای وبعد العلمیة، قوله یکون مفردا، لان لعبد الله وان کان جزء وهو العبد دالا علی جزء معناه وهو العبودیة لکنه لیس جزء المعنی المقصود ای الذات المشخصة، قوله فلم لایجوز ذلک، ای کون اللفظ مفردا ومرکبا، یعنی اذا جوز اجتماع الترکیب والافراد باعتبار الدلالتین الغیر المجتمعتین فلم لایجوز اجتماعهما باعتبار الدلالتین المجتمعتین، قوله فالاولی، ای الاولی فی وجه اعتبار المطابقة وحدها فی المقسم لما لم یتم الدلیل الاول فی عدم اعتبار التضمن والالتزام شرع فی دلیل آخر ینتج المطلوب، قوله الافراد والترکیب، ذکر الافراده علی ما فی بعض النسخ استطراد والصحیح ترکه اذ المقصود ان الترکیب باعتبار المعنی التضمنی والالتزامی لایتحقق الا اذا تحقق باعتبار المعنی المطابقی، واما الافراد فبالعکس فانه اذا تحقق باعتبار المعنی المطابقی تحقق باعتبار المعنی التضمنی والالتزامی من غیر عکس ای لیس اذا تحقق الافراد باعتبار المعنی التضمنی والالتزامی تحقق باعتبار المعنی المطابقی الیف لجواز تحقق الافراد نظرا الی التضمن والالتزام لا الی المطابقة کما فی المثالین المذکورین

فی الشرح بقوله لزم ان یکون آه کذا فی حاشیۃ السید وحواشیہ، قولہ الی تحقق، ای
تحقق الترکیب بالنسبۃ الی المعنی التضمنی اوالالتزامی موقوف علی تحققہ بالنسبۃ الی المعنی
المطابقی، قولہ اما فی التضمنی، ای اما اثبات ذلک التوقف فی المعنی التضمنی، قولہ علی جزء معناہ، ای
معنی اللفظ، قولہ وجزء الجزء، المراد بالجزء الاول جزء المعنی التضمنی المذکور بقولہ علی جزء المعنی التضمنی
وبالجزء الثانی المعنی التضمنی الذی ہو جزء المعنی المطابقی، قولہ جزء، ای جزء للمعنی المطابقی ای
بواسطۃ المعنی التضمنی، یعنی اذا کان المعنی التضمنی جزء للمعنی المطابقی کان جزء المعنی التضمنی جزء
ایضا للمعنی المطابقی، فدلالۃ اللفظ علی جزء المعنی التضمنی دلالۃ علی جزء المعنی المطابقی، قولہ فلازمہ متی،
دل، وذلک کحیوان ناطق فان لہ لازما مرکبا من معنیین کضاحک وماش لکن ضاحک لازم
لناطق وماش لازم لحیوان فکما ان المجموع لازم للمجموع فکل واحد لازم لکل واحد، فیلزم من
ترکب المعنی الالتزامی ترکب المعنی المطابقی، قولہ جزء اللفظ، اعنی حیوانا فی المثال المذکور
او ناطقا، قولہ فلہذا، ای فلکون تحقق الترکیب بالنسبۃ الی المعنی التضمنی اوالالتزامی موقوفا
علی تحققہ بالنسبۃ الی المعنی المطابقی قولہ خصص القسمۃ، ای التقسیم قولہ الی الافراد والترکیب،
متعلق بالقسمۃ، قولہ بالمطابقۃ، متعلق بقولہ خصص، قولہ ہذا الوجہ، ای المذکور بقولہ فالاولی،
قولہ لیفید اولویۃ اعتبار المطابقۃ، ای لیفید ان اعتبار المطابقۃ وحدہا فی المقسم اولی
ومستحسن لا واجب، لان ہذا الوجہ یدل علی ان اعتبار المطابقۃ بالنسبۃ الی الترکیب مغن
عن اعتبار التضمن والالتزام، فلو اعتبر المطلق فی التقسیم لزم اعتبار مستغنی عنہ بالنسبۃ
الی الترکیب وہو غیر مستحسن، قولہ فی القسمۃ، ای فی التقسیم الی الافراد والترکیب،
قولہ والوجہ الاول، ای المذکور بقولہ لزم ان یکون آہ، قولہ ان تم، اشارۃ الی النظر المذکور،

قوله لفيد آه، اى الوجه الاول ليفيد ان اعتبار المطابقة وحدها فى المقسم واجب ضرورى، لانه يدل على ان اعتبار مطلق الدلالة يستلزم دخول بعض افراد المركب فى حد المفرد واخراج غير المعرف عن حد المعرف واجب ضرورى، قوله فى القسمة، متعلق باعتبار، قوله ان يخبر به، اى عن شئ، قوله وحده، اى بدون ضم كلمة اخرى اليه، وهو حال من ضمير به اى يخبر بالمفرد حال كونه منفردا قوله مثالين، اى للاداة، وهما فى ولا، قوله اصلا، اى لا وحده ولا مع غيره، وهو منصوب على الظرفية بمعنى ابدا، من البشر الكامل، قوله هو حصل على اختيار البصريين، او حاصل على مذهب الكوفيين، قوله ولا له مدخل، اى لفظ لا له دخل فى الاخبار به، لان هذه القضية اى زيد لا حجر معدولة المحمول وفيها حرف السلب يكون جزء من المحمول فلفظة لا تكون جزء من المخبر به اى حجر، فلها دخل فى الاخبار به، قوله ولعلك تقول، اى معترضا على المصنف رحمه الله بان تعريف الاداة غير مانع عن دخول الغير لصدقه على الافعال الناقصة، قوله لا تصلح لان يخبر بها، لانها موضوعة لتقرير الفاعل على صفة فالمخبر بها هو الصفة ومدلولها التقرير، وخص النقض بالافعال لان مشتقاتها ومصادرها تقع مخبرا بها ومخبرا عنها، قوله فيلزم ان تكون ادوات، مع انها افعال، قوله فنقول اى مجيبا عن هذا الاعتراض، قوله فى ذلك اى فى كون الافعال الناقصة ادوات، قوله حتى انهم، حتى للتعليل، اى لان المناطقة، وهو علة لقوله الابعد، قوله قسموا الادوات، فان قيل يلزم من عبارة الشارح ان القوم قسموا الادوات صريحا الى قسمين وهو خلاف الواقع، قلنا مراد الشارح انه يلزم تقسيم الادوات الى قسمين من كلامهم لزوما الاخفاء فيه لانهم سموا الرابطة اداة وقسموا الرابطة الى القسمين ويعلم منه ان الاداة منقسم عندهم الى القسمين بلا خفاء، قوله الى غير زمانية، وهى ما لا تدل على زمان اصلا كهو فى زيد هو قائم، قوله وزمانية، وهى ما تدل على زمان، ككان، قوله غاية ما فى الباب، اى فى باب لزوم كون

الافعال الناقصة ادوات، ای غایة مایلزم من کونها ادوات ان اصطلاحهم آه، قوله وذلک ای
ما ذکر من الموافقة والمطابقة، ای مطابقة المذهبین غیر لازم، قوله لان نظرهم فی الالفاظ، حاصل ان
نظر المناطقة للمعانی بحسب الذات ونظرهم للالفاظ لا بالذات بل لاجل افادة المعانی، قوله من حیث
المعنی، لان المنطقی انما یبحث عن المعرف والحجة وهما من اقسام المعانی فان الموصل لیس الا المعنی،
دون الالفاظ، فلما وجد المناطقة الافعال الناقصة ان معانیها توافق معانی الادوات فی عدم
صلاحیة الاخبار بها وحدها، ادرجوها فی الادوات، قوله فیها، ای فی الالفاظ، قوله نفسه، تاکید
اللفظ، وانما کان نظر النحاة فی الالفاظ لان مقصود النحاة تصحیح الالفاظ، فلما وجدوا الافعال الناقصة
انها تشارک ماعداها من الافعال المسماة بالتامة لتمامها مع فاعلها کلاما فی کثیر من العلامات کدخول
قد والسین والاحوال اللفظیة مثلا کما تکون الافعال الماضیة من الافعال التامة مبنیة علی الفتح
کذلک الافعال الماضیة من الافعال الناقصة جعلوها افعالا، قوله وصیغة، عطف تفسیری،
قوله کضرب ویضرب، الاول مثال للزمان الماضی، والثانی للحال والاستقبال لانه مشترک
بینهما، قوله او لا یدل، صادق بعدم الدلالة اصلا، وبالدلالة علی الزمان بالجوهر، قوله کزید وعمرو،
قال العلامة الدسوقی رحمه الله مثل مثالین اشارة لما کان مدلوله ذاتا ومعنی، قوله والمراد بالهیئة
والصیغة، ای الواقعتان فی تعریف الکلمة، قال الفاضل الدسوقی فی حواشیه، اعلم ان الهیئة تطلق
علی الهیئة الشخصیة وهی الحاصلة من انضمام الحروف اصلیة او زائدة باعتبار الحرکات کانت الحرکات
اعرابیة او غیرها کضرب ویضرب فان هیئة ضرب مع یضرب متخالفان، وعلی النوعیة القاصرة
علی الهیئة الحاصلة من الحروف الاصول وهذه هی اللتی تدل علی الزمان فان هیئة یضرب وتضرب
متحدة، اذا علمت هذا فنقول بل المراد بالهیئة الشخصیة اللتی لم یعتبر دلالتها علی الزمان او النوعیة،

وكلامه الآتي يدل على الثاني حيث جعل اختلاف الهيئة لازما لاختلاف الزمان، ولو اراد بالهيئة الشخصية لورد انها لايكون معها اختلاف الزمان، والمراد بالحركات الحركات الاصول لا العارضة لمجزو اعراب او بناء او اعلال، فلا مدخل لحركة الباء من ضرب ولا برد سكون الباء من ضربت وكسر القاف في قيل لانها نشئت من الاعلال، والحاصل ان الملتفت له الهيئة التي لها دخل في اختلاف الزمان وهي النوعية لا الشخصية، والمراد بالمادة الاصول، قوله وسكناتها، الواو بمعنى او لان ضرب لاسكون فيه، قوله وهي، اي الهيئة صورة الكلمة والحروف مادتها، اي مادة الكلمة(۱) اطلاق الصورة والمادة على الهيئة والحروف تشبيهي والافهما من شان الاجسام، قوله وانما قيد صورة الكلمة بها، اي بالهيئة حيث قال فان دل بهيئته على زمان آه، قوله ومادته، عطف مرادف، قوله كالزمان آه الزمان يدل على وقت غير معين، والامس يدل على الزمان المعين المقيد بالمضي واليوم يدل على زمان معين مطلقا، والصبوح شرب اللبن صباحا، والغبوق شرب اللبن ليلا، وقال البعض الصبوح شراب صبح والغبوق شراب شام، فنكتة تعدد الامثلة الاشارة لذلك، قوله بحسب هيئاتها، اي فقط، قوله لشهادة اختلاف الزمان، فصار اختلاف الهيئة مستلزما لاختلاف الزمان، وهذا اشارة الى ان المراد بالهيئة الهيئة النوعية، والله اعلم

(۱) قال في ضياء النجوم

قولہ کضرب ویضرب، فان مادتہما وہی ضرب واحدۃ مع اختلاف زمانہما،

فعلم ان دلالۃ الکلمۃ علی الزمان بحسب ہیئۃ تلک الکلمۃ والا لما اختلف الزمان عند

اختلاف الہیئۃ، قولہ واتحاد الزمان، عطف علی اختلاف الزمان، قولہ کضرب وطلب،

فان مادتیہما مختلفتان لکون مادۃ الاول ضربا والثانی طلبا، لکن لما کان ہیئتہما

واحدۃ ومدار اختلاف الزمان علی الہیئۃ لم یختلف زمانہما، قولہ فعلی ہذا، ای کون الکلمۃ

دالۃ علی الزمان بہیئتہ، قولہ ان یکون الکلمۃ مرکبۃ، مع انہا من اقسام اللفظ المفرد،

قولہ ومادتہا، عطف تفسیر، قولہ فیکون جزئہا، ای مادتہا وصورتہا دالا علی جزء معناہا

ای معنی الکلمۃ وہو الحدث والزمان فح لا تکون مفردۃ، قولہ المعنی بتشدید الیاء علی

وزن المرمی اسم مفعول من العنایۃ، ای المراد من الترکیب، قولہ ان یکون ہناک، ای

فی المرکب، قولہ مسموعۃ، بالنصب علی الحالیۃ، قال السید قدس سرہ ای مرتبۃ فی

السمع (۱) بان یسمع بعضہا قبل وبعضہا بعد، وفائدۃ ہذا القید الاحتراز عن

الحرکۃ الاعرابیۃ فانہا دالۃ علی الفاعلیۃ والمفعولیۃ والاضافۃ مرتبۃ فی الوجود علی الحرف الذی

لحقتہ لکونہا صفۃ لہ، لکنہا لیست مرتبۃ فی السمع لان سماع الحرکۃ والحرف

معا، قولہ وہی الفاظ او حروف، ای الاجزاء الفاظ او حروف، المراد من الالفاظ اللتی ہی اجزاء
مبتدا

للمرکب اجزاء یترکب کل من تلک الاجزاء من الحروف کزید قائم فان کلواحد من اجزائہ
خبر

(۱) اشار بذلک الی ان قولہ مسموعۃ حال من ضمیر مرتبۃ فان کونہا مرتبۃ حال

السمع ہو ترتبہا فی السمع، ۱۲

وہو زید وقائم مرکب من الحروف ای الزاء والیاء والدال والقاف آہ، والمراد بالحروف

فی قولہ اوحروف اجزاء لاتترکب من الحروف، بل کل من تلک الاجزاء حرف واحد،

کقولک بک فانہ مرکب من اداۃ واسم وکل واحد منہما حرف واحد (۱) قولہ بہذہ

المثابۃ، ہی فی الاصل الموضع الذی یرجع الیہ مرۃ بعد اخری، والمراد ھٰہنا المرتبۃ والمنزلۃ

ای والہیئۃ مع المادۃ لیست بہذہ المثابۃ ای المرتبۃ، یعنی الہیئۃ حال کونہا

مقرونۃ مع المادۃ لیست بمسموعۃ لان الہیئۃ مع المادۃ وان کانتا مترتبتین باعتبار

ان المادۃ مقدمۃ بالذات علی الہیئۃ لطریان الہیئۃ علیہا، الا انہما لیستا مترتبتین فی السمع

لان من لوازم الترتیب فی السمع کون کل جزء مسموعا والہیئۃ لیست بمسموعۃ

لانہا لیست لفظا ولا حرفا والمسموع لیس الا کذلک، وقال السید قدس

سرہ وذلک (ای عدم کون الہیئۃ مع المادۃ بہذہ المثابۃ) لان المادۃ والہیئۃ

مسموعتان معا (۲) لایتصور بینہما القبلیۃ والبعدیۃ، قولہ والتقیید بالمعین، ای

تقیید تعریف الکلمۃ بالمعین حیث قال علی زمان معین، قولہ لادخل لہ فی الاحتراز، ای

ہذا القید لیس باحترازی بل ہو بیان للواقع، قولہ لان الکلمۃ، علۃ لقولہ قید حسن اولقولہ

لادخل لہ فی الاحتراز، قولہ الا کذلک، ای دالۃ علی زمان معین، قولہ مزید الضاح، ای لتعریف

الکلمۃ، قولہ فلانہا آلۃ، الضمیر راجع للاداۃ لا بمعنی اللفظ بل بمعنی الکلمۃ، وقولہ اما الاداۃ، ای لفظ اداۃ،

ففی الکلام استخدام، قولہ فلانہا آلۃ، والاداۃ فی اللغۃ الآلۃ، قولہ لبعضہا، بالجر علی انہ بدل من الالفاظ

(۱) ولاشک ان اطلاق الحرف علی الاسم وارد فی کلام العلماء، ۱۲ — (۲) ان قلت

قوله اما بالكلمة، اى بلفظ الكلمة، وقوله فلانها اى الكلمة بمعنى المدلول لا بالمعنى السابق، قوله من الكلم بفتح الكاف وسكون اللام، اى ماخوذة من الكلم باعتبار دالها، قوله الجرح بفتح الجيم وسكون الراء، زخم كردن، قوله وهو متجدد، التجدد نو شدن، قوله منصرما، اى منقطعا، قوله تكلم الخاطر، اى تجرحه، وهو من حد نصر، وضرب، قوله اعلى مرتبة، حيث يتركب منه وحده الكلام دون الكلمة والاداة، قوله على معنى السمو، بضم السين وتشديد الواو، بمعنى بلند شدن، (فائده) حصر المفرد فى الاقسام الثلثة الاسم والكلمة والاداة عقلى دائر بين النفى و الاثبات، قال المصنف رحمه الله وح، اى حين اذا كان المفرد اسما، هذا شروع فى تقسيم الاسم بالنسبة الى معناه الى عدة اقسام مجموعها مختص بالاسم وان لم يكن كل واحد منها مخصوصا بالاسم، قوله اقول هذا، اى قول المص وح، قوله الى قسمة الاسم، جعل القسمة مخصوصة بالاسم لامتناع تقسيم الكلمة والاداة الى الجزئى والكلى المنقسم الى المتواطى والمشكك لان الجزئية والكلية لما كانا من صفات المعانى ومعنى الكلمة والاداة لا يصلحان لان يوصفا ويحكم عليهما بشئ لا يجرى فيهما التقسيم لانه يستدعى الحكم والوصف، واما الانقسام الى المشترك والمنقول باقسامه والحقيقة والمجاز فليس مما يختص بالاسم وحده، من حاشية بديع الميزان، قوله بالقياس متعلق بالقسمة، اى باعتبار معناه، قوله اما ان يكون معناه، المراد بالمعنى ما يقصد باللفظ ويستعمل اللفظ فيه سواء كان مطابقيا او تضمنيا او التزاميا، فحينئذ يصح جعل الحقيقة والمجاز من الاقسام،

ان الهيئة ليست بمسموعة فكيف يصح قول السيد "مسموعتان"، قلت ان الهيئة تتبع الالفاظ فتكون ملفوظة بتبعيتها فتكون مسموعة، ۱۲

قولہ فاما ان یتشخص معنی التشخص مایمتاز بہ الشیٔ عن جمیع ماعداہ، کذا فی اسماعیل علی شرح التہذیب، قولہ ای لم یصلح، ہذا ومابعدہ تفسیر باللازم للتشخص ولعدمہ واما معنی التشخص الحقیقی فہو التعین، ولعل فائدۃ ہذا التفسیر التنبیہ علی ان المراد بالتشخص التعین الشخصی لا الاعم منہ ومن النوعی، قولہ ولم یصلح لان یقؔ، عطف تفسیر بدلیل ماقبلہ، او انہ عطف سبب علی مسبب لان التشخص ای التعین یتسبب عنہ انہ لم یصلح لان یقؔ علی کثیرین، قولہ یسمی علما، ای شخصیا، ۱- واما العلم الجنسی۲ فلیس علما فی عرف المنطقیین لان نظرہم الی المعنی بالقصد الاول ومعناہ۲ کلی، وانما ادخلہ۱ اہل العربیۃ فی العلم نظرا الی الاحکام اللفظیۃ، قولہ لانہ علامۃ، علۃ لقولہ یسمی علما، ای فالعلم ماخوذ من العلامۃ، ویحتمل انہ ماخوذ من العلم وحؔ فتسمیتہ لہ علامۃ لکونہ یعلم بہ شیٔ معین، قولہ وجزئیا حقیقیا، عطف علی علما، فیہ اشارۃ الی ان المصنف رحمہ اللہ تعالی جری علی خلاف اصطلاح المنطق بذکر العلم فانہ اصطلاح النحو، والملائم باصطلاح المنطق ہو ذکر الجزئی الحقیقی، قولہ فہو الکلی، ای اللفظ الذی معناہ واحد ولم یتشخص ہو الکلی، قولہ فلا یخلو، ای ذلک المعنی، قولہ فی افرادہ الذہنیۃ، ای الفرضیۃ الغیر الموجودۃ فی الخارج، قولہ اولا، ای لایکون حصولہ آہ، قولہ فی حصولہ وصدقہ علیہا، ای فی حصول ذلک المعنی الکلی وصدقہ علی الافراد، قولہ یسمی متواطیا، ای متوافقا، وہذا من وصف الشیٔ بوصف افرادہ لان الذی یتصف بالتوافق الافراد بدلیل قولہ بعد لان افرادہ متوافقۃ آہ، قولہ من التواطی، ای ماخوذ من التواطی، والانسب ان یقدم قولہ من التواطی علی قولہ لان افرادہ فیوخر العلۃ علی المعلول، قولہ کالانسان، مثال المتواطی الذی لہ افراد فی الخارج، قولہ والشمس، مثال لما لہ افراد فی الذہن، قولہ فان الانسان، اشارۃ الی جہۃ

تفاوت المثالين، قوله وصدقه عليهما بالسوية، اذ لا يصح ان يقال ان زيدا اشد او اقدم او اولى بالانسانية من عمرو، فالمراد بصدقه عليهما حمله عليهما، قوله وصدقه عليهما بالسوية، قال في حاشية بديع الميزان فيه نظر لان النطق في افراد الانسان متفاوت تفاوتا بالغا وتفاوت الجزء يوجب تفاوت الكل، والمحقق التفتازاني قال ما من مقسم الا واقسامه متفاوتة، ومن هذا يعلم ان وجود الكلي المتواطي ليس الا بوجود العنقاء، فامثلة المتواطي كلها مجروحة مقدوحة، قوله وصدقه عليهما بالسوية، اي ملتبسة بالسوية لان الافراد التي يفرضها العقل يفرضها متفقة مع الفرد الموجود في الخارج في جميع ما عدا التشخص، قوله اولى، اي احق واليق وانسب، قوله او اقدم، اي بالذات (۱)، قوله او اشد، المراد بالاشدية كثرة ظهور آثار المعنى الكلي مثل كثرة ترتب تفرق البصر على بياض الثلج بالنسبة الى بياض العاج، قوله بالاولوية، اي بسبب الاولوية، قوله وهو اختلاف، قال الفاضل الدسوقي في حواشيه الاصح رجوع الضمير للتشكيك لانه ليس اختلاف الافراد في الاولوية، والاصح رجوعه للاولوية خلافا لما قاله بعض الحواشي لان المعنى رح الاولوية اختلاف الافراد في الاولوية اذ هذا تهافت، والمخلص ان يجعل راجعا للتشكيك ويكون في الكلام حذف، اي وموجب التشكيك اختلاف الافراد، آه، قوله فانه في الواجب، اي فان الوجود في الواجب اتم لعدم سبق العدم عليه لا ذاتا ولا زمانا، قوله واثبت، لامتناع زوال الوجود عن الواجب، قوله واقوى، لامتناع

---

(۱) يعني ان المراد بالتقدم التقدم الذاتي وهو كون الاقدم علة للآخر لا الزماني كما في افراد الانسان الرجوعه الى اجزاء الزمان لا الى حصول معناه في افراده، ۱۲

تصور انفکاکہ عنہ تعالی فانہ عین ذاتہ، قولہ منہ فی الممکن، ای من الوجود الحاصل فی الممکن،
قولہ حصول معناہ، ای معنی الکلی، قولہ فی بعض الافراد متقدما، ای بالذات، قولہ قبل حصولہ
فی الممکن، لکون وجود الواجب علۃ لجمیع ماسواہ، قولہ اشد من الممکن، ای اشد من
حصولہ فی الممکن، قولہ لان آثار الوجود، کالعلم مثلا، قولہ اکثر، لانہ لا یتغیر، قال العلامۃ
الدسوقی رحمہ اللہ المراد بالاثر بالنظر للوجود الحاصل فی الواجب الافعال، ای کون
افعال للہ تعالی اکثر من افعالنا، قولہ تفریق البصر، التفریق پراگندہ کردن، قولہ
فی بیاض الثلج، الثلج بفتح المثلثۃ وسکون اللام ای برف، قولہ اکثر مما ہو فی
بیاض العاج، ای اکثر من اثر البیاض الکائن فی بیاض العاج فلذا کان بیاض الثلج
اشد من بیاض العاج، والعاج بمعنی دندان فیل، قولہ انما سمی مشککا، علی صیغۃ
اسم الفاعل من التشکیک، قولہ فی اصل معناہ، ای فی مفہوم اللفظ، قولہ باحد الوجوہ
الثلثۃ، ای الاولیۃ ومقابلہا غیر الاولیۃ والاقدمیۃ مع مقابلتہا الاخرویۃ، والشدۃ مع
مقابلہا الضعف، قولہ فالناظر الیہ، ای الی المشکک، قولہ الی جہۃ الاشتراک، ای
اشتراک افرادہ فی اصل المعنی، قولہ خیلہ انہ متواطی، الضمیر المرفوع فی خیلہ یحتمل رجوعہ
للنظر المفہوم من الناظر، ویحتمل رجوعہ للاشتراک، واما الضمیر المنصوب فہو راجع الی
الناظر، قولہ فیہ، ای فی مفہوم الکلی، قولہ اوہمہ، ای اوقع فی وہمہ، وفی الضمیرین ما تقدم،
قولہ کانہ، ای کان المشکک، قولہ کالعین، فان لہا معانی متعددۃ، کالباصرہ والذہب
وعین الماء، قولہ فلہذا، ای فلتشکیکہ الناظر سمی بہذا الاسم ای المشکک،
قولہ بان کان، الباء للتصویر، ای تصویر ما وقع فیہ التخلل، وضمیر کان للفظ المفرد،

قوله اولا، ینصرف ولا ینصرف علی انہ فوعل او افعل، (۱) کذا فی مجمع البحار للشیخ طاہر رحمہ اللہ،

قوله لمناسبة بینهما، علة لقوله ثم لوحظ ذلک المعنی، والمراد لملاحظة مناسبة، ای ان الحامل علی ملاحظة ذلک المعنی ملاحظة المناسبة بینهما، فلو لم توجد مناسبة او وجدت ولم تحصل ملاحظة فانه لا یلاحظ المعنی الاول، قوله من غیر نظر الی المعنی الاول، تفسیر لقوله علی السویة، قال السید السند قدس سره یعنی ان المعتبر فی الاشتراک ان لا یلاحظ فی احد الوضعین الوضع الآخر، قوله فهو المشترک، ای المشترک فیه، فهو من الحذف والایصال فقد حذف الحرف واوصل الضمیر بالفعل ای فهو یسمی مشترکا بالنسبة الی جمیع المعانی، وان کان یسمی مجملا بالنسبة الی کل واحد منها،

قوله فهو المشترک، ای اللفظی، واما المشترک المعنوی فهو الذی وضع لمعنی افراده کثیرة کالانسان مثلا فانه موضوع للحیوان الناطق وافراده کثیرة کزید وعمرو وغیرهما فالانسان مشترک معنوی بین هذه الافراد، فالفرق بینهما ان المشترک اللفظی له اوضاع متعددة، والمشترک المعنوی موضوع لمعنی افراده متعددة،

قوله لاشتراکه بین تلک المعانی، الاولی لان المعانی مشترکة فیه لان الاشتراک انما یسند للمتعدد، قوله والماء، الظاهر ان یقال لعین الماء فان العین لا یوضع للماء،

قوله اما الشرع، ان قیل ان الشرع عرف خاص فهو داخل فی المنقول الاصطلاحی فلم ذکره علیحدة، قلنا ذکره علیحدة تنبیها علی عظم رتبته وشرف منزلته ولذا قدمه، ثم اعلم ان المراد من الشرع اہل الشرع وصاحب الشرع بتقدیر المضاف لان الناقل لیس الشرع، بل الشرع احکام مخصوصة بینها صاحب الشرع، فالناقل هو صاحب الشرع

لاالشرع، وکذا العرف العام والعرف الخاص، ای صاحب العرف العام وصاحب العرف الخاص من حاشیۃ بدیع المیزان، قوله للدعاء، راجع الی الصلوة، قوله ومطلق الامساک، راجع الی الصوم، قوله ثم نقلها الشرع، ای اہل الشرع، قوله اما العرف العام، وہو الذی لم یتعین ناقلہ، قوله یدب، بکسر الدال من باب ضرب، الدب نرم رفتن وکل مایمشی علی الارض فہو دابۃ، قوله الی ذوات القوائم الاربع، قال السید قدس سرہ وقیل (۱) الی الفرس خاصۃ، ومعنی ذوات القوائم الاربع بالاردویۃ چہار پاؤں والے، قوله من الخیل آہ بیان لذوات القوائم الاربع، وتخصیص لہا بما یرکب لانہا غلبت علی کل ما یرکب، فی القاموس مع شرحہ تاج العروس (ص ۳۹۳/۲۶) الدابۃ اللتی ترکب، وقد غلب ھذا الاسم علی کل ما یرکب من الدواب وہو یقع علی المذکر والمؤنث وحقیقۃ الصفۃ، قوله او العرف الخاص، ہو ما یتعین ناقلہ، قوله فی نفسہ، ای فی نفس المعنی ای باعتبار نفسہ ای ملاحظ باعتبار نفسہ لا انہ آلۃ للغیر، قوله مقترن باحد الازمنۃ الثلثۃ، المضارع قیل حقیقۃ فی الحال مجاز فی الاستقبال، وقیل بالعکس، وقیل مشترک وہو الراجح، وکلام الشارح انما یظہر فی الاولین، قوله فکالدوران، بفتح الواو مصدر دار، قوله الحرکۃ فی السکک، ای المشی فی الطرق، والسکک بکسر السین وفتح الکاف الکاف جمع سکۃ ای کوچہ خرد، قوله ترتب الاثر، المراد بالاثر الحکم، قوله علی ما ہو صلوح العلیۃ، ای علی

---

(۱) ذکرہ الامام الرازی فی التفسیر الکبیر والعلامۃ الشیرازی، وعبارۃ المفتاح مشعرۃ بانہا للفرس والبغل، والمختار ما ذکرہ الشارح رحمہ اللہ، ۱۲

شیئ یصلح ذلک الشیئ ان یکون علۃ للحکم، ومعنی الترتب انہ اذا وجد ذلک وجد الحکم
کترتب الاسہال علی شرب السقمونیا، وترتب الحرمۃ علی الاسکار، قولہ ان
استعمل فی الاول، ای فی المعنی الاول، فیہ اشارۃ الی انہ لابد من قید الاستعمال فی
المتن، فان اللفظ قبل الاستعمال لایسمی حقیقۃ ولامجازا، قولہ وہی الشجاعۃ، بفتح المیم
بمعنی دلیری، قولہ اما الحقیقۃ، ای اما تسمیۃ الحقیقۃ بالحقیقۃ، قولہ من حق فلان،
جعل الشارح لفظ الحقیقۃ فعیلۃ بمعنی المفعول ماخوذا من حق المتعدی (۱) باحد المعنیین المذکورین،
فان قلت ان فعیلا بمعنی المفعول اذا کان ماخوذا من الفعل المتعدی یستوی فیہ المذکر والمؤنث
الا اذا کان موصوفہ مؤنثا غیر مذکور فانہ ح یدخل التاء دفعا للالتباس نحو مررت بقتیلۃ بنی فلان،
فما وجہ صحۃ التاء فی الحقیقۃ فان موصوفہ مذکر وہو اللفظ، قلت التاء فیہا اما للنقل (۲) من
الوصفیۃ الی الاسمیۃ کما فی الذبیحۃ او لان الحقیقۃ کانت صفۃ للمونث الغیر المذکور وہو الکلمۃ،
ثم نقل عنہ، او التاء للمبالغۃ، وجاز ان یوخذ لفظ الحقیقۃ من حق اللازم بمعنی الثابت فلا اشکال فی التاء،
لان الفعیل اذا کان بمعنی الفاعل لایستوی فیہ المذکر والمونث فالتاء فی لفظ الحقیقۃ للتانیث
وموصوفہا ہو الکلمۃ ایضا مونث، قولہ فہو، ای اللفظ، قولہ شیئ مثبت فی مقامہ، راجع الی

---

(۱) لان الفعیل بمعنی المفعول لایکون الا من المتعدی، ۱۲۔

(۲) ای للدلالۃ علی نقل تلک الکلمۃ من الوصفیۃ للاسمیۃ، وبیان ذلک ان التاء فی اصلہا تدل
علی معنی فرعی وہو التانیث، فاذا وعی نقل الوصف عن اصلہ الی ماکثر استعمالہ فیہ وہو الاسمیۃ

المعنی الاول لحق، قولہ ومعلوم الدلالۃ، اشارۃ الی المعنی الثانی لہ، قولہ او من حققتہ علی صیغۃ المتکلم من حق، قال فی لسان العرب (ص۴۹ ج۱۰) حُقِقْتُ الامر واحققتہ اذا کنت علی یقین منہ، قولہ اذا کنت بفتح التاء علی صیغۃ المذکر الحاضر، قال فی حاشیۃ مختصر المعانی اذا ارید تفسیر الفعل المسند الی ضمیر المتکلم فان اتی بکلمۃ ای کان مابعدہا بالتفسیر لما قبلہا فیجب مطابقتہا، وان اتی بکلمۃ اذا یجب ان یکون مابعد اذا علی لفظ الخطاب، قولہ من جاز ای مصدر منہ، قولہ الشیئ، نصب علی انہ مفعول بہ لجاز، قولہ فقد جاز مکانہ، فعلی ہذا یکون المجاز مصدرا میمیا بمعنی اسم الفاعل، یعنی تعدی کنندہ، ثم نقل الی اللفظ الذی تجاوز عن المعنی الاول الی الثانی، قال السید السند قدس سرہ وقد یوجہ بان المتکلم جاز فی ہذا اللفظ عن معناہ الاصلی الی معنی آخر فہو محل الجواز فیکون ظرف مکان، قولہ وموضوعہ الاصلی، تفسیر لقولہ مکانہ الاول، قال المصنف رحمہ اللہ تعالی وکل لفظ فہو، ادخل الفاء علی الخبر مع ان المبتدا لیس موصول الفعل او ظرف او نکرۃ موصوفا باحدہما الا ان الشیخ الرضی صرح بجواز دخولہا فی خبر کل المضاف الی النکرۃ کذلک، قولہ من تقسیم اللفظ، بیان لما مر، ای مامر من تقسیم اللفظ المفرد الی الاداۃ والکلمۃ والاسم، وتقسیمہ الی العلم والمتواطی والمشکک والمشترک والمنقول والحقیقۃ والمجاز، قولہ کان بالقیاس الی نفسہ، ای نفس اللفظ، ای لا بالقیاس الی لفظ آخر، قولہ وبالنظر الی نفس معناہ، لا الی حال معناہ، بخلاف ہذا التقسیم

اعتبرت التاء فیہ واتی بہا اشعارا بالفرعیۃ الاسمیۃ فیہ کما کانت فیہ حال الوصفیۃ اشعارا بالتانیث فالتاء الموجودۃ فیہ بعد النقل غیر الموجودۃ قبلہ، ۱۲ - من حاشیۃ العلامۃ الدسوقی علی مختصر المعانی،

فانه بالقياس الى لفظ آخر وبالنظر الى حال معناه من الاتحاد والاختلاف، ولما كان الثانی لازما للاول

اقتصر الشارح على الاول فی قوله وہذا التقسیم اللفظ، قوله من الالفاظ، بیان للغیر، قوله فلا یخلو

ای اللفظ المنسوب، قوله ان یتوافقا، ای اللفظ المنسوب والمنسوب الیه، قوله فی المعنی،

المراد بالمعنی الموضوع له، فخرج اللفظان المتحدان فی المعنی المجازی، قوله ای یکون، تفسیر

للتوافق، قوله فہو مرادف له، ای فکل واحد من اللفظین مرادف لصاحبه ای راکب على خلفه،

قوله فہو مرادف له، ای فاللفظ مرادف للآخر، واذا کان کذلک فاللفظان مرادفان، فقوله فہو

مرادف ناظر للمفرد، وقوله فاللفظان ناظر لهما، قوله اخذا لهما، نصب على انه مصدر لفعل مقدر، ای

اخذ ہذا اللفظ (مرادفان) اخذا من آه، قوله الذی ہو رکوب، ظاہره ان الترادف والمرادف

معناهما واحد مع ان زیادة البناء تدل على زیادة المعنی، فالترادف رکوب بتکرار، بخلاف المرادف

فانه الراکب لکن لا یتکرر ہذا، والموجود فی اللغة ان الترادف ہو التتابع، ولم یوجد الترادف

فی اللغة بمعنی الرکوب، وعلى ہذا لا حاجة الى اعتبار مؤنة الرکوب فان المترادفین متتابعان فی

الاستعمال والمتخالفین متفارقان فیه، قوله واللفظان راکبان، ای على طریق البدلیة، قوله

فیکونان مترادفین، ای کل منهما خلف الآخر، ومعنی مرادف راکب، قوله وان کانا، ای اللفظان،

قوله مختلفین، ای فی المعنی، قوله فہو مباین له، ای فاحد اللفظین مباین للآخر، قوله ومن الناس،

خبر مقدم وقوله من ظن مبتدأ مؤخر، وفیه تحقیر لشان الظانین بناء على ظهور فساد ظنهم فان

الناطق موصوف بالفصیح فیقال ناطق فصیح فالفصاحة صفة للنطق فهما ای الناطق والفصیح

مختلفان فی المعنی لان الصفة والموصوف متغائران وان صدقا على ذات واحدة، مع صدق

الناطق على ذات اخرى کالبدوی بدون الفصیح، وکذا السیف فان السیف موصوف

بالصارم، والصارم بمعنی القاطع صفة له مع ان السيف اعم منه لانه يصدق السيف على ماليس بقاطع فيبعد ظن الترادف فی ہذین المثالین، قوله لا الاتحاد فی الذات، ای فی الماصدق، قوله من لوازم الاتحاد فی المفهوم، ای کل متحدین فی المفهوم متحدان فی الذات، قوله بدون العکس، ای لیس الاتحاد بحسب المفهوم من لوازم الاتحاد بحسب الذات، ای لیس کل متحدین فی الذات متحدین فی المفهوم، والحاصل ان الاتحاد فی المفهوم مستلزم للاتحاد فی الذات، واما الاتحاد فی الذات فلیس بمستلزم للاتحاد فی المفهوم، ثم اعلم ان اتحاد اللفظین فی الذات بمعنی حملهما علی ذات واحدة، قوله لما فرغ من المفرد، ای من تقسیم المفرد، قوله شرع فی المرکب، ای فی تقسیمه، قوله وہو اما تام، لما کان مفهوم المرکب التام وجودیا[1] قدمه علی غیر التام، قوله یصح السکوت، ای سکوت المتکلم لان السکوت یقتضی سبق التکلم والتکلم للمخاطب، قوله ای یفید المخاطب، تفسیر لصحة السکوت، قوله ولا یکون، قال السید قدس سره تفسیر ایضا لصحة السکوت، اذ فیه[2] نوع ابهام ایضا[3]، قوله رح، ای حین صحة السکوت،

---

[1] قال فی حاشیة بدیع المیزان اعلم ان الوجودی یطلق علی ثلثة معان، الاول الوجود مطلقا خارجیا کان او ذہنیا، والثانی الموجود الخارجی، والثالث ان لا یکون السلب جزء مفهومه، والمراد ہہنا ثالث الثلثة، ۱۲۔

[2] لان المفهوم منه ان لا ینتظر المخاطب بعده اصلا، ولیس بمراد، ۱۲۔ حاشیہ میر،

[3] کما ان فیه نوع تبیین، ۱۲۔ حاشیہ میر،

قولہ مستتبعا، ای مستدعیا[1] ومقتضیا للفظ آخر کاستدعاء المحکوم علیہ للمحکوم بہ او بالعکس،
ای لا یحتاج الی شیئ یکون لہ مدخل فی کونہ کلاما، فلا یتجہ[2] انہ یلزم ان لا یکون مثل
ضرب زید مرکبا تاما لان المخاطب منتظر الی ان یبین المضروب ویقہ عمرا الی غیر ذلک
من القیود کالزمان والمکان، قولہ کما اذا قیل، توضیح للحالۃ المنتظرۃ، قولہ بخلاف ما اذا
قیل زید قائم، فانہ لا یبقی المخاطب منتظرا لشیئ یکون لہ مدخل فی کونہ کلاما، قولہ وبغیر التام
عطف تفسیر علی المرکب الناقص، قولہ اما ان یحتمل الصدق، ہو مطابقۃ الحکم للواقع (۳)
قولہ والکذب، ہو عدم مطابقۃ الحکم للواقع، قولہ فالقیل مبنی الاعتراض علی ان الاحتمال
فی اللغۃ برداشتن، والمتبادر من قولنا یحتمل الصدق والکذب ان یکون ذلک الاحتمال فی
نفس الامر والواقع والخبر یحتملہا فی نفس الامر، وقد صرح بذلک فی الجواب حیث
قال کل خبر صادق یحتمل الصدق آہ، قولہ فان کان مطابقا للواقع لم یحتمل الکذب، کما فی قولنا
السماء فوقنا فانہ خبر مطابق للواقع فلا یحتمل الکذب، قولہ وان لم یکن مطابقا لم یحتمل الصدق،
مثل السماء تحتنا فانہ غیر مطابق للواقع فہو کاذب لا غیر، قولہ فلا خبر داخل فی الحد، ای

---

[1] ای لیس المراد بالاستتباع انہ یستدعی ذکرہ علی وجہ التبعیۃ اذ کل من المسند والمسند الیہ
رکنان من الکلام لیس احدہما تابعا للآخر بل المراد بالاستتباع مجرد الاستدعاء، ۱۲
[2] وجہ عدم الاتجاہ انہ لیس انتظار المخاطب فی ہذا المثال کانتظارہ الی ذکر المحکوم علیہ بعد
ذکر المحکوم بہ وبالعکس لان المحکوم علیہ وبہ مذکوران فی ہذا المثال وہما الفعل و
الفاعل، ۱۲ — حاشیہ میر، فقیر عبد الرشید، — [3] ای الحکم المدرک

في حد الخبر لان الاخبار في نفس الامر اما صادقة او كاذبة واذا كان التعريف غير شامل لافراد المعرف
كان غير جامع لان غير الجامعية صادق لشموله للبعض دون البعض ولعدم شموله لشئ اصلا،
قوله بالواو والواصلة، متعلق بقوله المراد، وقوله الواصلة صفة لقوله الواو، قوله او الفاصلة، خبران
وقوله الفاصلة صفة لقوله او، يعني الواو الموضوعة للوصل بين الشيئين، ٥ بمعني او الموضوعة
للفصل بينهما، فمعنى التعريف ان احدهما ضروري اما احتمال الصدق واما احتمال الكذب وهو
موجود في كل خبر، قوله صادق، بالجر صفة لقوله خبر، وكذا قوله كاذب، قوله لان الاحتمال، اي لان
لفظ الاحتمال الواقع في تعريف الخبر على هذا الجواب، قوله لا معنى له، لان الاحتمال انما يكون بين
امرين وعلى هذا الجواب رجع الخبر الى شئ واحد، قوله لا معنى له، يعني ان لفظ الاحتمال ح مستدرك
يجب حذفه ولهذا قال غير مرضي ولم يقل غير صحيح لان اشتمال التعريف على لفظ زائد لا ينافي
صحته، قوله ح، اي حين اذا كان الخبر صادقا او كاذبا، قوله بل يجب ان يقال، اي في تعريف الخبر،
قوله ان المراد، اي المراد بقوله يحتمل الصدق والكذب، قوله بمجرد النظر، اضافة المجرد الى النظر من
اضافة الصفة الى الموصوف، اي النظر المجرد، قال السيد السند قدس سره يعني اذا جرد النظر الى
مفهوم المركب ويقطع النظر عن خصوصية المتكلم (كالله تبارك وتعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم)
بل عن خصوصية ذلك المفهوم وينظر الى محصل مفهومه وماهيته كان عند العقل محتملا للصدق
والكذب فلا يرد ان خبر الله تعالى وخبر رسوله صلى الله عليه وسلم لا يحتمل الكذب لانا اذا
قطعنا النظر عن خصوصية المتكلم ولاحظنا محصل مفهوم ذلك الخبر وجدناه اما ثبوت شئ لشئ

المفهوم من الكلام للحكم الواقع في نفس الامر، ١٢

او سلبہ عنہ، وذلک یحتمل[۱] الصدق والکذب عند العقل، فالحاصل ان المنع عن احتمال الخبر للصدق والکذب اما لخصوصیۃ المتکلم او لخصوصیۃ ذلک المفہوم او لخصوصیۃ الواقع، واذا جردنا النظر الی نفس المفہوم وقطعنا النظر عن ہذہ الخصوصیات فلا شبہۃ فی ان مفہومہ یحتمل الصدق والکذب عند العقل، قولہ فوقنا، بالنصب علی انہ ظرف لخبر مقدر ای کائن، قولہ الی مفہوم اللفظ، اللام علی اللفظ للعہد والمراد السماء فوقنا، قولہ ولم نعتبر الخارج، ای الخارج عن مفہوم المرکب ای السماء فوقنا، قولہ احتمل، ای ذلک المرکب الذی ہو السماء فوقنا، قولہ وہو، ای الانشاء، قولہ ای وضعیۃ، یعنی لیس المراد بالاولیۃ القصدیۃ حتی یخرج عن القسم الاول النہی المستعمل فی النفی مجازا فانہ لا یدل علی طلب الفعل دلالۃ قصدیۃ، بل المراد ما یکون بلا واسطۃ بان یکون موضوعا لہ، فالمراد بقولہ وضعیۃ ان تکون دلالتہ بتوسط الوضع لہ، قولہ او یقارن الاستعلاء، ای یقارن طلب الفعل الاستعلاء، ای یفہم منہ عد المتکلم نفسہ عالیا شریفا سواء کان عالیا اولا، قولہ او یقارن التساوی، ای لا یفہم منہ الاستعلاء والخضوع، الا انہ یفہم منہ التساوی حتی یرد انہ بقی قسم وہو ان لا یقارن شیئا منہما، قولہ فہو سوال ودعاء، اشارۃ الی انہ لا فرق بینہما، وقد فرق بعض الفضلاء بان الاول للطلب من المخلوق والثانی للطلب من الخالق، لکن یستعمل کل منہما مکان الآخر، قولہ انما قید، ای قید المصنف رحمہ اللہ الدلالۃ بالوضع حیث قال دلالۃ اولیۃ ای وضعیۃ، قولہ احترازا عن الاخبار، قال الشارح رحمہ اللہ فی شرح المطالع والاولی ان التقیید للتفرقۃ بین الاوامر وتلک الاخبار (ای

---

[۱] ہذا اشارۃ الی ان المراد بالاحتمال الامکان الذہنی ویرادفہ الاحتمال، ۱۲۔

الدالة على طلب الفعل لا بالوضع) في دلالتها على طلب الفعل، أو انه لا اخراج نحو ليت زيدا يضرب فانه يدل على طلب الفعل لكن لا بالذات بل بواسطة تمنيه، قوله فهو تنبيه، اى اعلام على ما في ضمير المتكلم، قوله ينبه، على صيغة المضارع المعلوم من التنبيه، وفاعله ضمير فيه راجع الى التنبيه، ه ومفعوله مقدر، السامع، اى سمى ما لا يدل على طلب الفعل دلالة وضعية تنبيها لانه ينبه السامع على ما في ضمير المتكلم، والمراد بضمير المتكلم قلبه، والذى فيه هو مقصوده، قوله ويندرج فيه التمني، اى ويندرج في التنبيه المركب التام الذى دخل عليه حرف التمني وحرف الترجي وحرف الاستفهام وحرف النداء، فان كلها انشاءات تنبيه على ما في ضمير المتكلم، والتفصيل في حاشية الكتاب ان شئت فارجع اليها، قوله التمني، هو اظهار ارادة الشيئ ممكنا او لا، كما في ليت الشباب يعود، وهذا وان لم يدل على الطلب ابتداء لكنه يدل عليه التزاما لان قولك ليت الشباب يعود يستلزم ليعد الشباب، قوله والترجي وهو اظهار ارادة الشيئ الممكن او كراهيته، كما في لعل الحبيب قادم وهو مستلزم قولك اقدم يا حبيب، قوله والنداء، وهو طلب الاقبال بحرف مخصوص نحو يا زيد وهو يستلزم اقبل يا زيد، قوله والقسم، نحو والله ان زيدا قائم، وهذا يستلزم ان المتكلم يقول للمخاطب صدقني، قوله خارجان عن القسمة، اى التقسيم اى لا يدخلان في شيئ من الاقسام التى ذكرتها للانشاء آنفا، فالتقسيم غير حاصر للانشا، قوله اما الاستفهام، اى اما خروج الاستفهام عن القسمة، قوله استعلام، اى طلب علم ما في ضمير المخاطب، ولا شك ان هذا غير التنبيه بما في ضمير المتكلم لانه اعلام المتكلم السامع بما في ضميره، والحاصل ان الاستفهام طلب المتكلم علم ما في ضمير المخاطب والتنبيه اعلام المتكلم السامع بما في ضميره، فلا يكون التنبيه داخلا في الاستفهام، قوله واما النهي، عطف على قوله اما الاستفهام، اى واما خروج النهي عن القسمة آه، قوله لا على طلب الفعل،

ای والامر یدل علی طلب الفعل، فمن لوازم الاول طلب الترک ومن لوازم الثانی طلب الفعل، واللازمان متنافیان ومن تنافی اللوازم تنافی الملزومات، قولہ لکن المصنف، جواب عن القیل المذکور بقولہ وقائل، قولہ ولم یعتبر، ای المصنف رحمہ اللہ تعالی، قولہ ولم یعتبر، لما علمت من المباینۃ بین حقیقۃ التنبیہ والاستفہام، وقال السید قدس سرہ وقد یقع الاستفہام تنبیہ للمخاطب علی ما فی ضمیر المتکلم من الاستعلام، فالمناسبۃ اللغویۃ مرعیۃ، بیان ما، قولہ والنہی تحت الامر، ای وادرج النہی تحت الامر، قولہ بناء علی ان الترک ہو کف النفس، فیکون النہی موضوعا الطلب المتکلم کف المخاطب نفسہ عن الفعل فیکون مندرجا فی الامر، قولہ کف النفس، قال العلامۃ السیالکوتی فی حواشیہ فی الصراح الکف باز استادن وباز استانیدن لازم ومتعد فہو فعل من افعال النفس یصدر عنہا بالاختیار بعد المیل الی الشئ، قولہ عما من شانہ، الضمیر راجع الی ما، قولہ ایرادہما، ای ایراد الاستفہام والنہی، قولہ واما المرکب الغیر التام، بجر التام لاضافۃ الغیر الیہ، قولہ منہ، ای من المرکب الغیر التام، قولہ قید للاول، لفظا کما فی المرکب التوصیفی لان معنی الموصوف من حیث انہ موصوف لا یتم بدون الصفۃ فہو قید لفظی، او معنی کما فی المرکب الاضافی فان الجزء الثانی فیہ وان لم یکن قید اللاول لفظا لکنہ قید لہ معنی اذ المراد بغلام زید غلام کائن لزید، فائدہ، قال الفاضل الگلہوی رحمہ اللہ فی حاشیۃ شرح التہذیب واعلم ان المرکب التقییدی لا ینحصر فی التوصیفی والاضافی کما یتوہم، بل المرکب من الموصول والصلۃ، والمرکب من الفعل وما فی معناہ بدون الفاعل مع الظرف او المفعول بہ اولہ او غیر ہما من القیود ایضا مرکب تقییدی، قولہ او لا یکون، ای لا یکون الجزء الثانی قید اللاول لا لفظا ولا معنی، فائدہ، اعلم ان انحصار المرکب فی التام والناقص والمرکب

التام فی الخبر والانشاء عقلی، وکذا حصر الانشاء فی الطلبی وغیرہ، واما انحصار الناقص فی اقسامہ
وانحصار الطلبی وغیرہ فی اقسامہما فاستقرائی، کذا فی حاشیۃ شرح التہذیب للفاضل
عبد اللہ الٹونکی رحمہ اللہ تعالی، قال المصنف رحمہ اللہ الفصل الثانی، لما فرغ المصنف
عن مباحث الالفاظ شرع فی مباحث المعانی اللتی یترکب منہا الموصل الی المطالب
التصوریۃ، قال المصنف رحمہ اللہ فی المعانی المفردۃ الاولی ان یقع فی المفہومات المفردۃ فان
الکلی والجزئی من اقسام الصور الذہنیۃ من حیث انہا حاصلۃ فی العقل لا من حیث انہا تقصد
من اللفظ، وانما قلنا الاولی لانہ کثیرا ما یستعمل احدہما مقام الآخر، قال المصنف رحمہ اللہ تعالی
فی المعانی المفردۃ، ای فی تصویرہا وتبیینہا، بخلاف الفصل الآتی فانہ فی احوال تلک المعانی،
قولہ الصور الذہنیۃ، اعلم ان الموجود فی الذہن اما موجود بالوجود الاصلی واما بالوجود الظلی، فاذا
تصورت کفر الکافر کانت تلک الصورۃ موجودۃ فی العقل وجودا اصلیا وکان ہذا الکفر موجودا
وجودا ظلیا ویقال لہ موجود ذہنی فالوجود الاصلی ہو الذی یترتب علیہ الآثار، بخلاف
الثانی، فعلمی بکفر الکافر یقال لہ موجود فی ذہنی، وکفر الکافر موجود ایضا فی ذہنی لکن علمی یقال لہ موجود
وجودا اصلیا ویترتب علی ہذا العلم الآثار ای بان یقال لی انت عالم بکفر الکافر، وکفر الکافر ہذا
موجود فی ذہنی وجودا ظلیا ولا یترتب علی ہذا اثر فلا یقال لی انت کافر، وکذا التصدیق یقینا بنبوۃ
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود وجودا اصلیا فلذا یقال لی انت مصدق، فالآثار المترتبۃ
ہی کون الشخص یوصف بکونہ مومنا او کافرا، فقول الشارح الصور الذہنیۃ لیس المراد اعم
من ان تکون موجودۃ بالوجود الاصلی مثل ادراک نسبۃ القیام لزید او الظلی مثل القیام لزید

بل المراد الثانی بدلیل قوله بعد بان عبر آه لان التعبیر انما ہو عن النسبة الموجودة فی الذہن بالوجود الظلی، قوله المعانی ہی الصور الذہنیة، المعانی جمع معنی علی وزن مفعل، فہو اسم مکان من عنی یعنی اذا قصد، او اصله معنیٌّ ای مقصود فہو اسم مفعول، قوله من حیث انہا وضع بازائہا الالفاظ، لامن حیث ہی ہی، وہو جواب سوال مقدر تقریره ان یلزم ما یفہم من الالفاظ الدالة بالطبع والعقل یخرج عن تعریف المعنی، وتقریر الجواب ان المعنی لا یطلق الا علی ما یفہم من الالفاظ الدالة بالوضع لان القصد الداخل فی مفہوم المعنی اللغوی معتبر فی مفہوم المعنی الاصطلاحی، ولا قصد فیما یفہم من الدال بالطبع والعقل فان القصد لا یکون الا بالوضع، قوله فان عبر عنہا، یعنی لیس المراد آه من المعنی المفرد فی قوله المعانی المفردة ما یکون بسیطا لا جزء له، ومن المعنی المرکب ما یکون لفظه مرکبا وله جزء، بل المراد من المعنی المفرد ما یکون لفظه مفردا ومن المعنی المرکب ما یکون لفظه مرکبا، فالافراد والترکیب صفتان للالفاظ اصالة ویوصف المعانی بہما تبعا، فیقال المعنی المفرد ما یستفاد من اللفظ المفرد، والمعنی المرکب ما یستفاد من المعنی المرکب، قوله والا، النفی متوجہ الی القید وہو مفردا الی قوله عبر، ای وان لم یعبر عنہا بالفاظ مفردة بل عبر عنہا بالفاظ مرکبة، قوله فالمرکبة، ای فہی المعانی المرکبة، قوله والکلام آه، ای فی ہذا الفصل الثانی، وانما قال آه احترازا عن الفصل الرابع فان الکلام فیه فی المعانی المرکبة، والکلام فی الفصل الثالث وان کان فی المعانی المفردة الا انه من تتمة الفصل الثانی حقیقة فکانہما واحد، قوله فکل مفہوم، ای للفظ مفرد لا مطلقا ولا للمفہوم المرکب، قوله وہو، ای المفہوم، قوله لانه، ای لان المفہوم، قوله نفس تصوره، ای تصوره المحض مجردا عن العوارض الخارجیة واللواحق والقرائن، قوله ای من حیث انه متصور، لما کان اسناد المنع فی قول الماتن "منع نفس تصوره" الی نفس التصور یدل علی ان المانع ہو نفس التصور

وليس كذلك، اذ المانع من حمل المفهوم على كثيرين ليس صورته الحاصلة في العقل بل ذاته، نبه الشارح بقوله من حيث آه على ان المراد منع ذلك المفهوم (١) والتصور شرط وسبب واسناد المنع الى التصور اسناد الى السبب، قوله من وقوع الشركة فيه، اى فى ذلك المفهوم، قوله وصدقه عليها، اى وحمله عليها حمل ايجاب، قوله او لا يكون، اى لا يكون نفس تصوره مانعا آه، قوله نفس تصوره، التقييد بالتصور يفيد (٢) قطع النظر عن الخارج، والتقييد بالنفس يفيد قطع النظر عن البرهان ولم يغن احدهما عن الآخر، قاله فى بديع الميزان، قوله كهذا الانسان، اى كمفهوم هذا الانسان بدليل قوله الآتى "اذا حصل مفهومها"، قوله فان الهذية، اى فان تلك اللفظة التى فيها لفظ هذا فيشمل جميع قولنا هذا الانسان، قوله اذا حصل مفهومها، اى مفهوم الهذية وهو التعيين والتشخص، ومفهوم هذا الانسان هو الحيوان الناطق مع التشخص، وهو لا يصدق على كثيرين، قوله امتنع العقل، الامتناع انما هو للصدق لا للعقل ففى العبارة قلب اى امتنع الصدق عند العقل، قوله كالانسان، اى كمفهوم الانسان فالكلام انما هو فى المفهوم ورح فقوله فان مفهومه آه فيه شىئ لان الاولى الاضمار، ولك ان تجعل فى العبارة استخداما فتريد من الانسان المفهوم وبالضمير فى مفهومه لفظ الانسان، قوله فان مفهومه، اى مفهوم الانسان وهو الحيوان الناطق، قوله وهو سهو، اى ما وقع فى بعض النسخ سهو، قال

(١) يعنى ان المانع هو المفهوم والتصور شرط للمنع فلذا قال من حيث انه متصور، ١٢

(٢) لان التصور حصول صورة الشىئ، ١٢

السید السند قدس سرہ (۱) ومنشا ھذا السھو ان القوم قد یصفون اللفظ بالکلی والجزئی وان کان بالعرض فیقولون ان اللفظ اما ان یمنع نفس تصور معناہ من وقوع الشرکۃ فیہ فھو الجزئی اولا یمنع فھو الکلی، وقال عصام الدین فی حواشیہ انما بقی ہذا السھو فی التعریف لانہ تعریف من جعل المقسم اللفظ فقال اللفظ اما کلی اوجزئی فعرف الکلی والجزئی بھذین التعریفین، فلما غیر المقسم الی المعنی غفل عن تغییر التعریف بحذف المعنی، قولہ والا، ای وان لم یکن سھوا، قولہ لان المفھوم ہو المعنی، ای ہما متحدان بالذات وضمیر معناہ راجع الی المفھوم فیصیر التقدیر کل معنی جزئی ان منع نفس تصور معناہ، فیکون للمعنی معنی، قولہ وانما قید بنفس التصور، ای قید المصنف تعریف الجزئی والکلی بھذہ القید، قال مولانا عبد الحکیم رحمہ اللہ فی حواشیہ علی حاشیۃ السید ظاہر عبارۃ الشارح یدل علی ان المقصود بیان فائدۃ قید النفس حیث زاد فی الموضعین (ای فی قولہ فان مجرد تصورہ وفی قولہ الی مجرد تصورہا) لفظ مجرد، وحملہ السید علی بیان فائدۃ قید التصور، فان کان بیان فائدۃ قید النفس فالمراد بالخارج فی قولہ بالنظر الی الخارج الخارج عن مفھوم الکلی وان کان بیان فائدۃ قید التصور فالمراد بالخارج نفس الامر والواقع، قولہ بالدلیل الخارجی، وہو برہان التوحید، ای برہان یدل علی انحصارہ فی فرد واحد، ولا یمکن وجود

---

(۱) السر ما یکتم، والمراد بہ ہنا الروح،

فرد آخر، قوله لم يمنع، اى العقل، قوله من صدقه، اى من صدق ذلك المفهوم، قوله فان مجرد
تصوره، اى تصور الواجب يعنى مع قطع النظر عن الدليل الخارجى، قوله لم يفتقر، على صيغة —
المجهول، قوله وكالكليات الفرضية، هى التى لا يمكن صدقها فى نفس الامر على شيئ من —
الاشياء الخارجية والذهنية كاللاشيئ فان كل ما يفرض فى الخارج فهو شيئ فى الخارج
ضرورة، وكل ما يفرض فى الذهن فهو شيئ فى الذهن ضرورة، فلا يصدق فى نفس الامر على شيئ
منها انه لاشيئ، وكاللاممكن بالامكان العام فان كل مفهوم يصدق عليه فى نفس الامر انه ممكن عام
فيمتنع صدق نقيضه فى نفس الامر على مفهوم من المفهومات، وكاللاموجود فان كل ما هو فى الخارج
يصدق عليه انه موجود فيه وكل ما يفرض فى الذهن يصدق عليه انه موجود فى الذهن فلا يمكن صدق —
نقيضه فى نفس الامر على شيئ اصلا، من حاشية السيد قدس سره،